لقب

اہل حدیث

www.KitaboSunnat.com

رانا محمد شفیق خاں پسروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

رحمان پبلک لائبریری
کتاب نمبر 3071

لقب

اہل حدیث

رانا محمد شفیق خاں پسروری

www.KitaboSunnat.com

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب: لقب اہل حدیث

مصنف: رانا محمد شفیق خاں پسروری

کمپوزنگ: محمد ہارون مغل 0321-4714540

طبع اول: اکتوبر 2008ء

قیمت: 200

ملنے کے پتے

1۔ دفتر مرکزی جمعیت اہل حدیث 106 راوی روڈ لاہور پاکستان

2۔ مکتبہ اہل حدیث پسرور (ضلع سیالکوٹ)

3۔ فیض اللہ اکیڈمی، الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

4۔ مکتبہ ایوبیہ، محمدی مسجد برنس روڈ کراچی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اھداء

مردِ حق آگاہ، قائد شاہین نگاہ، میر کارِرواں

حضرت الامیر پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ

اور

والد گرامی قدر، مناظر اسلام، عالم باعمل

حضرت مولانا محمد رفیق خاں پسروری رحمہ اللہ

کے نام

کہ جنہوں نے مجھے ''احقاق حق'' کے فریضہ اور ''اہل حدیث''
کی محبت سے آشنا کیا۔ (جزاھم اللہ احسن الجزاء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	اهداء	3
2	فہرست	5-6
3	عرض احوال واقعی	7
4	اغیار کے ہاں ذکر خیر	9
5	مولانا ابوالکلام آزادؒ نے کہا!	10
6	دیوبندی کے ہاں سے تازہ حوالہ	11
7	بریلویوں کی ایک پسندیدہ کتاب سے	12
8	نواب صدیق الحسنؒ کے اشعار	15
9	مولانا ندویؒ کی تعریف اہل حدیث	16
10	سید داؤد غزنویؒ کے الفاظ	23
11	ابتدائیہ (حرفے چند از مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ)	28
12	مقدمۃ الکتاب (حضرت مقبول احمد قاضی حفظہ اللہ)	37
13	سنت اور حدیث کا باہمی تعلق	69
14	اہل حدیث، ایک وصفی نام!	89
15	اہل سنت، اہل اثر	89
16	لقب اہل حدیث	98
17	لقب کی ابتداء	101
18	صحابہ بھی اہل حدیث تھے	103
19	تابعین بھی اہل حدیث تھے	107

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

20	ائمہ اربعہ بھی ملقب بہ اہل حدیث تھے	110
21	امام شافعیؒ	110
22	امام مالکؒ	113
23	امام احمد بن حنبلؒ	114
24	امام ابوحنیفہؒ	117
25	تشہیرِ لقب	119
26	اہل حدیث ہی کیوں؟ مسلم کیوں نہیں؟	125
27	مسلمین اور دیگر القاب	136
28	لقب اہل حدیث پر اجماع (از حضرت علی زئی حفظہ اللہ)	141
29	ایک اعتراض اور اس کا جواب!	157
30	اہل حدیث اور وہابی!	169
31	محدث البانیؒ کی بحث	181
32	ایک سعودی کتاب کی بحث	193
33	سید محب اللہ شاہ راشدی کا فتویٰ	210
34	قدیم کتابوں میں اہل حدیث کا تذکرہ	218
35	باب الاسلام (سندھ) میں اہل حدیث!	230
36	حدیثی وعلمی خدمات میں امتیازِ اہل حدیث	245
37	سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ کا تاریخی خطاب	263
38	ایک غلطی فہمی کا ازالہ (حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ)	280
39	اسلام اور اہل حدیث (شیخ الاسلام امرتسری رحمہ اللہ)	288
40	امام کعبہ کا فرمان	296
41	شورش کاشمیری کے الفاظ	306

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ احوال واقعی

الحمد للہ! مسلک اہل حدیث ایک نکھرا ہوا اور نترا ہوا مسلک ہے۔ جو حقیقتاً خاصے کی شے اور پاسے کا سونا ہے۔ اس کا منبع و مآخذ اصلاً کتاب وسنت ہے۔ اور لقب اہل حدیث کائنات کے مقدس ترین گروہ کا لقب ہے۔ جس کو اختیار کرنا ایک اعزاز واکرام سے کم نہیں۔ جو لوگ اہل حدیث نہیں کہلاتے وہ بھی لقبِ اہل حدیث کی عظمت وشوکت کے انکاری نہیں، ان کا کہنا صرف یہ ہے کہ ''اہل حدیث'' سے صرف محدثین مراد ہیں، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اہل حدیث سے مراد ہر وہ فرد ہے، جو حدیث پر عمل کرتا اور حدیث کو اپنی زندگی میں اہمیت دیتا ہے، اس کو اسلام کا بنیادی مآخذ قرار دیتا اور مدارِ عمل جانتا ہے۔

یہ تو ہمارے بعض عاقبت نااندیشوں کو ہمت ہوئی ہے کہ جو ''لقبِ اہل حدیث'' کے خلاف آواز اٹھا رہے اور اہل حدیث کہلاتے ہوئے شرما رہے ہیں۔ حالانکہ ان لوگوں نے ہر دور میں اہل حدیث افراد و مدارس اور اہل حدیث کے ذرائع و وسائل کو ہی استعمال کیا ہے۔ زیرِ نظر کتاب میں ہم نے ''لقب اہل حدیث'' کے تقریباً تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، اور سعی کی ہے کہ اس عظیم لقب کے حوالے سے پیدا کردہ شکوک وشبہات اور بے جا اعتراضات کا شافی جواب درج کر دیا جائے۔ اصلاً ''لقب اہل حدیث'' پر ایک مضمون ہم نے 1980ء میں لکھا تھا جبکہ ہم مدرسہ کی ابتدائی منازل میں تھے، مضمون اوّلاً صحیفہ اہل حدیث کراچی میں قسط وار شائع ہوا اور پھر ہفت روزہ اہل حدیث میں بھی (انہی ایام میں) شائع ہوا۔ ''لقب اہل حدیث'' سے محبت، عقیدت اور اس کی اہمیت کا احساس ہمارے لیے ''موروثی'' ہے۔ ہمارے والد گرامی قدر مناظرِ اسلام مولانا محمد رفیق خاں پسروری رحمہ اللہ ''اہل حدیث'' لقب سے حد درجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محبت کرتے تھے۔ ان کی تمام بنائی مساجد کا نام، مسجد اہل حدیث ہی ہوتا تھا۔ پسرور شہر کی جس مسجد میں وہ وفات تک خطیب رہے اس کے سامنے چوک کا نام ''چوک اہل حدیث''۔ جو مکان بنائے ان کے بالترتیب نام ''مقام اہل حدیث''، ''اہل حدیث منزل''، ''آشیانۂ اہل حدیث''، ''کاشانۂ اہل حدیث''۔ مکتبہ کا نام ''مکتبہ اہل حدیث''، اور گلی کا نام ''گلی مکتبہ اہل حدیث'' رکھا۔ وہ فرمایا کرتے تھے ''یہ نام و لقب فخر و شرف والا ہے، اس کو شرما کر یا ڈر کر نہ لیا کرو، بلکہ اگر کوئی آسمان جتنا بڑا کر کے بھی لکھ سکتا ہے تو ضرور لکھے۔''

یہ انہی کا ودیعت کردہ جذبہ ہے کہ ہم اس عظیم لقب کے حوالے سے ''اپنائیت'' کا اظہار کر کے ایجنسیوں کے مقاصد پورے کرنے والوں سے، محض اس لیے الجھتے ہیں کہ وہ اہل حدیث کا نام چھپاتے اور مٹاتے ہیں...... کبھی وہ وقت تھا کہ اہل حدیث بزرگوں کو سجدہ کی حالت میں مسجدوں سے اٹھا کر باہر پھینک دیا جاتا تھا، خصوصاً انگریز کے دور میں اہل حدیث کو وہابی کہہ کر مطعون کیا جاتا اور پھانسیوں تک پر چڑھا دیا جاتا تھا، اس کٹھن دور میں بھی اہل حدیث بزرگوں نے اس عظیم لقب کی شان کو بڑھایا، اور اب جبکہ آسانیاں بہت پیدا ہو گئی ہیں اور ہمارے بزرگوں کی قربانیوں سے خود اہل حدیث نام کو ایک عزت مل چکی ہے، ایسے میں بھی اس قابلِ فخر لقب کو اختیار کرنے سے ہچکچانا، سوائے بزدلی اور غیروں سے مرعوبیت کے اور کچھ بھی نہیں۔

آج تو صورت حال یہ ہے کہ غیر بھی (تمام تر اختلافات کے باوجود) اہل حدیث کا ذکر خیر کرنے پر مجبور ہیں۔ مثلاً مولانا احمد علی لاہوری (مولانا عبیداللہ انور کے والد اور مولانا اجمل قادری کے دادا) نے کہا:

''میں قادری اور حنفی ہوں، اہل حدیث نہ قادری ہیں نہ حنفی مگر وہ چالیس سال سے ہماری مسجد میں آ رہے ہیں، میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں۔'' (ملفوظاتِ طیبات ص ۱۵۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یہاں حضرت لاہوری نے ''اہل حدیث'' عام لوگوں کے لیے استعمال کیا ہے، حضراتِ محدثین کے لیے نہیں) یاد رکھنے کی بات یہ بھی ہے کہ مولانا لاہوری ساری زندگی نمازِ عید غزنوی علماء کے پیچھے اہل حدیث عیدگاہ منٹو پارک میں پڑھتے رہے۔ اسی طرح انہوں نے مولانا عبدالمجید سوہدرویؒ سے اپنی بیٹی کا نکاح بھی خود پڑھایا۔

مفتی رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں:

''تقریباً دوسری تیسری صدی میں اہلِ حق میں فروعی اور جزئی مسائل حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیشِ نظر پانچ مکاتب قائم ہو گئے یعنی مذاہبِ اربعہ اور اھل حدیث۔ اس زمانے سے آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔''

(احسن الفتاوی جلد ۱ ص ۳۱۶، مودودی صاحب اور تخریب اسلام ص ۲۰)

تفسیر حقانی کے مصنف مولانا عبدالحق حقانی دہلوی نے لکھا، کہ

''اور اہل سنت شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی ہیں اور اھل حدیث بھی انہی میں داخل ہیں۔'' (حقانی عقائد اسلام ص ۳)

(یاد رہے کہ اس کتاب حقانی عقائد اسلام کے ص ۲۶۴ پر ہے کہ ''یہ کتاب مولانا محمد قاسم نانوتوی کی پسند کردہ ہے۔'')

مولانا مفتی کفایت اللہ دیوبندی نے ایک سوال کے جواب میں لکھا:

''ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں...... محض ترک تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارک تقلید باہر ہوتا ہے۔'' (کفایت المفتی جلد ۱ ص ۳۲۵ جواب ۳۷۰)

معروف حنفی عالم مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا، کہ ''اس کو تسلیم کرنا چاہیے کہ دین کے اساسی سرچشموں (قرآن و حدیث) کی طرف توجہ ہندوستان کے حنفیوں کی جو پلٹی اس میں اہل حدیث اور غیر مقلدیت کی اس تحریک کو بھی دخل ہے، عمومیت، غیر مقلد تو نہیں ہوئی لیکن تقلید جامد اور کورانہ اعتماد کا طلسم ضرور ٹوٹا۔ (ماہنامہ برہان، دہلی اگست

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

1958ء)

معتدل علماء احناف کے ہاں سے اس طرح کے کثیر حوالے مل جاتے ہیں، سید سلیمان ندوی نے ''تراجم علمائے حدیث'' کے مقدمہ میں جو کچھ لکھ دیا ہے، وہ کم تو نہیں۔ مولانا عبیداللہ سندھی نے ''تحریک ولی اللہی'' میں بھی خاصی باتیں لکھی ہیں۔ رہی سہی کسر ''متحدہ مجلس عمل'' کے کئی مشترکہ جلسوں میں علماء نے اہل حدیث سے اپنائیت کا اظہار کر کے کر دی تھی۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے خوب فرمایا تھا، کہ

''صرف اصحاب حدیث وسنت کے ہاتھ آج تک میدان رہا، اور سبحان اللہ! سعادت فیضان نبوت و برکات وانتساب سنت کو آج بھی فتح ونصرت اترے گی تو انہی کے عساکر حق وتشون پر۔ اگر چہ حسب فرمان نبوی:

''قوم صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر'' (رواہ احمد والطبرانی مرفوعا)

ان کی تعداد سب سے کم اور بوجہ ظہور معنی غربت ثانیہ ان کی جماعت نہ صرف مغلوب بلکہ بظاہر مفقود کالمعدوم نظر آتی ہے۔

''فهم اقلون عددا واعظمون الله قدرا (تذکرہ ابوالکلام ص ۲۲۲)

مولانا محمد سورتی رحمہ اللہ نے کہا تھا:

اهل الحديث عصابة نبويه
ترضى بفعل المصطفى وبامره
تحط راى الناس او اقوالهم
حط السيول الصخر اعلى صغره

''یعنی اہل حدیث رسول پاک ﷺ کی حمایت کرنے والے اور ان کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افعال واحکام پر راضی ہیں۔ ان کے معاملے میں دوسروں کی آراء، واقوال کو نہایت بے دردی اور حقارت سے پھینک دیتے ہیں۔"

حضرت ملا علی قاری حنفیؒ اپنی کتاب "مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد۲ ص ۵ پر لکھتے ہیں:

"ان اولی الناس برسول اللہ ﷺ فی القیامۃ یکون اصحاب الحدیث اذلیس فی ھذہ الامۃ قوم اکثر صلوٰۃ منھم وقال غیرہ لانھم یصلون قولا وفعلاً"

یعنی قیامت کے دن رسول پاک ﷺ سے بہت زیادہ قریب اہل حدیث ہوں گے کہ اس وقت اہل حدیث سے زیادہ کوئی قوم درود نہیں پڑھتی، یہ لوگ قولاً، عملاً ہر طرح درود پڑھتے ہیں۔

نواب قطب الدین حنفی نے بھی "مظاہر حق جلد ا ص ۳۰۹) پر اسی طرح لکھا ہے اور حافظ سیوطی نے بھی "قوت المغتذی جلد ا ص ۴۵۸" میں اسی طرح نقل کیا ہے۔ اسی طرح خطیب بغدادیؒ نے حضرت سفیان ثوریؒ سے "شرف اصحاب الحدیث ص ۴۷" میں نقل کیا ہے، کہ

"لو لم یکن لاصحاب الحدیث فائدۃ الا الصلوٰۃ علی النبی ﷺ فانہ یصلی علیہ مادام فی ذلک صلی اللہ علیہ وسلم"

"یعنی اہل حدیث کو اگر اور کچھ فائدہ نہ ہو تو یہی کیا کم ہے کہ وہ (جب حدیث کی کتابیں پڑھتے ہیں تو) ہر وقت "صلی اللہ علیہ وسلم" کہہ کر درود بھیجتے رہتے ہیں۔" (یہی قول امام ابن قیم نے "جلاء الافہام ص ۲۴۳" پر لکھا ہے)

حضرت ملا علی قاری کے حوالے سے ایک تازہ حوالہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

"خالق آباد ضلع نوشہرہ (صوبہ سرحد) سے دیوبندی احباب کا ایک رسالہ "ماہنامہ القاسم" شائع ہوتا ہے۔ اس کے شمارہ نمبر ۱۳۶ مجریہ اگست ۲۰۰۸ء کے ص ۲۶ پر "مولانا قاضی ~~زاہد~~ الحسینی ~~ذوق~~ ذوقِ شعر وادب" کے عنوان سے ایک مضمون ہے۔ جس میں قاضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زاھد الحسینی کی کتاب ''کشکولِ معرفت ص ۱۰۸ کے حوالے سے لکھا ہے۔

''حضرت شیخ محمد زکریا ملتانی نے فرمایا:

''دین کی سلامتی اس بات میں ہے کہ حضرت محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجا جائے۔''

بحمدہ تعالیٰ ہر محدث اور حدیث کا ہر طالب یہ شرف حاصل کر رہا ہے۔ اور بقول ملا علی قاریؒ......

اھل الحدیث ھم اھل النبیؐ
ان لم یصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

''کہ حدیث پر عمل کرنے والے لوگ ہی نبی کے ساتھی اور خاندان والے ہیں، اگرچہ ان لوگوں نے آپؐ کے ساتھ ملاقات نہ کی ہو، لیکن حضورؐ کے الفاظ سے بہرہ ور ہو گئے۔''

اسی طرح چند اور (تازہ) حوالے ملے، جو خاصے کی شئے ہیں۔

ایک تو بریلوی مکتبِ فکر کے ہاں تصوف کی ایک پسندیدہ کتاب ہے ''مرآۃ الاسرار''۔ یہ کتاب شاہجہاں کے دور میں ۱۰۴۵ھ میں حضرت شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے لکھی تھی، پچھلے سالوں میں الفیصل لاہور نے اس کا ترجمہ شائع کیا ہے، وہی ہمارے سامنے ہے۔ کتاب میں گیارہ صدیوں کے ''اولیاء وصوفیاء'' کے ملفوظات و حالات کو جمع کیا گیا ہے اور لکھا گیا ہے کہ ''یہ کتاب ''مرآۃ الاسرار'' خواجہ معین الدین چشتی کے باطنی اشارہ پر لکھی گئی ہے۔''

کتاب کے ص ۵۱ پر ہے:

''اہل وصول دو گروہ ہیں، اول، ''اہل حدیث'' کہ جن کے احکام کی بناء نصوص (یعنی قرآن و حدیث) پر ہے اور یہ حجازی ہیں اور اصحاب مالک بن انس اور محمد بن ادریس شافعی کے ہیں۔ دوم، ''ارباب رائے'' کہ جن کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام کی بناء بروجہ رائے و قیاس یا استنباط ہے، یہ عراقی ہیں اور اصحاب ہیں امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے اور ان کے متابعان کے مثلاً محمد بن حسن، حسن بن زیاد، ابو یوسف قاضی۔"

اس سے آگے شیخ عبدالرحمٰن چشتی "اہل سنت و جماعت" کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"اہل سنت و جماعت اعتدال یعنی صراط مستقیم پر ہیں اور افراط و تفریط سے پرہیز کرتے ہیں، انہوں نے اپنے لوح دل کو تعصب کی میل سے پاک صاف رکھا، اور تنکنائے تقلید محض سے گزر کر خالص تحقیق تک پہنچ گئے۔ ابیات

زتقلید و تعصب برطرف باش
زلوحِ دل خیال ہر دو بتراش
تعصب از ہوائے نفس خیزد
زتقلید آبروئے خلق ریزد
تعصب سالکان رابند راہ است
رہ تقلید از راہِ تباہ است
خدایا نفسِ سرکش را زبوں کن
تعصب از نہادِ ما بروں کن
مرا بتحقیق بنما سوئے توحید
رہائی بخش از زندانِ تقلید

دوسرا حوالہ جہانگیر کے دور کے بزرگ "رکن الدولہ علاء الدولہ سمنانی" کی کتاب "جواھر التفسیر" کی سورۃ فاتحہ کی تفسیر کا ہے، جس میں وہ "صراط مستقیم" کے ضمن میں بحث کرتے ہوئے اور اپنی دوسری کتاب "عروۃ الوثقیٰ" کی فصل دوم، سوم میں "اہل ملل اور اہل نحل" کے تحت "اہل حدیث" اور "اہل الرائے والقیاس" کی تعریف انہی الفاظ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کرتے ہیں، کہ جن میں شیخ عبدالرحمٰن چشتی نے لکھی ہے۔یعنی اہل حدیث کے احکام کی بناء نصوص یعنی قرآن و حدیث ہے جبکہ ''اہل الرائے والقیاس'' کا دارومدار رائے و قیاس پر ہے۔ (شاہ ولی اللہ کی حجۃ اللہ البالغہ کا باب "الفرق بین اھل الحدیث واھل الرائے" بھی پڑھنے کے قابل ہے۔)

جماعت اسلامی کے ہم ذہن مکتبہ ''اسلامک پبلیکیشنز لاہور نے علامہ راغب الطباخ کی کتاب ''تاریخ افکار وعلوم اسلامی'' شائع کی ہے، اس کے حصہ دوم ص ۴۰۔۴۱ پر ہے کہ

''فقہ کی دو شاخیں پھوٹیں، ایک کو طریقہ اہل الرائے والقیاس کہتے تھے اور یہ اہلِ عراق تھے، اور دوسرے کو طریقہ اہل حدیث سے یاد کرتے تھے اور یہ اہل حجاز تھے..........

اہل عراق کے پاس سرمایہ حدیث کم تھا، اس لیے انہوں نے کثرت کے ساتھ قیاس سے کام لیا، اس میں انہیں مہارت حاصل تھی، اس لیے ان کو ''اہل الرائے'' کہا جاتا تھا۔ اہل الرائے میں ایک مستقل مذہب نے نشوونما پائی اس کے سربراہ و پیشوا امام ابوحنیفہ تھے۔ اور اہل حجاز کے راہنما امام مالک بن انس تھے اور اس کے بعد امام شافعی تھے۔

اور اسی کتاب کے ص ۴۲ پر ہے۔

''اہل ظاہر کے فقہی مذہب کے ناپید ہونے کے بعد اب رہ گئے دو ہی فقہی مذاہب، ایک عراق کے ''اہل الرائے'' اور دوسرا حجاز کے ''اہل حدیث'' کا۔''

(ہم تشہیر لقب کے عنوان سے اس طرح کے کئی اور حوالے نقل کر چکے ہیں۔)

ہم نے اپنی کتاب میں تفصیل کے ساتھ ''لقب اہل حدیث'' کے تمام پہلوؤں کو حوالوں کے ساتھ بیان کرنے کی کوشش کی ہے، اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ مسلک اہل حدیث کسی کے ذہن کی اختراع نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ ''دین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدیٰ'' اور رسول پاک ﷺ کی دی ہوئی ''شریعت مطہرہ'' کا ہی نام ہے۔ اور اس کے حاملین، بڑے نیک جذبے کے ساتھ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات و فرامین کو سینے سے لگاتے، ان پر عمل کرتے اور انہی کا جھنڈا بلند کرتے ہیں، اور انہی کو ''اہل حدیث'' کہا جاتا ہے۔

حضرت مولانا نواب صدیق الحسن خاں صاحبؒ والی بھوپال نے اشعار میں مسلک اہل حدیث اور احادیث سے محبت کو یوں واضح کیا ہے کہ

شد شرف زاحادیث پیمبر کاغذ
نقطھا گوہر یکدانہ بود بر کاغذ

صفحہ عارض گل بہر نوشتن شاید
درخور سنت سرور نبود ہر کاغذ

روئے قرطاس سیہ می شود از نقش خرد
نشود کاش دریں ملک میسر کاغذ

می نویسیم ثنائے سنن سرور را
ہاں بیارید بمن از ورق زر کاغذ

تاحدیث صفت طیبہ نوشتم نواب
گشت چوں عرصہ گلزار معطر کاغذ

① پیغمبرؐ کی احادیث کی وجہ سے کاغذ کو یہ شرف حاصل ہوگیا ہے کہ گوہر یکدانہ جیسے نقاط کاغذ پر رقم ہو رہے ہیں۔

② اگرچہ رخ گل کے صفحہ کی مانند بھی کاغذ ہو مگر سرور انبیاءؐ کی احادیث اس پر لکھنے کے لائق نہیں۔ (یعنی احادیث اس سے بھی بہتر ہیں)

③ کاغذ کا چہرہ نقش خرد سے (علم حدیث سے) سیاہ ہو جاتا ہے کاش کہ اس ملک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کاغذ میسر ہی نہ ہوتا۔ (جو کہ نقوش عقل سے سیاہ ہو جاتا ہے)

④ میں سرور کائنات ﷺ کی احادیث کی ثنا خوانی کرنے والا ہوں۔ ہاں تو ضرور میرے پاس کاغذ کے سنہری اوراق لے آؤ۔

⑤ نواب (خود کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں) جب تک طیبہ صفت (پیغمبر) کی احادیث کو لکھتا رہوں گا، کاغذ پھلواڑی کی مانند معطر رہے گا۔

مسلک اہل حدیث ہے کیا؟ اس سوال کا جواب عقلی و نقلی حوالے سے مفسر قرآن مولانا محمد حنیف ندویؒ نے خوب دیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ:

''یہ عجیب بات ہے کہ اہلحدیث کا تصور دینی جس درجہ سادہ سمجھ میں آنے والا اور قلب و روح کو حرارت و تپش عطا کرنے والا ہے یار لوگوں نے اتنا ہی اسے الجھا دیا ہے اور اس کے بارے میں ایسی غلط فہمیاں پھیلا رکھی ہیں کہ الامان والحفیظ۔ سوال کم پڑھے لکھے یا جہال کا نہیں۔ اچھے خاصے علماء کا ہے۔ ان حلقوں میں اگر کسی جانی پہچانی شخصیت کے بارہ میں بھی بھولے سے کسی نے یہ کہہ دیا یا لکھ دیا کہ صاحب وہ تو ''وہابی'' غیر مقلد یا اہلحدیث ہے تو نہ پوچھئے صرف اتنا کہہ دینے اور لکھ دینے سے اس سے متعلق طبیعت اس تیزی سے بدل جاتی ہے اور اس کے خلاف نفرت و تعصب کے کتنے طوفان اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ نفرت و تحقیر کا یہ بادۂ تلخ انگریز کے استعماری مصالح کے علاوہ اور کن کن مقدس ہاتھوں سے کشید ہوا ہے؟ اور تہمت طرازی کی اس سازش میں کس کس نے حصہ لیا ہے؟ کن کن عناصر نے اہلحدیث کے خلاف اس نفسیاتی مہم کو چلانے میں کامیاب کردار ادا کیا ہے؟ یہ ایک مستقل اور علیحدہ موضوع ہے جو مخصوص تحقیق و التفات چاہتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس سے متعلق سردست تعرض کرنا موزوں نہیں کیونکہ ''اس میں کچھ پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں۔'' تاہم اتنی بات کہہ دینے میں کوئی مضائقہ بھی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ نفرت کی یہ مہم پورے زور شور اور تنظیم کے ساتھ آج بھی جاری ہے، حالانکہ جماعت اہلحدیث کے عقائد و سرگرمیاں اور کارنامے کوئی چیز بھی تو ڈھکی چھپی نہیں اور کوئی چیز بھی تو ایسی نہیں جس میں اسلامی نظریہ وتصور سے کسی درجہ میں بھی انحراف پایا جائے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے ہم تو معتوب اور مستوجب تعزیر ہی اس بنا پر ہیں کہ ہم فقہ ہو یا کلام، تفسیر ہو یا حدیث، دین کے معاملہ میں ادنیٰ انحراف کو بھی برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہمارا سیدھا سادہ عقیدہ یہ ہے کہ حق وصداقت کو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ہی میں محصور و منحصر مانو اور سعی وعمل یا فکر وعقیدہ کا جب بھی کوئی نقشہ ترتیب دو تو تابش وضو کے لیے اسی آفتاب ہدایت کی طرف رجوع کرو جس کو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات انسانی کے لیے سراج منیر ٹھہرایا ہے۔

”یا ایها النبی انا ارسلنك شاهدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی الله باذنه وسراجا منیرا“

یہاں اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ ہم کسی طرح بھی تاریخی ارتقاء کے منکر نہیں اور زمانے کے ناگزیر تقاضوں کے تحت فقہ وکلام کے سلسلہ میں ہمارے ہاں جلیل القدر علماء اور آئمہ نے جو گراں قدر خدمات انجام دی ہیں ان سے ذرہ برابر صرف نظر کو ہم جائز تصور نہیں کرتے۔ ہمارے نزدیک امام ابوحنیفہؒ کی فکری وآئینی کاوشیں۔ امام شافعیؒ کی اصول فقہ وحدیث کے معرکے، امام مالک کا اصحاب مدینہ کے تعامل کو دست بروزمانہ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لینا اور امام احمد بن حنبلؒ کی جمع حدیث کی وسیع تر کوششیں ہماری تہذیبی انفرادیت کا زندہ ثبوت ہیں اور یہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن پر ہم جس قدر بھی فخر وناز کریں کم ہے۔

ہم حق کو ان سب مدارس فکر میں جن کی ان بزرگوں نے بنیاد رکھی، دائر وسائر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو مانتے ہیں لیکن محصور ومنحصر کسی میں بھی نہیں جانتے کیونکہ ہمارے نقطہ نگاہ سے صحت وصواب کی استواریاں غیر مشروط طور پر صرف کتاب اللہ وسنت رسول کے ساتھ خاص ہیں۔

﴿يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُولِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيلًا﴾ (النساء:۵۹)

"اے ایماندار واطاعت کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اور صاحب امر کی۔ اور اگر تم میں تنازع ہو جائے کسی چیز میں تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو یہ انجام کے لحاظ سے بہتر ہے۔"

ہمارے عقیدہ کی رو سے استدلال وتاویل کا یہی دو چیزیں نقطہ آغاز ہیں اور یہی نقطہ آخر۔ دوسرے لفظوں میں سورہ نساء کی اس آیت کو ہم Pramble یا قانونی اساس سمجھتے ہیں۔ اس آیت ہی کے لب ولہجہ میں علماء سے کہتے ہیں کہ ہر ہر متنازع فیہ مسئلہ میں اول وآخر کتاب وسنت ہی کی طرف رجوع کیجیے۔ تقلید وعدم تقلید کی اصطلاح میں پڑے بغیر کہ اس میں قدرے الجھاؤ اور جھول ہے ہم محبت ووفا کی زبان میں دعوئی داران عشق رسول سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ خدارا آپ ہی بتایئے اگر کسی گروہ نے یہ فیصلہ ہی کر لیا ہو کہ طلب وآرزو کے دامن کو وہ صرف انہی گل بوٹوں سے سجائے گا جو قرآن وسنت کے سدا بہار دبستان میں نظر افروز ہیں اور اگر کچھ لوگوں نے از راہ شوق یہی مناسب جانا ہو کہ ان کی نظر اگر کسب ضو کرے گی تو انہی انوار وتجلیات سے جو چہرہ نبوت کی زیب وزینت ہیں۔ یا زمان ومکاں کے فاصلوں کو ہٹا کر اگر کوئی بے تاب اور متجسس نگاہ اسی جمال جہاں آراء کا براہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راست مشاہدہ کرنا چاہتی ہے جس کی جلوہ آرائیوں نے عشاق کے دلوں میں پہلے ایمان و عمل کی شمعیں فروزوں کیں، تو آیا یہ کوئی جرم، گناہ یا معصیت ہے؟ اور اگر یہ جرم اور معصیت ہے تو ہمیں اقرار ہے کہ ہم وابستگان دامن رسالت اور اسیران حلقہ نبوت مجرم اور گناہ گار ہیں۔

تقلید و عدم تقلید کا مسئلہ دراصل فنی و علمی سے زیادہ نفسیاتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ٹھیٹھ اسلام کی رو سے ہماری اولین ارادت کا مرکز کون ہے؟ ہماری پہلی اور بنیادی وابستگی کس سے ہونا چاہیے؟ اور پیش آمدہ مسائل میں، مشکلات کے حل و کشود کے سلسلہ میں ہمیں اول اول کس کی طرف دیکھنا چاہیے؟ کتاب اللہ اور سنت رسول کی چشم کشا اور ابدی تعلیمات کی طرف یا فقہی مدارس فکر کی وقتی اور محدود تعبیرات کی طرف۔ اس سے قطع نظر کہ تقلید سے فکر ونظر کی تازہ کاریاں مجروح ہوتی ہیں اور اس سے بھی قطع نظر کہ اس سے خود فقہ و استدلال کے قافلوں کی تیز رفتاری میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے اور تہذیب وفن کی وسعتیں، زندگی، حرکت اور ارتقاء سے محروم ہو جانے کے باعث حد درجہ سمٹاؤ اختیار کر لیتی ہیں۔ اصل نقص اس میں یہ ہے کہ اس سے عقیدت و محبت کا مرکز ثقل یکسر بدل جاتا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ ہماری ارادت و عقیدت کا محور وقبلہ اول و آخر کتاب اللہ اور سنت رسول ہے، ہماری عصبیتیں مخصوص فقہی مدارس سے وابستہ ہو کر رہ جاتی ہیں اور غیر شعوری طور پر لب و ذہن اس بات کا عادی ہو جاتا ہے کہ بحث و تمحیص کے مرحلہ میں کتاب و سنت سے کسی نہ کسی طرح مسائل کی وہی نوعیت ثابت ہو جو ہمارے حلقہ اور دائرہ کے تقاضوں کے عین مطابق ہو حالانکہ اللہ اور رسول ؐ سے ربط و تعلق کی کیفیتیں معروضیت (Objectivity) چاہتی ہیں اور اس بات کی مقتضی ہیں کہ ہر مسئلہ اور امر میں نقطہ نظر کسی خاص مدرسہ فکر کی تائید وحمایت کرنا نہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ اس شے کی تصدیق مقصود ہو کہ اخذ وقبول کے لحاظ سے کون سی صورت کتاب اللہ اور سنت رسول سے زیادہ قریب تر ہے۔''

مولانا ندوی مزید لکھتے ہیں:

''ممکن ہے اس پر کوئی صاحب کہہ اٹھیں کہ مسائل پر غور کرنے کا یہ تو محض ایک انداز ہوا۔ یا زیادہ سے زیادہ اہلحدیث کی نفسیات دینی کی تشریح ہوئی۔ لیکن حل طلب سوال تو یہ ہے کہ صرف انداز فکر اور اسلوب استدلال سے کوئی مذہب یا مسلک کب متعین ہوتا ہے۔ مسلک اور مذہب کے تعین کے لیے تو ضروری ہے کہ اہلحدیث کے مخصوص مابعد الطبیعیاتی تصورات ہوں، علیحدہ اور ممیّز علم الکلام ہو اور کتاب وسنت کی واضح تعلیمات پر مبنی اپنا علم الفقہ ہو اور اسی کی روشنی میں ان کی خاص تاریخ ہو جس سے کہ ان کے ارتقائے علمی کا پتہ چل سکے اور معلوم کیا جا سکے کہ ماضی کے قریب و بعید کے مختلف ادوار میں انہوں نے مذہب و دین کی تشریح وتعبیر کے سلسلہ میں کیا کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، یا اسلامی تہذیب وتمدن کی نشاط آفرینیوں میں ان کا کیا حصہ ہے؟

اعتراض بظاہر بہت وزنی ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ ہمارا مسلک واقعی ''مذاہب مدونہ'' کی فہرست میں شامل نہیں۔ یہ ایک مذہب ہے جس کے اصول اور کلامی وفقہی پیمانے گو متعین ہیں تاہم اصطلاحی معنوں میں یہ مذہب نہیں ہے۔ اس کے ماننے والوں کے باقاعدہ معمولات ہیں اور عقیدہ وعمل کا متعین قالب ہے مگر اسے کسی لحاظ سے بھی گروہ نہیں کہنا چاہیے۔ اسی طرح اس کی اصلاح وتجدید کے کارناموں پر مشتمل اپنی ایک تابناک تحریک بھی ہے۔ لیکن یہ تحریک صرف انہی کی تحریک نہیں ہے اسے پورے اسلام کی تحریک قرار دینا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بظاہر یہ بات حد درجہ تضاد لیے ہوئے ہے لیکن ذرا غور کیجیے گا تو معلوم ہو گا کہ اسی تضاد میں اس کا حل بھی مضمر ہے۔ کون نہیں جانتا کہ پہلی صدی ہجری کے آخر ہی میں اسلام کو شدید نوعیت کے دینی و سیاسی انحرافات سے دوچار ہونا پڑا اور تیسری صدی ابھی اختتام کو نہیں پہنچی تھی کہ ان انحرافات نے شدید نوع کے تعصّبات کا روپ دھار لیا۔ اسی عرصے میں مسئلہ امامت وخلافت کی وجہ سے شیعیت ابھری اور اس کے پہلو بہ پہلو ایک تاریخی حادثہ کی بنا پر خارجیت نے جنم لیا جس نے آگے چل کر مستقل فتنے کی شکل اختیار کر لی۔ انہی سیاسی اختلافات نے (ارجاء) کی مصلحتوں کو ہوا دی اور مسلمان مرجیہ اور غیر مرجیہ دو گروہوں میں بٹ گئے اور یونانی علوم کے فروغ و ارتقاء نے اعتزال و جہمیت کی تخلیق کی جس نے صدیوں تک مسلمانوں کو گوناگوں عقلی اختلافات میں الجھائے رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ علمی و دینی حلقوں میں بیسیوں نئے مسئلے پیدا ہو گئے۔

صفات باری عین ذات ہیں یا غیر۔ استواء علی العرش کے کیا معنی ہیں؟ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔ قدرت و استطاعت افعال سے پہلے ہے یا ان کے ہم قرین ہے انسان مجبور ہے یا مختار۔ اللہ تعالیٰ محالات پر قادر ہے یا نہیں۔ خلق شے سے کیا مراد ہے؟ خورد سال اطفال قیامت کے روز عذاب کا ہدف بنیں گے یا نہیں۔ جنت و دوزخ عارضی ہیں یا دائمی مدوح کیا ہے؟ یہ اور اس نوع کے عجیب و غریب مسائل جن کی وجہ سے اسلامی صفوں میں انتشار و تشتت کا پیدا ہونا ناگزیر تھا۔ اسی دور میں غنوصیت (Gnoticism) نے جس کے ماننے والے عراق میں کثرت سے تھے تصوف کو حریفانہ شکل میں پیش کیا اور تقدس و ریاضت کے بہروپ میں اس یقین کو دلوں میں اتارنے کی کوشش کی کہ علوم نبوت کے مقابلہ میں عرفان و ادراک کا ایک اور یقینی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعہ کشف بھی ہے جس کی مدد سے براہ راست حقائق کونیہ و دینیہ کا پا لینا ممکن ہے۔

قریب قریب یہی وہ زمانہ ہے جس میں فقہی مذاہب مدون و مرتب ہوئے اور ان کے پرجوش حامی ایک دوسرے کے مقابلہ میں صف آراء ہوئے اور باقاعدہ مناظرہ و جدل کی بنیاد پڑی۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلا کہ عصبیتیں ابھریں، حلقے بنے اور آخر میں تقلید و جمود نے اسلامی معاشرہ کی اکثریت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔"

مولانا ندوی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"یہاں غور طلب یہ نکتہ ہے کہ گمراہیوں کے اس ہجوم میں اسلام کی فطرت میں اصلاح احوال کی جو قدرتی صلاحیتیں تھیں کیا وہ چپ چاپ یہ تماشا دیکھتی رہیں اور کسی گروہ، کسی جماعت کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی کہ وہ ان انحرافات کی نشان دہی کرے اور یہ بتائے کہ ان گمراہیوں کے مقابلہ میں اسلام کا صحیح موقف کیا ہے؟ خوش قسمتی سے واقعہ یہ نہیں ہے۔ تاریخ و سیر سے سرسری واقفیت رکھنے والے حضرات بھی جانتے ہیں کہ بحوائے حدیث رسول ہر ہر دور میں ایسے لوگوں کا وجود رہا ہے کہ جنہوں نے کلمہ حق کا برملا اظہار کیا ہے۔ جنہوں نے تجدید و اصلاح کی ذمہ داریوں کو سنبھالا ہے اور اسلام کے چہرہ زیبا سے بدعات کے گرد و غبار کو دور کرنے کی مقدور بھر مساعی جاری رکھی ہیں۔ جنہوں نے ذخائر حدیث کی حفاظت کی اور جنہوں نے عقائد کی پیچیدگیوں کو سلجھایا اور مروجہ فقہی مذاہب کے مقابلہ میں سنت پر مبنی، سنت سے مستنبط اور سنت سے قریب تر مسائل کی طرف فقہاء کی عنان توجہ سے التفات کو موڑ دینے میں کامیابی حاصل کی ہے۔ یہ گروہ اہل الحدیث والسنۃ کا ہے۔

امام ابوالحسن اشعری نے مقالات الاسلامیین کی پہلی جلد کے آخر میں تقریباً

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ صفحوں میں اس گروہ کے عقائد و سیرت کا ایک دلچسپ اور دل نواز نقشہ پیش کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے وسط تک اہل الحدیث والسنۃ کے سامنے کلام و فقہ کے کیا کیا مسائل تھے اور ان حضرات نے ان مسائل کو کیونکر حل کیا۔ ہم اس سلسلہ میں دراصل کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اصلاح و تجدید کی یہ تمام کوششیں جو مختلف حلقوں اور مختلف زمانوں میں فقہ و کلام کی طرفہ طرازیوں کو کتاب و سنت کے سانچوں میں ڈھالنے کی غرض سے انجام پائیں، ہماری ہیں۔ ان کا علم الکلام ہمارا علم الکلام ہے، ان کی فقہ ہماری فقہ ہے اور ان کی تاریخ ہماری تاریخ ہے۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے کسی متعین مدرسہ فقہ یا علم الکلام کے کسی بنے بنائے اصولوں کو اس بنا پر اپنانے کی کوشش نہیں کی کہ مبادا ہماری عصبیتیں بھی اپنا محور بدل لیں اور بجائے اس کے کہ عقیدت و وابستگی کے داعیے براہ راست کتاب اللہ اور سنت رسول سے وابستہ نہ رہیں ہم بھی اس تضاد کا شکار ہو کر نہ رہ جائیں کہ جس کا ماضی میں تمام فقہی و کلامی مذاہب شکار ہوئے ہیں۔

گویا ہماری نفسیات دینی اور ہمارے جذبۂ حب رسول ﷺ کا تقاضا یہ ہے کہ فکر و عمل کی کسی صورت میں بھی ہم بجز کتاب اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ کی فرمانبرداری کے اور کسی تقید، کسی تقلید اور انتساب کو اپنے لیے گوارا نہ کریں اور زمان و مکان اور اشخاص و ائمہ سے قطع نظر ہر اس سچائی کو اپنائیں، ہر اس استدلال کو تسلیم کریں اور تجدید و اصلاح کی ہر اس کوشش کو سراہیں جو قرآن و حدیث پر مبنی ہو اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اسی حال میں ہمیں زندہ رکھے اور جذبہ و کیف کے اسی جانفزا عالم میں موت سے دوچار کرے۔ آمین۔"

جبکہ مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے بانی امیر سید داؤد غزنوی نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اہل حدیث کا عقیدہ اور نصب العین'' کے حوالے سے لکھا تھا کہ:

''ہمارا عقیدہ یہ ہے

① قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری وحی اور قیامت تک کیلئے بنی نوع انسان کے لیے خدا کا آخری پیغامِ رشد وہدایت ہے۔

② یہ وحی الٰہی سید المرسلین و خاتم النبیین سیدنا محمد بن عبداللہ المطلبی الہاشمی ﷺ پر نازل ہوئی۔

③ آپ ﷺ اس وحی الٰہی کے صرف مبلغ ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ اس کے مبین اور مفسر بھی ہیں۔ فرمایا:

﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ﴾ (النحل:۴۴)

''اے نبیؐ! ہم نے تمہاری طرف یہ قرآن بھیجا ہے تاکہ آپ لوگوں کو آیات قرآنی اچھی طرح وضاحت سے سمجھا دیں۔''

④ آپؐ نے قرآن مجید کی جو تشریح بیان فرمائی اس کا نام حکمت یا سنت ہے۔

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ﴾ (النساء:۱۱۳)

''اللہ نے آپ ﷺ پر کتاب اور اس کے معارف وحکم بھی نازل فرمائے اور آپ ﷺ کو وہ علوم سکھائے جو آپ کو معلوم نہ تھے۔''

معلوم ہوا کہ قرآن کریم کے علاوہ دوسری چیز بھی آپ ﷺ پر نازل ہوتی تھی جس کو قرآن مجید ''حکمت'' (معارف وحکم) سے تعبیر کرتا ہے۔ پس قرآن مجید کے علاوہ دوسری چیز جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعہ نازل ہوئی، احادیث یا سنت رسولؐ اللہ ہی ہے جسے قرآن کریم کی پیغمبرانہ تشریح سمجھا جاتا ہے۔

⑤ قرآن کریم کی اس تشریح کو نبی ﷺ کی رائے پر نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ نے آیات قرآنیہ کی تبیین وتشریح اپنے ذمہ لی۔ فرمایا:

﴿اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ O فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ O ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ O﴾ (القیامہ: ۱۷-۱۹)

’’قرآن کا یاد کرا دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارا کام ہے۔ پس جب ہم جبریل کے ذریعہ قرآن پڑھ چکیں تو اس کے بعد آپ اس کو دہرائیں۔ پھر قرآن (کے احکام) کو بیان کرنا ہمارے ذمہ ہے۔‘‘

⑥ یہ ناممکن ہے کہ قرآن کریم تو حسب وعدہ الٰہی قیامت تک محفوظ رہے مگر اس کی پیمبرانہ شرح گم ہو جائے یا محفوظ نہ رہے۔ قرآن کریم کا دنیا میں بطور ذکر و ہدایت محفوظ رہنے کیلئے ضروری ہے کہ قرآن مجید اپنے تمام متعلقات کے ساتھ محفوظ رہے۔ یعنی عربی زبان، عربی قواعد اور سنت رسول اللہ ﷺ بھی قرآن مجید کے ساتھ تا ابد محفوظ رہے۔

⑦ اگر ہدایت بنی نوع انسان کے لئے قرآن مجید کے علاوہ اسوۂ رسولؐ یا سنت رسولؐ کی ضرورت نہ ہوتی تو پھر نزول قرآن مجید کے لئے تئیس (23) سال کی طویل مدت غیر ضروری تھی، یہ کام چند مہینوں میں انجام پا سکتا تھا۔ آپؐ جبرئیلؑ سے سن کر قرآن مجید حفظ کر لیتے اور صحابہ کو مختصر عرصہ میں حفظ کرا دیتے۔ لیکن یہ حقیقت مسلمہ ہے کہ قرآن مجید کی تعلیم اور اس کا نزول بتدریج ہوا اور تئیس سال کی طویل مدت میں پایہ تکمیل کو پہنچا۔ کیونکہ قرآن مجید کتاب کی صورت میں ایک جامع مگر مختصر ہے۔ لیکن جب سنت رسولؐ اور پیمبرانہ شرح اس کے ساتھ شامل کی گئی تو یہی مختصر کتاب دینی تکمیل وتشریح کے لئے 23 سال کی طویل مدت کی محتاج ہوگئی۔ اور یہ صرف اس لئے کہ قرآن مجید کے ساتھ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زندہ رکھنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑧ جس طرح نبی ﷺ کی ذات اقدس قرآن مجید سے علیحدہ نہیں کی جا سکتی۔ یعنی قرآن اور صاحب قرآن پر ایمان لانا جزو ایمان ہے اسی طرح پیغمبر خدا ﷺ کی ذات گرامی سے ان کے تابندہ نقوش (سنت و اسوۂ رسول ؐ) کی علیحدگی ناممکن ہے۔ اس لئے ہمارا ایمان ہے کہ سنت کا انکار قرآن مجید کا انکار ہے۔

⑨ نبی اکرم ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے اصحاب کرام کی جماعت وہ مقدس جماعت ہے۔ جو تکمیل انسانیت اور اخلاق و اعمال حسنہ کا اکمل نمونہ ہے۔ یہی وہ نفوس قدسیہ تھے۔ جن کے سامنے وحی الٰہی نازل ہوتی رہی اور رسول پاک ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن اور پیمبرانہ تشریح سنتے رہے اور انہی دو چیزوں (کتاب و سنت) کو انہوں نے اپنے اقوال و اعمال کا محور بنائے رکھا۔ اور کتاب و سنت کی امانت جو ان کے سپرد کی گئی تھی، کمال دیانت کے ساتھ انہوں نے اپنے شاگردوں (تابعین) کو پہنچا دی۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔

⑩ اسلامی علوم، اسلامی تہذیب اور اسی طرح مسلم معاشرہ نے اپنے اپنے زمانوں میں اپنی ہم عصر قوموں کے اختلاط سے چونکہ ایسے اثرات قبول کر لئے ہیں جن سے اسلامی تعلیمات قرن اول کی سادگی پر قائم نہیں رہیں، اس لئے مسلم معاشرہ کے نظام حیات کو آج اسی چشمہ صافی سے سیراب کیا جا سکتا ہے جسے ہم قرن اول کی فطری سادگی کا چشمہ حیات کہتے ہیں۔ یعنی اسلام کو اسی طرح سمجھا جائے۔ جس طرح صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ دین نے سمجھا۔

ہمارا حقیقی نصب العین اللہ احکم الحاکمین کی رضا اور خوشنودی کا حاصل کرنا ہے اور اس کے حصول کا واحد ذریعہ ہم یہی سمجھتے ہیں کہ اللہ کے برگزیدہ رسول ﷺ کے ساتھ عقیدت و محبت اور آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی اتباع اور یہی مسلک اہل حدیث ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال کتاب، آپ کے ہاتھوں میں ہے، ایک نیک جذبے اور ارادے سے اس کو مرتب کیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد تو، ہمارا وہی مضمون ہے جو "لقب اہل حدیث" کے عنوان سے ۱۹۸۰ء میں لکھا گیا، لیکن پھر اس مناسبت سے بعض اور مفید مضامین سامنے آئے تو وہ بھی کتاب میں شامل کر لیئے، خصوصاً حضرت سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ، حضرت مولانا زبیر علی زئی حفظہ اللہ، حضرت حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اور پروفیسر محمد جمن کنبھر حفظہ اللہ کے نہایت علمی مضامین جو لقب و مسلکِ اہل حدیث کی وضاحت وصراحت کے لیے نہایت مفید اور ضروری تھے۔

کتاب کا ابتدائیہ جو کہ مؤرخ اہل حدیث حضرت مولانا محمد اسحاق بھٹی مدظلہ العالی نے لکھا ہے اور فاضلِ جلیل "پروفیسر مقبول احمد قاضی کا لکھا ہوا مقدمہ بھی اپنی اپنی جگہ خوب اور کتاب کے موضوع کے لحاظ سے قابلِ قدر اضافہ ہیں۔

ہم نے جو عظیم لقب کے لیے، مواد یکجا کر کے آپ قارئین کے سامنے رکھ دیا ہے اس میں اگر کہیں کوئی خامی محسوس ہو تو (اصلاح کی خاطر) ہمیں ضرور مطلع فرمائیں، اور کتاب کسی لحاظ سے بھی اچھی لگے تو ہمارے لیے دعا ضرور فرما دیجیے گا۔

وما توفيقي الا بالله العظيم

رانا محمد شفیق خاں پسروری

۱۳، ستمبر ۲۰۰۸ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدایہ

حرفے چند

از: حضرت العلام، مؤرخ اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ

جماعت اہل حدیث کی موجودہ جوان نسل میں رانا محمد شفیق خاں پسروری کو اس حیثیت سے خاص شہرت حاصل ہے کہ وہ خطابت میں بھی اپنا ایک مقام رکھتے ہیں اور تصنیف و تالیف کے جوہر سے بھی اللہ تعالیٰ نے انھیں نوازا ہے۔ ان کے والد گرامی قدر مولانا محمد رفیق خاں پسروری جماعت اہل حدیث کے معروف عالم تھے جنہوں نے ۲۳۔فروری ۱۹۷۷ کو وفات پائی۔

رانا محمد شفیق خاں پسروری ۱۲۔ ستمبر ۱۹۶۲ کو پسرور (ضلع سیالکوٹ) میں پیدا ہوئے۔ حصول علم کا آغاز گھر سے کیا۔ پھر جامعہ علمیہ سرگودھا، جامعہ رحمانیہ گوجراں والا اور جامعہ ستاریہ کراچی سے درس نظامی کی تکمیل کی۔ بعدازاں اس میدان میں آگے قدم بڑھائے تو کراچی یونیورسٹی سے ایم۔ اے عربی اور پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے اسلامیات کی سندیں حاصل کیں۔

وہ گزشتہ کئی سال سے چینیاں والی مسجد کے منصب خطابت پر فائز ہیں اور متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان کی تصانیف میں اسلام اور جمہوریت، شرعی اذان، بابری مسجد سے رام مندر تک، انسانیت، حلالہ کی شرعی حیثیت، قربانی کے چار دن، سوا داعظم ٹیسٹ ٹیوب بے بی، خلاصۃ القرآن، بھارت اور جنوبی ھندو، خطبات پسروری، ھندو کی انتہا پسندی، نسواں ایکٹ وغیرہ کتابیں شامل ہیں۔ صحافت سے بھی ان کا تعلق ہے اور وہ آج کل روزنامہ ''پاکستان'' (لاہور) سے بطور کالم نگار منسلک ہیں۔ جماعت اہل حدیث کے رسائل و جرائد میں بھی ان کے مضامین کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

''لقبِ اہل حدیث'' ان کی تصانیف میں ایک نیا اضافہ ہے۔ اپنے مشمولات کے اعتبار سے یہ اضافہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے اہل حدیث کی قدامت پر بحث کی ہے اور مختلف حوالوں سے صراحت کے ساتھ بتایا ہے کہ اہل حدیث کوئی نیا مسلک یا نیا مذہبی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ اصل اسلام ہے جو آغاز سے چلا آ رہا ہے اور جس کے احکام پر ہم عمل پیرا ہیں۔ جن لوگوں کے عمل وعقیدہ کا قصر رفیع قرآن و حدیث کے نصوص قطعی کی بنیادوں پر استوار ہے اور جو دینی معاملات میں کتاب وسنت کو اصل مرجع قرار دیتے ہیں، انہیں اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور وہ اہل سنت بھی کہلاتے ہیں۔

دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ جو لوگ امور شرعیہ میں نبی ﷺ کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں اور ہدایت کا بنیادی ذریعہ فرامینِ پیغمبر کو قرار دیتے ہیں، آپ کے ارشادات کے مقابلے میں قیاس اور رائے کو ترک کر دیتے ہیں، وہ اہل حدیث ہیں۔ اہل حدیث کی اس تعریف کی روشنی میں دیکھا جائے تو ائمہ اربعہ اہل حدیث تھے۔ کیوں کہ وہ نبی ﷺ کے ارشادات کو بنیادِ عمل ٹھہراتے تھے انہی اوصاف کے حامل لوگوں کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے اور ان کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعا فرمائی ہے۔

''نضر الله عبدا سمع مقالتي فوعاها واداها كما سمعها''

''اللہ تعالیٰ اس بندے کو سرسبز و شاداب رکھے، جس نے میرا کلام سنا، اسے محفوظ رکھا اور پھر جیسا سنا تھا، اسی طرح ادا بھی کر دیا۔''

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی مشہور تصنیف منہاج السنہ میں اہل حدیث کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''ان اهل الحديث من اعظم الناس بحثا عن اقوال النبي صلى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الله عليه وسلم وطلبا لعلمها وارغب الناس فى اتباعها وابعد الناس عن اتباع هو يخالفها (منهاج السنه جلد ۲ صفحه ۱۷۹)

(اہل حدیث کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ارشاداتِ گرامی کے سب سے زیادہ متلاشی رہتے ہیں اور آپ کی فرامین کی اتباع ان کے نزدیک انتہائی مرغوب ہے اور جو چیز اس کے خلاف ہو، اس سے دور بھاگتے ہیں)

اسی کتاب میں امام ابن تیمیہ دوسری جگہ اہل حدیث اور اہل سنت کو ایک ہی قرار دیتے ہیں اور تحریر فرماتے ہیں:

"واما اهل الحديث والسنة والجماعة فقد اختصوا باتباع الكتاب والسنة الثابتة عن نبيهم صلى الله عليه وسلم فى الاصول والفروع وما كان عليه اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم" (جلد ۲ ص ۱۰۳)

"اہل حدیث اور اہل سنت کا خاصہ یہ ہے کہ وہ اصول وفروع میں قرآن مجید اور نبی ﷺ کی سنت کو مرکزِ اتباع ٹھہراتے ہیں اور ان امور کی پیروی کرتے ہیں جن پر صحابہ کرام حامل تھے۔"

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ واضح الفاظ میں رقم فرماتے ہیں کہ اہل حدیث کوئی نیا مذہب نہیں ہے بلکہ ائمہ اربعہ سے پہلے کا مذہب ہے اور صحابہ کرام اسی کے مطابق عمل کرتے تھے اور درحقیقت یہی لوگ اہل سنت ہیں جو نبی ﷺ کے اقوال وارشادات کو مدارِ عمل ٹھہراتے ہیں۔ اس ضمن میں امام صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"ومن اهل السنة مذهب معروف قبل ان يخلق الله ابا حنيفة ومالكا والشافعى واحمد فانه مذهب الصحابه تلقوه عن نبيهم ومن خالف ذالك كان مبتدعا عند اهل السنة والجماعة (حواله مذكور)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اہل سنت کا یہ معروف مذہب ہے جو امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کی پیدائش سے پہلے کا ہے اور یہی مذہب صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے، جس کی تعلیم انہوں نے نبی ﷺ سے حاصل کی۔ جو لوگ اس کے خلاف دوسری راہ اپنائیں گے اہل سنت کے نزدیک ان کا شمار اہل بدعت میں ہوگا)

اہل حدیث کی دعوت اور ان کا طریق عمل بالکل واضح ہے۔ جو راہ کتاب وسنت کے مطابق ہے، وہ اہل حدیث کی راہ ہے اور جو اس سے متصادم ہے، وہ ان کی راہ نہیں۔ ان کا اندازِ تبلیغ اور اسلوب کلام مثبت ہے، منفی نہیں، مثبت انداز ہی سے مسائل کی گرہیں کھلتی اور پیش آئند مشکلات حل ہوتی ہیں۔

یہاں یہ یاد رہے کہ اس نقطۂ نظر کے حاملین کو مختلف ناموں سے پکارا اور موسوم کیا جاتا ہے۔ مثلاً اصحاب الحدیث، اہل سنت، سلفی، اثری۔ برصغیر کے بعض لوگ محمدی بھی کہلاتے ہیں۔

اہل حدیث کی مروجہ اصطلاح کا اطلاق ان لوگوں پر ہوتا ہے جو اسلامی شریعت کا بنیادی سرچشمہ قرآن مجید اور نبی ﷺ کی حدیث وسنت کو قرار دیتے ہیں اور اس سلسلے میں کسی خاص امام کی تقلید نہیں کرتے۔ ان کا کہنا ہے کہ اسلام کے دور اول میں صحابہ کرام قرآن وحدیث ہی کو پیمانۂ عمل قرار دیتے تھے۔ تابعین اور تبع تابعین کے عمل و قول کا محور بھی یہی تھا۔

قرونِ اولیٰ سے لے کر اب تک ''اہل حدیث'' کی اصطلاح کا اطلاق، ہمیشہ ان لوگوں پر ہوتا رہا ہے جنہوں نے حدیث وسنت کو ہدفِ عمل ٹھہرایا اور معیار فکر قرار دیا ہے۔ ان کا یہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ انہوں نے ہر دور میں احادیثِ پیغمبر کی حفاظت کی، ہر موقعے پر اس کی ترویج و اشاعت کا فریضہ انجام دیا اور ہر قسم کے حالات میں سنت کی اتباع اور ارشادات نبوت کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دیے رکھا۔ جو پھول چمنستانِ نبوت سے ملا اسے حرزِ جاں بنایا اور اس کی مہک کو ہر سو پھیلانے کی سعی کی اور جو چیز مخالف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمت سے آئی اُسے بلا توقف اور بلا خوف لومۃ لائم ترک کر دیا۔

اہل حدیث کے افکار و عقائد وہی ہیں جو اسلاف سے منقول ہیں۔ اللہ کی توحید اور نبی ﷺ کی سنتِ مطہرہ کی اتباع ان کا لازمۂ حیات ہے۔ صفاتِ الٰہی کے بارے میں ان کا مسلک سلف صالحین کے تصورات کا پوری طرح عکاس ہے۔ یہ لوگ شرک خفی اور شرک جلی کو حرام سمجھتے اور بدعت کو ضلالت و گمراہی قرار دیتے ہیں۔ توہمات اور ضعیف الاعتقادی سے دامن کشاں رہتے ہیں۔ نبی ﷺ اور دیگر تمام انبیائے کرام ان کے نزدیک بشر ہیں اور معصوم ہیں اور بشریت ہی میں ان کی افضلیت پنہاں ہے۔ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ غیب کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اللہ کے سوا کوئی ہستی غیبی معاملات سے آگاہ نہیں۔ وہ صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام وفات پا گئے ہیں، ان کی دنیوی زندگی ختم ہوگئی ہے۔ کوئی نبی اس عالم آب و گل میں حاضر و ناظر نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ نبی ﷺ کی احادیث صحیحہ کے مقابلے میں کسی امام اور کسی عابد و زاہد کی بات کو حجتِ شرعی نہیں مانا جائے گا۔

اہل حدیث پر کئی قسم کے اعتراضات کیے جاتے ہیں اور مختلف حلقوں کی طرف سے انہیں ہدفِ تنقید ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس سے گھبرانے کی ہرگز ضرورت نہیں۔ بات بالکل سیدھی ہے جب یہ توحید کے تمام پہلوؤں کی وضاحت کریں گے اور ارباباً من دون اللہ کی تفصیلات معرضِ بیان میں لائیں گے تو ان پر کیوں تنقید نہیں کی جائے گی؟ جب یہ فقط کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھ وابستگی کا اعلان کریں گے تو اس حلقے سے تعلق رکھنے والے کیوں انہیں دلی انس کا مستحق گردانیں گے جو ہر حال میں تقلید و جمود پر قائم رہنے کا تہیہ کر چکے ہیں؟ اس طرح جب یہ جرأت مندانہ لہجے میں بدعات و محدثات کو نشانۂ تردید بنائیں گے اور مسلمانوں کو اس قباحت سے محفوظ رہنے پر زور دیں گے تو وہ طبقہ ان سے کیوں کر اتفاق کرے گا جس کی تحریروں اور تقریروں کا دارومدار ہی بدعات و رسوم پر ہے اور ان کی آمدنی کا ذریعہ بھی یہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث چوں کہ متعین منہج حیات کا نام اور اصل دین سے تعبیر ہے، اعمال و عقائد میں ان کا تعلق براہِ راست اسوۂ پیغمبر سے ہے، کتاب و سنت سے تمسک ان کا بنیادی زاویۂ فکر ہے، بدعات و رسوم سے دامن کشاں رہنا ان کا مقصد زندگی ہے، اس لیے بعض حلقوں کا ان کی مخالفت پر اتر آنا قدرتی امر ہے۔ اہل حدیث کو اس مخالفت پر نہ کبیدہ خاطر ہونا چاہیے اور نہ اس پر تعجب کا اظہار کرنا چاہیے۔ مثبت انداز میں اپنا سلسلۂ تبلیغ جاری رکھنا چاہیے۔ کسی سے الجھنے اور بحث و نزاع میں اپنی طاقت خرچ کرنے کی ہرگز ضرورت نہیں۔

اہل حدیث کے فکر و عمل کے تین پہلو ہیں اور یہی ان کے اصلاحی کارنامے ہیں جن کی طرف انھوں نے ہمیشہ توجہ مبذول کیے رکھی۔

ایک پہلو الٰہیات کا ہے، جس میں انہوں نے بدعات کلامیہ کو ہدف بحث ٹھہرایا۔ اور معتزلہ و حشویہ کی گم راہیوں کی سختی سے تردید کی۔ اس کے مقابلے میں سلف کے عقائد کو وضاحت سے بیان کیا اور اسلام کی سادہ اور پُرکشش تعلیم سے لوگوں کو روشناس کر دیا اور اس پر کاربند رہنے کی ترغیب دی۔

دوسرے پہلو کا تعلق فقہیات سے ہے۔ اس میں مسلمانوں کو تلقین کی کہ وہ تقلید و تقید سے کنارہ کش ہو کر کتاب و سنت کو اپنا مطمع نظر قرار دیں اور اطاعت و اتباع کا اصل سرچشمہ فقط فرامینِ الٰہی اور ارشاداتِ پیغمبر کو ٹھہرائیں۔

تیسرا پہلو بدعات و رسوم سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے اور غیر اسلامی امور سے دامن بچا کر زندگی بسر کرنے کا ہے۔

یہ نہایت صاف اور سیدھی باتیں ہیں جن کی اہل حدیث تبلیغ کرنے اور جن پر عمل کی دیواریں استوار کرنے کی عام مسلمانوں کو تلقین کرتے ہیں۔ اگر ان باتوں کو مدارِ عمل ٹھہرا لیا جائے تو اسلامی سلسلے سے تعلق رکھنے والے تمام معاملات درست رخ اختیار کر لیتے ہیں اور فکر و عقیدے کی صحت و اصلاح کا اہم مسئلہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن نے مسلمانوں پر زور دیا ہے کہ تم میں ایک جماعت ان اوصاف کی حامل ہونی چاہیے جو مسلمانوں کی تصحیح فکر کے لیے ہر وقت کوشاں رہے اور واقعہ یہ ہے کہ اہل حدیث کی یہی حیثیت ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (آل عمران:۱۰۴)

(اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دے اور برائی کے ارتکاب سے روکے۔ یہی لوگ کامیابی سے ہم کنار ہونے ہونے والے ہیں)

نبی ﷺ نے بھی امت کو یہ مژدہ سنایا ہے:

"لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق" (صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق)

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ برسرحق رہے گا۔''

یعنی ایک ایسی جماعت جو خالص کتاب وسنت کی داعی بن کر میدانِ عمل میں اترتی اور صاف ستھرے اسلام کی تبلیغ کرتی ہے جس میں نہ بدعات ورسوم کا دخل ہوتا ہے اور نہ اس میں تقلید وجمود کا کوئی اثر پایا جاتا ہے۔

یہ وہ جماعت ہے، جسے حالات کے مطابق مختلف ادوار میں مختلف ناموں سے پکارا گیا ہے۔ کبھی ان کو محدثین اور اصحاب الحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا کہ انہوں نے حدیث وسنت کی جمع وتدوین کو اپنا فرضِ منصبی قرار دے لیا تھا اور اس اہم خدمت کی انجام دہی کے لیے یہ حضرات دور دراز کی مسافتیں طے کرنے لگے تھے۔ جہاں کہیں کسی چھوٹے بڑے ارشاد پیغمبر سے فیض یاب ہونے کی بھنک کان میں پڑی، وہاں جا پہنچے اور اس وقت تک چین نہیں لیا، جب تک اس ارشاد کو تحریر وکتابت کے دائرے میں نہیں لے آئے۔ یہ سلسلہ پہلی صدی ہجری سے لے کر ایک عرصے تک جاری رہا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتزلہ، جہمیہ، حشویہ، شیعہ اور خوارج وغیرہ کے مقابلے میں انھیں اہل سنت کا جامع لقب عطا ہوا۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ان مذاہب اور ان کے افکار و تصورات سے انہیں امتیاز حاصل ہو جائے اور یہ معلوم ہو جائے کہ فلاں فلاں مسئلے میں اہل سنت کا شعار یہ ہے اور دوسروں کا یہ۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ احادیث اور شروح احادیث کی کتابوں میں محدثین کسی سلسلے میں اپنے مسلک اور نقطۂ نظر کی وضاحت کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ:

هذا من اهل السنة

اس کا مطلب بالکل واضح ہے کہ اس کے بالمقابل کسی مسئلے کی تعبیر ان حضرات کی ہے، جن کا تعلق اہل سنت سے نہیں ہے۔

اہل حدیث کو سلف نام سے بھی پکارا جاتا ہے۔ سلف کا اطلاق سب سے پہلے اسی پاک باز گروہ پر ہوگا، جن کے دلوں پر آفتاب رسالت کی اولین کرنیں پڑیں اور جنھوں نے نبی ﷺ کی ہم نشینی اور رفاقت کا شرف حاصل کیا۔ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہیں صحابۂ رسول (ﷺ) کے پرُ افتخار لقب سے پکارا جاتا ہے۔ ان کے بعد اس سعادت کے مستحق تابعین ہوئے جو عقیدہ و عمل میں انہی راہوں پر چلے جن کی تعلیم انھوں نے اپنے اساتذہ (یعنی صحابہ کرام) سے حاصل کی تھی۔ یہ وہ عالی مرتبت لوگ تھے، جنھوں نے کتاب و سنت کی آغوش میں تربیت پائی اور اسی کے سائے میں تزکیۂ نفس کی روح پرور منزلیں طے کیں۔ تابعین کے بعد ان کے شاگردوں یعنی تبع تابعین کا زمانہ آتا ہے۔

اہل حدیث کو اثری بھی کہا گیا ہے۔ اس لیے کہ یہ انہی آثار و فرامین پر عامل ہیں جو حدیث و سنت سے ثابت اور اسلاف سے منقول ہیں۔

بعض حضرات محمدی بھی کہلاتے ہیں، یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فرامین کو مشعلِ راہ قرار دینے والے، اور آپ کے اطاعت گزار و فرماں بردار۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وضاحت سے مقصد اس حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ اہل حدیث عقائد و اعمال کی تمام جزئیات اور اس کے تمام گوشوں میں نبی ﷺ کے فرامین کی اتباع کا دم بھرتے اور صحابہ و تابعین کے زاویۂ فکر کو ہی صحیح مانتے ہیں۔ ہر دور میں ان کا یہی اسلوب رہا اور ہمیشہ اسی اسلوب پر کاربند رہے۔

اس کتاب ''لقب اہل حدیث'' کے فاضل مصنف رانا محمد شفیق خاں پسروری نے اہل حدیث کے انہی امتیازات کی وضاحت کی ہے اور نہایت محنت سے مختلف کتابوں کی مدد سے اصل حقیقت قارئین کے سامنے رکھ دی ہے۔ ہمیں یقین ہے اس اہم کتاب کا خیر مقدم کیا جائے گا اور اس کے مندرجات کو سمجھنے کی کوشش کی جائے گی۔

دعاء ہے اللہ تعالیٰ رانا محمد شفیق خاں پسروری کو خیر و عافیت کی نعمت سے نوازے رکھے اور وہ تحریر و تقریر کی صورت میں کتاب و سنت کی خدمت میں مصروف رہیں۔

بندۂ عاجز

محمد اسحاق بھٹی

اسلامیہ کالونی۔ ساندہ، لاہور

۱۹ اگست ۲۰۰۸ء

۸ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُقَدّمَہ

از قلم:۔ محترم المقام حضرت پروفیسر مقبول احمد قاضی ﷾

اللہ عزوجل نے انسان کو جو سب سے بڑی نعمت عطا کی ہے وہ عقل ہے۔ اس کے فضائل و محاسن بے شمار ہیں۔ لہٰذا اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ لیکن اپنی تمام تر خوبیوں کے باوصف اس میں چند نقائص بھی پائے جاتے ہیں اور اس کا دائرہ کار بھی لامحدود نہیں ہے۔ عقل خود کوئی مستقل بالذات اصول نہیں ہے۔ یہ اپنے عمل کیلئے اور اپنی صلاحیتوں کے استعمال میں انسان کے حواس خمسہ کی محتاج ہے۔ جو شخص ان سے محروم ہو یا کسی ایک حس سے عاری ہو وہ کلیتًا یا جزأً عقل سے محروم ہوتا ہے۔ عقل کی صفات میں سے اہم صفت فہم اور فراست ہے۔ اس میں سب انسان برابر نہیں ہیں۔ کسی میں کم کسی میں زیادہ۔ بسا اوقات اس میں طغیانی انسان کیلئے مہلک بھی ثابت ہو سکتی ہے جیسا کہ ابلیس کے حق میں ہوئی۔ فہم و فراست میں تفاوت درجات کا لازمی نتیجہ اختلاف رائے ہے۔ لہٰذا عقل اتحاد کم اور انتشار زیادہ پیدا کرتی ہے۔

علوم تین طرح کے ہیں۔ عرفی اور سائنسی علوم، اور تیسری قسم شرعی علوم کی ہے۔ شرعی علوم انسانی عقل کی دسترس سے ماوراء ہیں۔ فرائض و واجبات کا تعین عقل نہیں کر سکتی۔ یہ صرف شریعت کے دائرہ اختیار میں ہے کہ نمازیں کتنی ہوں۔ ہر نماز کی تعداد کتنی ہو۔ بارہ مہینوں میں سے ماہ صیام کون سا مہینہ ہو۔ زکوٰۃ کی کٹوتی کتنی ہو، حج کہاں ہو اور کیسے ہو۔ ان امور کا فیصلہ عقل نہیں صرف شریعت کرتی ہے۔

انسانی عقل کا سارا انحصار حواس خمسہ پر ہے۔ لہٰذا عقل عقائد اور حیاۃ بعد الممات کے بارہ میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ کہ یہ مسائل اس کے ادراک سے ہی ماوراء ہیں۔ انسانی آنکھ نے نہ اللہ کو دیکھا ہے، نہ اللہ نے کسی غیر نبی سے کلام کی ہے، نہ کسی نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے چھوا ہے نہ ذائقہ چکھا ہے، اس صورت میں اللہ کی ذات اور صفات کے بارہ میں عقل انسانی کیا بتا سکتی ہے۔ عقل صرف انسان کی دنیوی زندگی کے معاملات میں دخل دے سکتی ہے۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا، حشر کیا ہے، میزان کیا ہے یہ سب باتیں اس کی پہنچ سے باہر ہیں۔

امام سیوطیؒ نے الکنز المدفون میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے شہرہ آفاق فیلسوف بقراط سے کہا: صف لنا ربک ہمیں اپنے رب کی کیفیت بتاؤ۔ بقراط نے جواب دیا: ان كان تحت عقلك او مثل عقلك وصفته لك وان كان فوق عقلك فكيف اصفه لك

اگر اللہ تیری عقل سے چھوٹا یا تیری عقل کے برابر ہوتا تو میں تجھے اس کی کیفیت بتا دیتا، جب وہ تیری عقل سے ہی بالاتر ہے تو میں تجھے کیا بتاؤں۔

انسانی عقل کو شریعت منزلہ میں مداخلت کا اس لئے اختیار نہیں ہے کہ شریعت منزلہ بذات خود حکمت و دانش کا مخزن ہے۔ عقل و دانائی کا مخزن ہے۔ اور تمام عقلاء کیلئے مینارہ نور ہے۔ عقل تو دنیا والوں نے پائی ہی الہامی کتب اور اقوال انبیاء سے ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ کسی دانا کو اس کی دانائی سمجھ میں آئے یا کسی نادان کو نہ آئے۔ قرآن وسنت کا کوئی حکم یا مسئلہ عقل سے عاری نہیں ہے۔ بلکہ عقل کامل کا مخزن ہے۔ لہٰذا اس وقت شدید حیرانگی ہوتی ہے جب کوئی عقل گزیدہ بڑی بے باکی سے کہہ دیتا ہے کہ وہ اس آیت یا حدیث کو نہیں مانتا کہ یہ عقل کے خلاف ہے۔ حالانکہ اس کی اپنی بات عقل سلیم کے خلاف ہوتی ہے۔ اس کی مثال معجزات کا انکار ہے۔ جیسا کہ نیچری، جہمیہ و معتزلہ کہتے ہیں کہ معجزات خلاف عقل ہیں۔ بروز آخرت رویت باری تعالیٰ خلاف عقل ہے۔ میزان اعمال خلاف عقل ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کا اسماء حسنیٰ سے موسوم ہونا اور صفات علیہ سے موصوف ہونا چونکہ ان کی عقل کے خلاف ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ان کی کوئی نہ کوئی تاویل کر دی جائے۔ اور کوئی اور معنی مراد لیا جائے۔ عقل کی ان قہرمانیوں نے اسلامی عقائد کی بنیاد ہلا کر رکھ دی۔ جہمیہ کے ظہور کے بعد اور اعتزال کے فروغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانے کے بعد آج تک مسلمان یہ سمجھ ہی نہیں پا رہے کہ جس عقیدہ توحید کی طرف دعوت دینے کیلئے قرآن کریم نازل ہوا اور رسالت مآب ﷺ اور کل انبیاء مبعوث ہوئے وہ توحید ہے کیا؟ ہر فرقہ کلامیہ نے توحید وہ تعریف کی جو دوسرے کی بیان کردہ تعریف سے متصادم تھی۔ حاطب لیل کی طرح کسی کو کچھ سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ آیات واحادیث کو عقلیت کی بھینٹ چڑھا دیا گیا اور ایک ایسا پنڈور باکس کھول دیا گیا جو بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ وہ عقائد جو کبھی غیر متازعہ اور مسلمہ تھے تاویلات کی چراگاہ بنا دیئے گئے۔

اس وقت دو گروہ کھل کر ایک دوسرے کے سامنے آئے۔ ایک گروہ علماء حدیث کا تھا۔ جن کو اصحاب الحدیث یا اہل الحدیث کہا جاتا تھا۔ اس نے یہ موقف اختیار کیا کہ اللہ عزوجل کی ذات اور صفات ادراک چونکہ عقل انسانی کے ادراک سے ماوراء ہے لہٰذا اس کے علم کا ذریعہ صرف وحی نبوت ہے۔ اور اس بارہ میں صرف قرآن وسنت پر ہی انحصار کرنا ضروری ہے۔ نصوص سے تجاوز ممنوع ہے کہ ہلاکت وضلالت کا باعث ہے۔ توحید کا علم، توحید کی معرفت اور وصول الی اللہ عقل سے ممکن نہیں ہے۔ اگر عقل سے ایسا ممکن ہوتا تو نہ انبیاء کی ضرورت تھی نہ آسمانی کتب کے نزول کا احتیاج تھا۔ ایسا کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ مذاہب عالم کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ اہل دنیا کی عقل توحید کی معرفت سے ہمیشہ قاصر رہی ہے۔ عقل نے ہمیشہ شرک کو جنم دیا ہے۔ اسے ہی فروغ بخشا ہے۔ عقل نے ہمیشہ شرک کے حق میں اپنی توانایاں استعمال کی ہیں۔ ہر مشرک کو اس کے شرک کیلئے عقلی دلائل مہیا کئے ہیں۔ بنی اسمٰعیل بت پرست، مشرک قوم تھی۔ ان کے پاس بھی دلیل تھی کہ یہ آباء واجداد کا دین ہے۔ اور یہ کہ وہ تو ان بتوں کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ وصول اللہ کا ذریعہ ہیں۔ عقلی دلائل کسی کے پاس نہیں ہیں۔ ایسے دلائل تو ابلیس لعین نے بھی اپنے فعل شنیع کے حق میں دیئے تھے۔ وجود باری تعالیٰ کے منکر بھی اپنے پاس کچھ نہ کچھ عقلی دلائل رکھتے تھے۔ عقل عیار تو ہر بھیس بدل لیتی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہر ایک کو بیٹا دیتی ہے۔ اس بناء پر توحید جیسے اہم اور بنیادی مسئلہ کو اس کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ ان کا موقف یہ بھی تھا کہ اعقل العقلاء ، اور دانائے کل رسالتمآب ﷺ کی ذات اقدس ہے۔ عقل ہر کس آپؐ کے مقابل ناقص ہے۔ آپؐ سے زیادہ کسی کو اللہ کی ذات و صفات کی معرفت نہ تھی۔ جب آپ ﷺ ان کلامی مباحث میں ملوث نہیں ہوئے، آپ ﷺ کے بعد صحابہؓ دنیا کے عقل مند ترین لوگ تھے۔ جب وہ اس آشوب میں مبتلا نہیں ہوئے۔ ان کی عقول نے اس بارہ میں کسی فرستی کا اظہار نہیں کیا تو کسی کیلئے بھی نصوص کی حدود سے تجاوز کرنا جائز نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ پر قرآن کریم نازل ہوا۔ آپ ﷺ پر بھی آیت استواء (ثم استویٰ علی العرش) نازل ہوئی۔ آپ ﷺ نے کبھی نہ بتایا کہ اس استویٰ علی العرش کی کیفیت کیا ہے۔ کسی صحابی نے نہ پوچھا کہ استویٰ کی کیفیت کیا ہے۔ قرآن کریم میں ہی اللہ کے لئے ''ید'' (ہاتھ) کا لفظ مذکور ہے۔ رسالتمآب ﷺ نے یہ آیت پڑھی لوگوں کو سنائی، صحابہ نے پڑھی اور لاکھوں کو سنائی۔ کسی کے دل میں گدگدی پیدا نہ ہوئی کہ ''ید'' سے کیا مراد ہے۔ کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آیا کہ اس سے اللہ کی جسمیت ثابت ہوتی ہے۔ وہ بلا کیف و بلا تاویل ان آیات پر ایمان لائے۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا:

شهدت بان الله حق

وان النار مثوىٰ الكافرين

''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ برحق ہے۔ اور جہنم کفار کا ٹھکانا ہے۔''

وان العرش فوق الماء طاف

وفوق العرش رب العلمين

''اور عرش پانی پر تیر رہا ہے اور عرش پر رب العلمین ہے۔''

اس سے زائد کسی عقیدے کا کوئی مسلمان مکلف نہیں ہے۔ کسی سے روز قیامت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قبر میں یہ سوال نہیں ہوگا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے۔

بنوعباس کے تین خلفاء معتزلی تھے۔ انہوں نے جب ریاستی جبر کے تحت عقیدہ خلق قرآن تسلیم کرانا چاہا تو بڑے بڑے بزرگان دین نے، ماسوائے امام احمد بن حنبل کے، سر تسلیم خم کر دیا۔ امام احمدؒ صرف دو باتیں پوچھتے:

(۱) کیا قرآن کریم کی کوئی آیت یا کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ ہے کہ قرآن مخلوق ہے؟ کوئی ہے تو پیش کریں۔ ابھی مان لوں گا۔

(۲) کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو خلق قرآن کی طرف دعوت دی؟ اسے ریاستی جبر سے منوایا۔ کیا خلفا راشدین نے ایسا کیا؟

اگر اس کا جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو پھر لوگوں کو اس کی طرف کیوں دعوت دی جا رہی ہے اور ریاستی جبر کیوں کیا جا رہا ہے۔

جہمیہ، معتزلہ کے خلاف علماء کی ایک اور جماعت کھڑی ہوئی۔ ان کی نیت کے بارہ میں کوئی شک نہیں کہ اچھی تھی۔ ان میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی سب فرقوں کے افراد موجود تھے۔ لیکن ان سے ایک فاش بنیادی غلطی ہوئی۔ جس کی وجہ سے وہ مسئلہ کو سلجھانے کی بجائے خود الجھ گئے۔ اور عقل کے جنگل میں سیدھی راہ بھول گئے۔ یہ علماء متکلمین کی جماعت تھی۔

عہد نبوت، عہد خلافت راشدہ اور عہد صحابہ میں یہ طے شدہ اور مسلمہ عقیدہ تھا کہ عقائد و الہیات (و اعمال) میں حاکمیت اعلیٰ قرآن و سنت کی ہے۔ قرآن و سنت کی نصوص اصل ہیں۔ اور حتمی ہیں۔ عقل ان کی محکوم اور فرماں بردار ہے۔ عقل کا فرض کتاب و سنت کے بیان کردہ عقائد کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی تائید کرنا ہے۔ نہ کہ ان کا ابطال کرنا ہے۔ یہ بڑا واضح اور شفاف نظریہ تھا کہ شریعت میں عقل کی بنیاد علم ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا: وما یعقلھا الا العالمون نہیں عقل رکھتے اس کی مگر علم والے۔ ایک اور مقام پر فرمایا: لا تقف ما لیس لك به علم (اس کی پیروی نہ کرو جس بات کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہیں علم نہیں ہے)۔ ان آیات کے بموجب ''علم'' اصل ہے۔ اور عقل اس کی فرع ہے۔ فرع اپنی اصل سے نہ مقدم ہوسکتی ہے نہ نافرمان۔

لیکن جب جہمیہ و معتزلہ آئے تو انہوں نے معاملہ بالکل الٹ کر دیا۔ حاکمیت اعلیٰ کا تاج عقل کے سر پر رکھ کر شریعت (قرآن و سنت) کو اس کا محکوم قرار دے دیا۔ انہوں نے عقل کو اصل اور شرع کو فرع بنا دیا۔ اور حکم دیا کہ شریعۃ عقل کی نافرمانی سے باز رہے۔ انہوں نے کہا عقلی دلائل قطعی ہیں۔ اور شرعی دلائل ظنی ہیں۔ اور ظنی دلائل کو قطعی دلائل پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔ علماء متکلمین نے جہمیہ و معتزلہ کا یہ اصول مان لیا۔ اور یہی ان کی بنیادی غلطی تھی۔ برصغیر پاک و ہند کے تمام دینی مدارس میں جو علم العقائد کی کتاب پڑھائی جاتی ہے وہ ''شرح عقائد نسفی'' ہے۔ امام نسفیؒ نے عقائد پر ایک نہایت مختصر رسالہ لکھا۔ اس کی شرح علامہ سعد الدین تفتازانی نے لکھی۔ جو شرح عقائد نسفی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ یاد رہے کہ امام نسفی اور علامہ تفتازانی (رحمہما اللہ) دونوں کا تعلق حنفی مکتب فکر سے ہے۔ اور دونوں نے عقائد میں حنفی مذہب کی ہی ترجمانی کی ہے۔

علامہ تفتازانیؒ لکھتے ہیں:

''اعلم ان الاحکام الشرعية منها ما يعتلق بكفية العمل وتسمى فرعيه وعمليه ومنها ما يتعلق بالاعتقاد وتسمى اصليه واعتقاديه۔ والعلم المتعلق بالاولیٰ يسمى علم الشرائع والاحكام لما انها لا تستفاد الا من جهة الشرع و لا يسبق الفهم عند اطلاق الاحكام اليها و بالثانية علم التوحيد والصفات''

''بعض شرعی احکام کا تعلق عمل کی کیفیت سے ہے۔ ان کو فرعی اور عملی (احکام) کہتے ہیں۔ بعض کا تعلق اعتقاد سے ہے ان کو اصلی اور اعتقادی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔ وہ علم جس کا تعلق پہلی قسم (اعمال) سے ہے اس کو علم الشرائع والا حکام کہتے ہیں کیونکہ یہ علم صرف شرع سے ہی حاصل ہوتا ہے۔ اور جب احکام کا لفظ بولا جائے تو ذہن شریعت ہی کی طرف جاتا ہے۔ اور دوسری قسم کے احکام کو علم التوحید والصفات کہا جاتا ہے۔''

اس ارشاد گرامی میں علامہ مرحوم نے غیر محسوس طریقے سے علماء احناف کے دو عقائد بیان فرمائے ہیں۔

اول: یہ کہ اصل توحید (ایمان) ہے۔ باقی رہے اعمال صالحہ تو وہ فرعی مسائل ہیں۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ایک مسلمان ساری عمر اعمال صالحہ وعبادات میں گزار دے اور دوسرا مسلمان ساری عمر فسق و فجور میں بسر کر دے تو توحید (ایمان) میں دونوں برابر ہیں۔ گویا آدم اور ابلیس لعین توحید میں برابر ہیں۔ کہ دونوں ہی اللہ کو اپنا رب مانتے تھے۔ باقی رہے اعمال تو یہ فروعی مسائل ہیں جن سے توحید میں کچھ فرق نہیں پڑتا۔ علامہ مرحوم نے حنفی عقیدہ کے مطابق کوئی غلط بات نہیں کی۔ آپ نے درست فرمایا ہے کہ اچھے برے اعمال کی وجہ سے توحید میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس میں سب نیک و بد برابر ہیں۔

فرقہ جہمیہ کا دوسرا نام فرقہ مرجئہ بھی۔ کیونکہ ہر جہمی مرجئی ہے۔ مرجی کا مصدر ارجاء ہے۔ اس کا معنی ہے کسی بات کو موخر کر دینا۔ غزوہ تبوک میں جن تین صحابہ کی توبہ قبول کرنے کا معاملہ مؤخر کر دیا گیا تھا ان کے متعلق قرآن کریم نے فرمایا: واخرون مرجون لامر الله دوسرے وہ ہیں جن کے بارہ میں اللہ نے فیصلہ مؤخر کر دیا'' اسی طرح جنگ جمل وصفین میں شرکت کرنے والے اصحاب رسول ﷺ کے بارہ میں بعض ائمہ نے معاملہ موخر کر کے اسے روز قیامت پر چھوڑ دیا۔ ان کو بھی مرجیہ کہتے ہیں۔ جہم بن صفوان نے عقیدہ ایمان وتوحید کے بارہ میں کہا کہ ایمان چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے لہٰذا یہ ایک ناقابل تقسیم وحدہ ہے۔ ایمان کے نہ اجزاء ہیں، نہ اقسام ہیں نہ ابعاض ہیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا اعمال ایمان سے خارج ہیں۔ جو شخص برے اعمال کرتا ہے اس کا معاملہ روز قیامت پر چھوڑتے ہیں اور موخر کر دیتے ہیں۔ اس دنیا میں وہ مومن اور مسلمان ہے۔

یہی بات امام نسفی حنفی اور علامہ تفتازانی ؒ فرما رہے ہیں کہ اعمال اصل نہیں۔ اصل توحید ہے۔ اعمال عقیدہ توحید (ایمان باللہ) کی محض فرع ہیں۔ یہ بڑا ہی خوفناک عقیدہ ہے۔ ایک شخص کہتا ہے کہ: اشھد ان محمد رسول اللہ لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ یہ وہی محمد ﷺ ہیں جو عبداللہ کے بیٹے تھے یا وہ جو مدینہ منورہ میں آسودہ خواب ہیں تو وہ شخص پکا سچا مومن ہے۔ ایک کہتا ہے کہ میرا ایمان ہے کہ کعبہ بیت اللہ ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ یہ بیت اللہ وہی ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے یا وہ ہے جو تربت میں بنایا گیا ہے۔ یہ شخص سچا مسلمان ہے۔ ایک شخص کہتا ہے میرا ایمان ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن وہی ہے جو موجود ہے یا کوئی اور کتاب ہے۔ یہ شخص مومن برحق اور مومن صادق ہے کہ ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور وہ یہ اشخاص کر رہے ہیں۔ کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت میں کہاں لکھا ہے کہ کلمہ گو جس محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت دے رہا ہے وہ محمد بن عبداللہ ہے یا وہ محمد ﷺ ہے جو مدینہ میں مدفون ہے۔

اس پس منظر میں اگر کوئی کہتا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ جہمی اور مرجئی تھے اور تمام احناف جہمی اور مرجئی ہیں تو اس میں موئے آتش دیدہ کی طرح بل کھانے کی کیا ضرورت ہے؟۔

دوم: یہ نکتہ بیان فرمایا کہ عملی فقہ کے اعمال سے متعلق جو شرعی احکام ہیں وہ شرع سے معلوم ہوتے ہیں۔ (شرع سے ان کی مراد قرآن، سنت، اجماع اور قیاس ہیں) اور پھر قدرے خاموش ہو گئے یہ نہ بتایا کہ توحید اور صفات باری تعالیٰ کہاں سے معلوم ہوتے ہیں، جس کا مطلب یہ تھا کہ اعتقادی احکام شرع سے معلوم نہیں ہوتے۔ قدرے توقف کے بعد فرمایا:

"معرفة العقائد عن ادلتها التفصيليه بالكلام.......... لابتنائه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علی الادلة المؤید اکثرھا بالادلة السمعیه" (ص ۷،٦)

"عقائد کی معرفت (علم) کلام کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ (علم کلام) قطعی دلائل پر مبنی ہے اور اکثر احکام میں (شرع) سمعی دلائل اس کی تائید کرتے ہیں۔"

اس عبارت کو بار بار پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔ جو خالصتاً جہمی اصول پر مبنی ہے کہ منطقی مقدمات، فلسفیانہ نکات قطعی دلائل ہیں۔ قرآن وسنت ظنی دلائل ہیں۔ اور یہ کہ حاکمیت اعلیٰ علم کلام کو حاصل ہے۔ شرع تو صرف اس کی تائید کرتی ہے۔ یہی تو جہمیت و اعتزال کا اصول ہے کہ عقائد میں اصل علم کلام ہے شرع کی مہربانی ہے اس کی تائید کر دے۔ نہ بھی کرے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ علم کلام کے مقابل اس کی مخالفت کوئی معنی نہیں رکھتی۔

علامہ تفتازانی رحمہ اللہ علم الکلام کے زور سے ثابت فرما رہے تھے کہ یہ عالم خود بخود پیدا نہیں ہوا۔ اس کا ایک صانع ہے۔ اثبات وجود باری تعالیٰ کی اس بحث میں قرآن کریم کی یہ آیت زیر بحث آگئی۔ اس پر آپ نے فرمایا:

"اعلم ان قوله تعالیٰ لو کان فیھما آلھة الا لله لفسدتا حجة واقناعیة" (ص ٤٧)

"یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ کا کہنا کہ اگر زمین و آسمان میں دو الٰہ ہوتے تو برباد ہو جاتے۔ یہ آیت ایک ظنی دلیل ہے۔"

اس آیت کو ظنی ثابت کرنے کیلئے عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق فرمایا کہ یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ عمومی عادت کے تحت اللہ نے ایسا کہہ دیا ہے۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ دو خدا آپس میں اتفاق سے رہیں اور زمین و آسمان تباہ نہ ہوں۔ مرحوم کی قرآن فہمی کا اندازہ اسی سے ہو جاتا ہے۔ لو حرف شرط ہے۔ لفسدتا اس کا جواب ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر دو خدا ہوتے تو لازماً ان میں اختلاف پیدا ہوتا اور کائنات تباہ ہو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتی۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ دو خدا ہوں اور ان میں اتفاق ہو پائے۔ قرآن کریم ممکنہ اتفاق کی مکمل نفی کر رہا ہے اور تفتازانی اتفاق کا امکان ثابت فرما رہے ہیں۔ علامہ مرحوم نے قرآنی آیت کو منطقی دلیل کے مقابلہ میں ظنی دلیل قرار دیا۔ اس پر نواب صدیق الحسن بھوپالی رحمہ اللہ نے لکھا:

"ایں حرفے است کہ ازاں مو برتن میخیزد اسلام ایں حرف یعنی چہ؟ بلکہ ایں آیت حجۃ قطعیۃ است و تقریرے کہ در رد حجیت ان کردہ مبنی بر شفا حرف حار است (بغیہ الرائد ص ۱۴)

"یہ ایسی بات ہے کہ اسے سن کر مسلمان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ دعویٰ مسلمانی کا اور ایسی بات! بلکہ یہ آیت حجۃ قطعیہ ہے۔ اور جو تقریر (تفتازانی نے) اس کے رد میں کی ہے وہ جہنم کے گڑھے کے کنارے کھڑا ہونے کے مترادف ہے۔"

ان زلات کے باوجود یہ علماء متکلمین قابل احترام ہیں، ابن کلاب ہوں یا ابوالحسن اشعری، ماترید ہوں یا ابن کرام ہوں سب کی نیت میں کوئی فتور نہ تھا انہوں نے خلوص نیت کے ساتھ جدوجہد کی۔ تاہم ان سے یہ غلطی ضرور ہوئی کہ انہوں نے عقائد میں شرع کی بجائے عقل کو فوقیت دی جو صحابہ کے اصول کے خلاف تھا۔ ان کے مقابل جنہوں نے عقائد میں عقل کی بجائے شرع ہی کو حاکم اعلیٰ تسلیم کیا وہ اہل حدیث کہلائے کہ صحابہ کی جماعت کا یہی اصول تھا۔ شیخ خضری "بک محاضرات تاریخ الامم الاسلامیہ" میں لکھتے ہیں:

"ظهر في ذالك الوقت جمهور من خطاحل العلماء وروساء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المتكلمين توغلوا فى البحث فى اصول الدين والعقائد احكموا البحث عقولهم فانتج لهم ذالك اعتقادات تخالف ما عليه عامة المسلمين وجمهور علماء هم المعروفين باهل الحديث وهم الذين يتخذون اراهم من النصوص السمعيه "كتاب اوسنة او اثر من آثار المسلف" (ص ٢٥٦)

"مامون کے عہد میں بڑے علماء اور سرداران متکلمین نے عقائد اور اصول دین میں لمبی چوڑی بحث شروع کر دی۔ اور اس بحث میں انہوں نے اپنی عقل کو حکم بنالیا۔ اس کے نتیجے میں ان سے کچھ ایسے عقائد کا ظہور ہوا جو عامۃ المسلمین اور ان کے اکثر علماء و اہل حدیث کے عقائد کے خلاف تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنی آراء کتاب یا سنت یا سلف کے آثار سے اخذ کرتے تھے۔"

خضری بک کی یہ عبارت بڑی واضح ہے کہ اہل حدیث مامون کے وقت سے پہلے بھی موجود تھے۔ اور اہل حدیث اس کو کہتے ہیں جو عقائد ہو یا اعمال دونوں میں اپنے مسائل عقل (رائے، قیاس، اور درایت) کی بجائے۔ قرآن، حدیث اور آثار صحابہ سے معلوم کرتے ہیں جو کہ سمعی نصوص ہیں۔ یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ علماء متکلمین کی آراء اور عقائد میں ان کا موقف اہل حدیث کے خلاف ہے۔

علمی فقہ:

اس میں بھی بنیادی اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ عملی مسائل کے احکام میں حاکمیت اعلیٰ سنت رسول ﷺ کو حاصل ہے یا عقل کو، اصل ماخذ سنت ہے یا قیاس۔ بدقسمتی سے اس میدان میں بھی اہل الرائے نے حدیث کو وہ مقام نہیں دیا جس کی وہ مستحق تھی۔ اور اس میں قیاس کے مقابلہ میں سب سے زیادہ کشتہ ستم خبر واحد بنی۔ بلاشبہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے عہد کے سب سے بڑے امام ہیں۔ لیکن وہ قیاسی فقہ کے بے مثل امام ہیں۔ جن کے پائے کا دوسرا کوئی امام پیدا نہیں ہوا۔ اس معاملہ میں ان کی ذہانت سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ لیکن آپ فقہ الحدیث میں وہ نام پیدا نہیں کر سکے جو آپ کی ذہانت کا تقاضا تھا۔

آپ نے فرمایا کہ سلطان کافر کو قتل کر دے تو قصاص میں مسلمان کو اس لئے قتل کر دیا جائے گا کہ دونوں کا خون برابر درجہ رکھتا ہے۔ امام زفرؒ کا بھی یہی قول تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ: مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا۔ آپ نے یہ حدیث مسترد کر دی کہ خبر واحد ہے اور النفس بالنفس کے خلاف ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "الفقیه والمتفقه" میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امام زفرؒ اور امام عبدالواحد کسی مجلس میں بیٹھتے تھے کہ عبدالواحدؒ نے زفرؒ کو مخاطب ہو کر کہا: "تم لوگ عوام کی نظروں میں مذاق بن کر رہ گئے ہو۔" امام زفرؒ نے پوچھا "وہ کیسے؟" عبدالواحدؒ نے کہا: آپ کہتے ہیں کہ شبہ سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ اور کافر کے بدلے مسلمان کو قصاص میں قتل کرنے کا حکم دیتے ہو۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا تو کیا یہ فرمان رسول تمہارے نزدیک شبہ کا فائدہ بھی نہیں دیتا۔

امام زفرؒ نے فوراً کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اپنے قول سے رجوع کر لیا ہے۔ امام موصوف کے رجوع کے باوجود فتویٰ اب بھی یہی ہے کہ یہ حدیث شبہ کا فائدہ نہیں دیتی اور مسلمان پر سے حد قصاص ساقط نہ ہوگی۔

قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کرتے وقت پیدل مجاہد کو ایک حصہ اور سوار مجاہد کو تین حصے دیئے۔ دو سواری کے جانور کے اور ایک حصہ مجاہد سوار کا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فیصلہ یہ کہہ کر قبول کرنے سے انکار کر دیا کہ: لا افضل بهيمة على انسان میں حیوان کو انسان پر فضیلت نہیں دے سکتا۔"

عام طور پر جب کوئی شخص اپنا دودھ دینے والا جانور گائے بھینس بکری بیچنا چاہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے تو دو تین کیلئے اس کا دودھ تھنوں میں روک لیتا ہے تا کہ خریدار دھوکہ میں آ جائے۔ اسے بیع غرر (دھوکہ کی بیع) کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص مصراۃ (دودھ روکا ہوا جانور) خریدے۔ تو اسے تین دن تک واپس کرنے کا اختیار ہے۔ اگر وہ واپس کرنا چاہے تو جانور کے ساتھ ایک صاع کھجور بھی ادا کرے۔

سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: دودھ دھو لینے کے بعد خریدار کو واپسی کا اختیار نہیں ہے۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر فرمایا کہ دودھ دھو لینے کے بعد اس کو واپسی کا اختیار ہے۔ آپ نے مزید فرمایا یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے۔ قیاس یہ ہے کہ جتنا دودھ حاصل کیا ہے اتنا ہی دودھ واپس کرے یا اس کی قیمت دے۔ ایک صاع دودھ کی (مناسب) قیمت نہیں ہے۔ آپ بھول گئے کہ خریدار نے تین دن اسے پانی پلایا ہے، چارہ کھلایا، نہلایا ہے۔ دھوپ سے بچایا ہے اس طرح سے خدمت گزاری کی ہے۔ اگر وہ سارا دودھ یا پوری قیمت ادا کرے گا تو اس کے حق الخدمت کا معاوضہ کون دے گا۔

اسی طرح اور بے شمار مثالیں ہیں۔ سب کو بیان کرنا ممکن نہیں ہے صرف ایک عجیب وغریب بلکہ مضحکہ خیز مثال۔

قتل عمد میں قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا جاتا ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کسی کا سر پتھر پر رکھ کر دوسرا پتھر سر پر مارے اور مضروب ہلاک ہو جائے تو یہ قتل عمد نہیں ہے۔ چونکہ قتل عمد نہیں ہے لہٰذا ہلاک کرنے والے کو قصاص میں قتل نہ کیا جائے گا۔ علماء احناف کا یہ مذہب اس حدیث کے صریحاً خلاف ہے جس میں ذکر ہے کہ:

''ایک یہودی نے کسی بچی کا سر مدینہ میں ایک پتھر پر رکھ کر دوسرا پتھر سر پر مار کر اسے قتل کر دیا۔ بچی نے مرنے سے قبل یہودی کا نام بتا دیا۔ اس نے جرم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اعتراف کر لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو اسی طرح پتھر پر سر رکھ کر دوسرا پتھر سر پر مار کر قتل کیا جائے۔" (صحیح مسلم)

اس حدیث کا جواب یہ دیا گیا کہ ایسا رسول اللہ ﷺ نے سیاستہ کہا تھا۔ اس طرح دیگر کوئی مسائل ہیں جو احادیث کے خلاف ہیں اور ان کا گھڑا گھڑایا جواب یہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ یہ کام سیاستہ کیا تھا۔

سنا تھا کہ علماء احناف بڑے ذہین، فطین ہوتے ہیں اور درایت ان کے گھر کی لونڈی ہے۔ لیکن یہ جواب ہے سو اب سن کر ان کے بارہ میں رائے کچھ بدل سی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں یہ شعور ہی نہیں کہ سیاست کسے کہتے ہیں۔ سیاست نام ہے اس بات کا کہ مسلمانوں کی دیکھ بھال اس طرح کی جائے، ان کے جانی، مالی اور ان کی اعراض کا دنیا میں اس طرح تحفظ کیا جائے ان کی زندگی کی ضروریات کی اس طرح کفالت کی جائے کہ وہ روز قیامت یوم آخرت کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں۔ اس کا نام شرعی سیاست ہے۔ اور اگر سیاست صرف دنیوی مفادات محدود رہے اور آخرت بے شک برباد ہو جائے تو یہ دنیوی سیاست ہے۔ لہٰذا اسلامی احکام سارے کے سارے ہیں ہی سیاستہ۔ حدود کی سزائیں اس لئے ہیں کہ شہریوں کے مال ان کی عزت و آبرو اور ان کی جانیں محفوظ رہیں۔ اگر یہ سیاست نہیں تو اور کسی چڑیا کا نام سیاست ہے۔ نکاح کے احکام سیاستہ ہیں کہ مسلم معاشرہ میں جنسی آوارگی نہ پھیلے۔ طلاق کے احکام سیاستہ ہیں کہ شوہر اور بیوی باہمی نفرت پر مبنی زندگی نہ گزاریں۔ زکوٰۃ اس لئے ہے غرباء کی مدد کے ساتھ ساتھ ارتکاز زر نہ ہو۔ الغرض شریعت کا تو ہر حکم سیاست پر مبنی ہے۔ یہ سیاست عادلہ ہے۔ اسلام اس کا داعی اور علمبردار ہے پھر یہ کیسی بے تکی اور بے مغز بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودی کو سیاستہ قتل کیا تھا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے اس جواب پر جو تبصرہ فرمایا ہے، وہ مختصراً یہ ہے:

"جب ان کے سامنے یہ دلیل پیش کی جاتی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی کو قتل کر دیا تھا جس نے بچی کا سر پتھر سے کچل کر اسے مار ڈالا تھا، اور یہ دلیل دی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس نابینا صحابی کو قتل نہ کیا جس نے اپنی لونڈی کو اس بنا پر قتل کر دیا تھا کہ وہ آپ کو گالیاں کرتی تھی۔ یا یہ حدیث پیش کی جاتی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم جنس پرستی کی صورت میں فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کر دیا جائے تو کوفی مکتب فکر کے پیروکار یہ جواب دیتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ سب باتیں سیاسۃ کی تھیں۔ وہ یہ تو بتائیں کہ کیا یہ شرعی سیاست تھی جو ہمارے لئے شرعی حکم ہے یا ایسا نہ تھا۔ اگر وہ یہ کہیں کہ یہ سیاست ہمارے لئے مشروع ہے تو ان کی بات درست ہے اگر کہیں کہ ہمارے لئے غیر مشروع ہے تو یہ بات خلافت سنت ہے ان کو یہ بھی بتانا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہ سیاست شریعت اسلامیہ تھی یا شریعت غیر اسلامیہ تھی۔ اگر ہاں میں جواب ہو تو برحق ہے اگر نہ میں جواب ہو یہ غلط ہے۔ اہل کوفہ کی اس غلط سوچ کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کی سیاست سے نابلد ہیں۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں انبیاء سیاست کرتے تھے۔ ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کی جگہ دوسرا نبی آ جاتا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے لہٰذا خلفاء ہوں گے۔

جب بنو عباس کو حکومت ملی اور انہیں عوامی سیاست کرنا پڑی اور اس کیلئے انہوں نے عراقی فقہاء کو قاضی مقرر کیا تو ان کے پاس سیاست عادلہ کے بارہ میں علم کی کمی تھی۔ جس کی وجہ سے انہیں ولایۃ المظالم قائم کرنا پڑی۔ اس طرح انہوں نے ولایۃ حرب کو ولایۃ شرع سے علیحدہ کر دیا۔ اس سے بہت سنگین صورت حالات پیدا ہو گئی۔ یہاں تک کہا جانے لگا۔ شرع اور سیاست، ایک فریق دوسرے فریق کو شرع کی طرف اور دوسرا فریق سیاست کی طرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلاتا۔ ایک حاکم شرع کے مطابق اور دوسرا سیاسۃً فیصلے کرتا۔ کیونکہ جن لوگوں کی ذمہ داری شرع کے مطابق فیصلے کرنے کی ذمہ داری تھی انہیں سنت کا کافی علم نہ تھا لہٰذا مسلم امہ کے حقوق پامال ہونا شروع ہو گئے، حدود معطل ہو گئیں، ناحق خون بہائے جانے لگے، محرمات مباح ہونے لگیں لوگوں کے مال سلب ہونے لگے۔ اور جن کی ذمہ داری سیاسۃً فیصلے کرنے کی تھی وہ کتاب وسنت کے بغیر محض رائے سے فیصلے کرنے لگے، ان میں سے اکثر ایسے تھے جو نفی خواہش پر فیصلے کرتے تھے، طاقتور کے حق میں فیصلے کرتے یا رشوت لے کر فیصلے کرتے تھے۔" (فتاویٰ جلد ص ۲۵ ص ۳۹۱)

امام ابن تیمیہؒ نے جس امر کی نشاندہی فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین کی سیاست سے فقہاء عراق اس لئے نابلد تھے کہ انہیں کتاب وسنت کے علم سے مکمل آگاہی نہ تھی۔ لہٰذا انہوں نے نبوی سیاست کو جو شرعی سیاست محض سیاست کا نام دے کر احادیث کو رد کر دیا۔

شیخ الاسلام کی طرح کئی دیگر ائمہ نے بھی اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ فقہاء عراق کے پاس چونکہ احادیث وسنن کا علم چونکہ ناکافی تھا اس لئے ان کے اکثر مسائل احادیث کے خلاف ہیں۔ انہیں احکام دینیہ معلوم کرنے کیلئے بہت زیادہ قیاس اور رائے سے کام لینا پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ صحیح شرعی احکام تک اکثر نہیں پہنچ پاتے۔ قیاس اور رائے سے وابستہ فقہ کیلئے احادیث وسنن کی زیادہ ضرورت بھی نہیں ہے۔ احادیث کی ضرورت فقہ الحدیث میں ہوتی ہے۔ اہل عراق چونکہ فقہ قیاس کے امام تھے اس لئے انہوں نے کبھی طلب حدیث کی ضرورت بھی نہ سمجھی تھی۔

اس تلخ سچ کو متعصب احناف قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں کہ فقہ القیاس کے مقابلہ میں فقہ الحدیث زیادہ مشکل اور محنت طلب کام ہے اور اسی وجہ سے ائمہ اہل کوفہ نے اس طرف توجہ نہ دی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متعصب احناف اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ اصل میں امام ابوحنیفہؒ نے قبول روایت کیلئے بڑی کڑی اور سخت شرائط مقرر کر رکھی تھیں اس لئے بہت سی روایات جو ان کے مقرر کردہ معیار پر پوری نہ اترتی تھیں آپ نے انہیں قبول نہ کیا۔

وہ کونسی کڑی اور سخت شرائط ہیں ان کا تذکرہ علامہ زاہد الکوثری نے اپنی کتب ''فقہ اہل العراق وحدیثہم'' اور ''تانیب الخطیب'' میں کیا ہے وہ یہ شرائط ہیں:

(۱) ومن شروط قبول الاخبار عند الحنفیه مسندة کانت او مرسلة ان لا تشذ عن الرسول المجتمعة عندهم"

''احناف ان احادیث کو خواہ مسند ہو یا رسلی قبول نہیں کرتے جو ان کے متفقہ اصولوں کے خلاف ہوں۔''

اس شرط کا تجزیہ ذرا تفصیل طلب ہے۔

(ا) حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو رد کر دیا جس میں ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے سوار کو تین حصے دیئے، دو گھوڑے کے اور مجاہد کا۔ اس کے برخلاف فرمایا کہ گھوڑے اور مجاہد کو ایک ایک ملے گا۔ دنیا کا کوئی عبقری احناف بتا دے کہ وہ حنفیہ کا کون سا متفق علیہ اصول ہے جس کی خلاف ورزی پر اس حدیث کا امام عالی مقام نے انکار کیا ہے۔ ایسا کوئی اصول نہیں ہے۔ اس حدیث کے انکار کی وجہ میں آپ نے کسی اصول کی خلاف ورزی کا حوالہ نہیں دیا۔ آپ نے وجہ یہ بتائی کہ ان کا دل نہیں مانتا کہ جانور کو مسلم انسان پر برتری ہو۔ کیا امام محترم کے دل کا ماننا یا نہ ماننا فقہ حنفی کا متفقہ اصول ہے؟ اگر یہ کوئی متفقہ اصول ہوتا تو قاضی ابویوسف رحمہ اللہ کو امام ابوحنیفہؒ کا قول یہ کہہ کر مسترد نہ کرنا پڑتا کہ'' آپ نے بھی تو جانور اور مسلمان کو برابر کر دیا ہے۔'' اور قاضی ابویوسفؒ کو یہ نہ کہنا پڑتا کہ رسول اللہ کی حدیث ہی واجب الاتباع ہے۔

قرآن کریم نے فرمایا: ''حرام کر دی گئی ہیں تم پر تمہاری مائیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت کریمہ میں ماں کے حرام ہونے کا اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں ہے کہ ماں کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

حقیقی ماں کے ساتھ یہ جانتے ہوئے کہ وہ ماں بیٹا ہیں کیا گیا نکاح صحیح نکاح ہے۔ مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمہ اللہ نے وکالت کرتے ہوئے جو فرمایا اس سے ہر غیرت مند مسلمان لرز اٹھتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ نکاح کا مقصد حصول اولاد ہے اور یہ نعمت کسی بھی دوسری عورت کی طرح ماں سے بھی مل جاتی ہے۔ صحیح نکاح کے جملہ فوائد ماں کے ساتھ نکاح سے حاصل ہو جاتے ہیں تو یہ بھی صحیح نکاح ہے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون سا عندالحنفیہ متفقہ اصول ہے جو انہوں نے کتاب وسنت کے گہرے غوروخوض اور سالہا سال کی محنت کے بعد معلوم کیا ہے جس کے مطابق حرام کا معنی حلال ہوتا ہے یا جائز اور صحیح ہوتا ہے۔

اور اگر ماں کے ساتھ نکاح سے بیٹے کو نکاح کے جملہ فوائد چونکہ اسی طرح مل جاتے ہیں جس طرح دیگر صحیح سے ملتے اور ایسا نکاح جائز ہے تو پھر نکاح متعہ کو باطل نکاح کیوں قرار دیتے ہیں بلکہ اس سے بھی نکاح کے جملہ مقاصد بخوبی حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن کریم نے فرمایا ہے: اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن ''جب تم مومنات سے نکاح کرلو اور پھر انہیں طلاق دو۔'' یہ آیت بالکل واضح ہے کہ طلاق وہی موثر ہوتی ہے جو نکاح کے بعد دی جائے۔ موثر طلاق کیلئے ضروری ہے کہ طلاق کے الفاظ شوہر کی زبان سے اس وقت ادا ہوں جب عورت بیوی بن چکی ہو کہ وہ محل طلاق ہے۔ سیدنا حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جب ایک غیر شادی شدہ شخص کیوں کہہ دے کہ: ''میں جس عورت سے نکاح کروں اسے طلاق'' تو ساری زندگی جس عورت سے نکاح کرے گا نکاح کے فوراً بعد اسے طلاق ہو جائے گی۔ علامہ کوثری مرحوم زندہ ہوتے تو ان سے ضرور پوچھتے کے فقہ حنفیہ کا وہ کونسا متفقہ اصول ہے جو بڑی عرق ریزی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد بنا ہے جس کے تحت ایک مسلمان کو زندگی بھر کیلئے بیوی کی نعمت سے محروم کرنا ثواب دارین ہے۔ اور کسی مسلمان پر اتنا ظلم کرنا کہ وہ لاولد اور بے نسل ہی مر جائے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کنواری لڑکی کی شادی اس کی (دلی) رضا کے بغیر نہ کی جائے۔''

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کنواری لڑکی کی رضا ضروری نہیں۔ صرف اجازت ضروری ہے اور اگرچہ یہ اجازت لڑکی کو جبر و تشدد کا نشانہ بنا کر حاصل کر لی جائے۔ فقہ حنفی تو آزادی نسواں کی بڑی علمبردار سمجھی جاتی ہے وہ بتائے کہ فقہ حنفی کا وہ کونسا سنہری اور تابناک متفقہ اصول ہے کہ لڑکی کی ہڈی پسلی توڑ کر ہاں کرانے سے نکاح جائز ہو جاتا ہے۔

ایک نوجوان کسی پری پیکر دوشیزہ پر عاشق ہو گیا۔ اس کے حسن و جمال پر نقد دل ہار بیٹھا۔ وہ ہر صورت اسے حاصل کرنا چاہتا ہے اس عدالت میں دعویٰ کر دیا کہ فلانہ بنت فلانہ میری منکوحہ بیوی ہے۔ اس نے دو جھوٹے گواہ بھی تیار کر لئے۔ عدالتی سمن لڑکی اور اس کے والدین کو ملا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے۔ کہاں کا نکاح اور کیسا نکاح۔ لڑکی نے ہاتھ جوڑ کر، روتے ہوئے عدالت سے کہا کہ وہ اس شخص کو جانتی تک نہیں۔ اس کے ساتھ اس کا کوئی نکاح نہیں ہوا۔ مگر عدالت نے گواہی کی بنیاد پر اسے مدعی کی منکوحہ بیوی قرار دے دیا۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا وہ اس کی جائز بیوی ہے۔ جبکہ مدعی جانتا ہے اس نے جھوٹ بولا ہے، گواہ جانتے ہیں کہ انہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے اور مدعی بھی جانتا ہے کہ اس نے خود جھوٹے گواہ تیار کئے ہیں۔ لڑکی چیخ رہی ہے کہ وہ اس کی منکوحہ نہیں مگر آفریں فقہ حنفیہ کے اس ایمان افروز اصول کی جس نے عاشق زار کی مراد پوری کر دی۔

(۲) اسلامی فقہ کے اصول دو طرح کے ہیں۔ بعض وہ ہیں جو خود اللہ اور اس کے رسول برحق ﷺ نے خود مقرر کر دیئے ہیں۔ اور یہ اصول سب کے نزدیک مسلمہ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان میں کسی امام، کسی فقیہ کی ذہنی کاوش کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ مثلاً:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دع ما یریبك الی ما لا یریبك شک کو چھوڑ کر یقین پر عمل کرو۔ ایک اور حدیث میں فرمایا: دوران نماز کوئی شخص اس وقت تک نماز نہ توڑے جب تک وہ ہوا خارج ہونے کی آواز نہ سن لے یا بدبو محسوس نہ کرے، ان دونوں احادیث سے ایک اصول معلوم ہوا ہے کہ: الیقین لا یزال بالشك۔ شک یقین کو زائل نہیں کرسکتا۔

کوئی حدیث صحیح ایسی نہیں جو اس اصول کے خلاف ہو۔ قرآن کریم نے چور کا ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ فاقطعوا ایدیھما

اس سے ایک اصول معلوم ہوا کہ:

عام ضرر سے بچنے کیلئے خاص ضرر قابل قبول ہوگی۔

یتحمل الضر الخاص یرفع الضرر العام

عوام کے مال کو چوری کے ضرر سے بچانے کیلئے چور کے ہاتھ کاٹنے کی ضرر جائز ہے۔ قاتل کو قصاص میں قتل کی ضرر قابل قبول ہے لوگوں کی جانوں کو ضرر سے محفوظ رکھنے کیلئے۔

کوئی حدیث صحیح اس اصول کے خلاف نہیں ہے۔

حالت سفر اور مرض میں قرآن کریم نے افطار کی اجازت دی۔ پانی میسر نہ ہو تو تیمّم کی اجازت دی۔ ان احکام سے یہ اصول شرعی معلوم ہو کہ: المشقة تجلب الیسیر (مشقت سہولت پیدا کر دیتی ہے)

کوئی صحیح حدیث اس اصول کے خلاف نہیں ہے۔

قرآن کریم نے شوہر کو رجعی طلاق کے بعد حق رجوع دیا اور فرمایا: و لا تمسکوا ھن ضرارا ''ضرر رسانی کیلئے رجوع نہ کرو۔''

اس سے ایک اصول معلوم ہوا کہ لا ضرر و لا ضرار فی الاسلام اسلام میں ضرر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھانا اور دوسرے کو ضرر پہنچانا جائز نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بالغ في الاستنشاق الا ان تكون صائما (بوقت وضو) ناک میں خوب پانی چڑھاؤ مگر روزہ کی حالت میں رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے پوچھا: تمہارے پاس حق مہر دینے کیلئے کچھ ہے؟ اس نے جواب دیا: صرف ایک چادر ہے جس سے میں نے اپنا ستر ڈھانپا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ ایک انگوٹھی ہی لے آؤ اگرچہ لوہے کی ہو۔

ان دونوں احادیث سے ایک شرعی اصول معلوم ہوا کہ

''جلب منفعت سے دفع مضرت مقدم ہے۔''

اسی لئے شریعت نے حکم دیا کہ حالت نماز میں سانپ بچھو نکل آئے تو پہلے اس موذی کو مارو پھر نماز پڑھو۔ اسی سے معلوم ہوا کہ خاتون خانہ نماز پڑھ رہی ہو اور بچہ سیڑھی سے گرنے والا ہو تو نماز چھوڑ کر پہلے بچے کو بچائے۔

دوران جنگ ایک صحابی زخمی ہو گئے۔ انہیں غسل واجب کی ضرورت پڑ گئی، بعض اصحاب نے فتویٰ دیا غسل کر کے نماز پڑھو۔ انہوں نے غسل کیا اور وفات پا گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قتلوه قتلهم الله یہ فتویٰ دینے والے قاتل ہیں (کیونکہ انہوں نے علم کے بغیر فتویٰ دیا تھا) اس کیلئے اتنا ہی کافی تھا کہ پٹیوں پر مسح کر لیتا۔

اس سے دو اصول معلوم ہوئے۔ بلا علم کتاب و سنت، محض رائے پر فتویٰ دینا حرام ہے اور دوسرا اصول یہ معلوم ہوا کہ الدين يسر دین میں آسانی ہے۔

ان اصولوں سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ جس عورت کو بیک کلمہ تین طلاقیں دی جائیں، یا بلا رجوع تکرار الفاظ یا تین اطہار میں تین طلاقیں دی جائیں تو اسے حلالہ کی لعنت سے بچا کر اسی لئے سہولت اور آسانی پیدا کرنا ضروری ہے کہ انہیں ایک ہی رجعی طلاق قرار دیا جائے۔

یہ صرف چند مثالیں ہیں اور بھی کئی شرعی اصول ہیں جو براہ راست قرآن و سنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ماخوذ ہیں اور ان پر ساری امت کا اتفاق ہے، ان اصولوں کو حنفیہ کا اپنے کھاتے میں ڈالنا مغالطہ آمیزی ہے۔

باقی رہے وہ نام نہاد اور خود ساختہ اصول جو احناف یا مالکیوں وغیرہ نے بنائے ہیں اور ان کی کتاب وسنت میں کوئی اصل نہیں ہے وہ صرف ان کی اپنی آراء پر مبنی ہیں تو ان کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے، نہ ان میں اتنی صلاحیت ہے کہ وہ حتمی طور پر شرعی اجتہاد کی بنیاد بن سکیں۔ مثلاً:

علامہ کوثری مرحوم نے فخریہ انداز میں لکھا ہے کہ علماء احناف نے بڑی عرق ریزی، محنت شاقہ اور قرآن وحدیث کی دن رات ورق گردانی کر کے یہ اصول وضع کیا ہے کہ:

عرض اخبار الآحاد علی عمومات الکتاب

''اخبار احاد کو ظاہر قرآن وعموم پر پیش کیا جائے گا۔''

وظواہرہ (ص ۳۷ حاشیہ نمبر ۳ بحوالہ تانیب الخطیب) جو مخالف ہوگی اسے ترک کر دیا جائے گا۔

کوثری مرحوم نے فرمایا ہے کہ یہ وہ (انمول) اصول ہے جس کا ذکر فخر الدین رازیؒ نے اپنی کتاب الفصول میں کیا ہے۔ دونوں قابل احترام شخصیات ہیں اللہ ان کی خطاؤں کو معاف کرے اور جوار رحمت میں جگہ دے۔ لیکن یہ سوال تو بہرحال موجود ہے کہ قرآن کریم کی وہ کون سے آیت ہے یا رسول اللہ ﷺ سے مروی وہ کون سی صحیح حدیث ہے جن میں یہ ایمان سوز اصول بیان کیا گیا ہے یا ان سے ماخوذ ہے۔ لہٰذا یہ کوئی شرعی اصول نہیں ہے محض ذہنی اختراع ہے۔ جس پر کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں ہے۔ بلکہ یہ اصول خود قرآن کریم کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''وانزلنا الیك الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم''

''اور ہم نے نازل کیا آپ کی طرف ذکر (قرآن) تا کہ آپؐ وضاحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں اس کی جو نازل کیا گیا ان کی طرف۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تبیین کا حق رسول اللہ ﷺ کو عطا کیا ہے۔قرآن کریم نے فرمایا:

﴿اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول﴾

"اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی۔"

﴿من یطع الرسول فقد اطاع اللہ﴾

"جس نے اطاعت کی رسول کی اس نے اطاعت کی اللہ کی۔"

﴿یا ایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولوا الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول﴾

"اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی، اطاعت کرو رسول کی اور اولوالامر کی، اگر تمہارا کسی بات پر جھگڑا ہو جائے تو معاملہ کو لوٹا دو اللہ اور رسول کی طرف۔"

﴿فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما﴾

"قسم ہے (اے پیغمبر) تیرے رب کی یہ مسلمان اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک وہ فیصل نہ مان لیں آپ اپنے تنازعہ میں اور نہ پائیں کوئی تنگی اپنے دلوں میں آپؐ کے کیے گئے فیصلہ پر۔"

ان آیات میں جس اطاعت رسول کو مسلمانوں پر فرض کیا گیا ہے اور جس کی نفی سے ایمان کی نفی لازم قرار دی ہے وہ صرف قرآن کی تبیین و بیاں ہے جو رسالت کا منصبی فرض ہے۔ لہٰذا صحیح، محکم اور وہ اتنی ہی واجب الاطاعۃ ہیں جتنا وہ قرآن جس کی وہ وضاحت ہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا یہی عہد نبوت میں بھی اور اس کے بعد بھی یہی ایمان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا اور اس پر عمل پیرا تھے کہ سنت رسول اللہ ﷺ قرآن ہی جتنی واجب العمل ہے۔

امام فخر الدین رازی اور کوثری مرحوم و دیگر تمام احناف وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ تمام اخبار احاد جو ظاہر قرآن اور عموم قرآن کے خلاف ہوں گی، انہیں قبول نہیں کیا جائے گا اور قرآن کے ظاہر اور عموم پر عمل کیا جائے گا۔ اس اصول کی خاطر علماء احناف نے بے شمار صحیح احادیث کو رد کر دیا۔ بظاہر یہ اصول بڑا دلکش و دلربا ہے کہ اس میں قرآن کریم کی عظمت و توقیر کا اظہار پایا جاتا ہے۔ لیکن ذرا غور کرنے کے بعد اس کا بے وزن، بے مغز اور قرآن کے بیان کردہ اصول کہ رسول مبین قرآن ہیں کے خلاف ہونا کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔

قرآن کریم کی ایک آیت نص کہلاتی ہے۔ یہ نص جب اپنے معنی پر دلالت کرتی ہے تو اس کی ایک صورت ''ظاہر'' ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آیت کا معنی اس کے لفظ سے اتنا واضح اور ظاہر ہے کہ کسی خارجی دلیل اور خارجی قرینہ کی اسے سمجھنے کیلئے ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ لیکن یہ ظاہری معنی بیان کرنا نص کا اصل مقصود نہیں ہوتا۔ نص جس سیاق و سباق میں بیان ہوئی ہے وہ کسی اور معنی کے لئے ہے ظاہری معنی بیان کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ مثلاً:

سودخوروں نے کہا: انما البیع مثل الربا ''بیع اور ربا مماثل ہیں'' قرآن کریم نے فرمایا: احل اللہ البیع و حرم الربا اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔

اس کے ظاہری معنی جو فوری طور پر ذہن میں آتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ہر بیع حلال اور ہر ربوٰ حرام ہے۔ لیکن آیت کا اصل مقصود یہ نہیں۔ آیت میں اصل معنی مقصود اس مماثلت کی نفی کرنا ہے جس کا ذکر سودخوروں نے کیا تھا۔ لہٰذا آیت کا اصل مقصود یہ بتانا ہے کہ بیع اور ربا میں ہرگز مماثلت نہیں ہے۔ اس آیت کا مقصد بیع اور ربوٰ کا حکم بتانا نہیں ہے۔ لہٰذا یہ آیت نفی مماثلت میں نص ہے۔ بیع و ربوٰ کے بارہ میں نص نہیں۔ وہ صرف آیت کا ظاہری معنی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم نے فرمایا:

﴿فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلاث ورباع وان خفتم ان لا تعدلوا فواحدة﴾

''نکاح کرو ہر اس عورت سے جو تمہیں پسند ہو، دو دو، تین تین، چار چار اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ انصاف نہ کر پاؤ گے تو ایک سے نکاح کرو۔''

اس آیت کا ظاہری معنی جو فوراً بغیر کسی خارجی قرینہ سے سمجھ میں آتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر وہ عورت جو حلال ہے اس سے نکاح کر سکتے ہو۔ لیکن یہ نص کا ظاہری معنی ہے اس کا مقصود یہ بتانا نہیں کہ حلال و من پسند عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو۔ اصل مقصود یہ بتانا ہے کہ چار سے زیادہ عورتوں سے ایک وقت نکاح نہیں کر سکتے۔ اس معنی میں یہ آیت نص ہے اور دوسرے معنی میں نص نہیں ہے وہ صرف اس کا ظاہری معنی ہے۔

قرآن کریم کی تمام ایسی آیت کو نص ظاہر کرتے ہیں۔

اس کے بعد لفظ عام اور مطلق ہے۔ عام اور مطلق دراصل نص ظاہر ہی کی دو صورتیں ہیں۔ لہٰذا ائمہ احناف نے کہا کہ آیت کے ظاہری معنی کو ظاہر پر بھی محمول کیا جائے گا اگر خبر واحد اس کے خلاف ہے۔ تو خبر واحد کو ترک کر دیا جائے گا کیونکہ ظاہری نص کے مقابلہ میں وہ کمزور دلیل ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اہل کوفہ نے ٹھوکر کھائی اور اکثر احادیث آحاد کو ترک کر دیا۔ مثلاً:

انہوں نے غلط طور پر فرض کر لیا کہ ہر ظاہری نص ہمیشہ عموم کلی پر ہی دلالت کرتی ہے۔ حالانکہ ظاہری نصوص دو طرح کی ہیں۔ بعض وہ ہیں جو عام ہیں، عموم پر دلالت کرتی ہیں اور ان کا عموم اپنے کل افراد پر دلالت کرتا ہے۔ مثلاً: کل من علیها فان اس آیت میں لفظ کل عموم کا لفظ ہے، اور من بھی عموم کا لفظ ہے جن کا معنی یہ ہے کہ کل بنی آدم پر فنا آئے گی۔ کوئی بنی آدم فنا سے باہر نہیں ہے۔ اور کل اور من کے الفاظ بنی آدم کے ہر فرد پر مشتمل ہیں۔ بعض آیات وہ ہیں جن میں حرف عموم کل پایا جاتا ہے لیکن وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دلیل کی بناء پر ظاہر کے خلاف بعض افراد پر مشتمل ہوتا ہے بعض پر مشتمل نہیں ہوتا۔
قرآن کریم نے بزبان ہد ہد ملکہ سباء کے متعلق فرمایا: او تیت من کل شی اس کے پاس کل اشیاء موجود ہیں۔ اس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پاس دنیا جہاں کی کل اشیاء ہیں۔ لیکن اس کا ظاہری معنی لینا غلط ہے، اس کے پاس وہ اشیاء ہرگز نہ تھیں جو سلیمانؑ کے پاس تھیں۔ اور آیت کا معنی مراد عقل نے بیان کیا کہ کل سے مراد بعض ہیں۔ اسی طرح کسی قوم پر اللہ نے زبردست آندھی کا عذاب بھیجا اور فرمایا تدمر کل شئی اس نے ہر چیز کو تباہ کر ڈالا۔'' اس آیت کا ظاہری معنی اور عموم کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس آندھی نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان پائی جانے والی ہر چیز کو تباہ کر دیا تھا۔ لیکن یہ ظاہری معنی مراد لینا اور عموم مراد لینا غلط ہے۔ لہٰذا اصل معنی مراد یہ ہے کہ اس بستی کی ہر چیز کو تباہ کر دیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ فیصلہ تو عقل سلیم بھی کر سکتی ہے کہ عموم میں کون شامل ہے اور کون شامل نہیں ہے۔ قرآن کریم کی مذکور دونوں آیات کی تبیین عقل سلیم نے کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ظاہر قرآن ہر شرعی دلیل قرآن، خبر متواتر، خبر واحد، اجماع اور قیاس صحیح کے تحت قابل تاویل ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ظاہری معنی مراد نہیں ہوتا۔ اس عدم علم کی بناء پر حنفیہ نے اکثر اخبار احاد کو ظاہر قرآن کے مخالف رد کر دیا۔ جو ان کی فاش غلطی تھی۔

مثلاً: قرآن کریم نے جن خواتین کے ساتھ نکاح حرام قرار دیا ان میں ایک یہ خاتون ہیں۔

وامھاتکم التی ارضعنکم تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے۔
اس آیت کا سیاق سباق بتاتا ہے کہ یہ آیت حرمت نکاح پر نص ہے۔ اور رضاع اس کا ظاہری معنی ہے۔ جس کے ظاہری معنی سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قطرہ دودھ بھی حرمت رضاع کیلئے کافی ہے۔ یہ آیت کا ظاہری معنی ہے آیت اس معنی پر نص نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی وضاحت کی کہ یہ لفظ رضاع ظاہر پر محمول نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچ سے کم گھونٹ اس میں شامل نہیں ہیں۔ یہ وضاحت آپؐ نے اس اختیار کے تحت کی جو قرآن کریم نے آپ کو دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ قرآن کریم کے مفسر ہیں۔ لہٰذا یہ رسول اللہ ﷺ کے فرائض میں شامل ہے کہ آپ قرآن کریم کی ...... آیات کی تفصیل بیان کریں، یہ بتائیں کہ آیت مطلق ہے یا مقید ہے اور یہ کہ آیت ظاہر پر محمول ہے یا کہ ظاہر پر محمول نہیں ہے۔ اس بارہ میں آپ جو بھی فرمائیں گے وہ قرآن کی تفسیر ہوگی اور وہ تفسیر واجب الاطاعۃ ہو گی کیونکہ وہ قرآنی آیت کے معنی حصہ اور جزء ہے۔ قرآن کریم نے صلوٰۃ قائم کرنے کا حکم دیا۔ آپؐ نے فجر کی دو اور ظہر کی چار رکعت پڑھیں۔ لہٰذا اس کی پیروی اس لئے فرض ہے کہ رکعت کی یہ تعداد اقامت صلوٰۃ کا جزو ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: احل اللہ البیع بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے ہر بیع حلال ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض بیوع کے متعلق فرمایا کہ بیع کی یہ صورتیں حرام ہیں۔ چونکہ ممنوعہ بیوع لفظ بیع کی تفسیر ہیں لہٰذا وہ آیت قرآنیہ کے معنی کا حصہ ہیں۔ اور اس کا جزو ہیں۔ لہٰذا یہ قرآن کی طرح ہی واجب الاطاعۃ ہیں۔ اس لئے ہی قرآن مجید نے فرمایا: ''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی'' یہ نہیں فرمایا کہ ''جس نے اللہ کی اطاعت کی اس نے رسول کی اطاعت کی۔'' اس سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی جو تفسیر رسول اللہ ﷺ فرمائیں وہ قرآن کا معنوی جزو ہوتی ہے۔ اس کے برعکس رسول خدا کے علاوہ جتنے بھی قرآن کریم کے مفسر ہیں ان کی تفسیر محض ایک رائے ہوتی ہے وہ قرآن کے حکم کا حصہ اور جزو نہیں ہوتی، ابوبکرؓ، عمرؓ، ابن عباسؓ بھی قرآن کے مفسر ہیں۔ لیکن ان کی تفسیر حکم قرآن کا جزو نہیں ہے۔ رسول اور غیر رسول کی تفسیر میں یہ بہت بڑا بنیادی فرق ہے۔ جسے نظر انداز کرنے سے بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کے حکم کے خلاف موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کا حکم ماننا بھی حرام ہے۔ اور ہم ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تفسیر کو اس لئے رد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ، مالکؒ، شافعیؒ، ابن حنبلؒ اور جعفر صادقؒ اسے نہیں مانتے۔

علماء حنفیہ کا کہنا یہ ہے کہ خبر واحد ظنی الثبوت اور اکثر اوقات ظنی الدلالۃ ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم قطعی الثبوت ہے اور ظاہر قرآن قطعی الدلالۃ ہے۔ لہٰذا خبر واحد سے نہ قرآن کے عموم کی تخصیص ہو سکتی ہے نہ مطلق کو مقید کیا جا سکتا ہے۔ البتہ خبر متواتر اور خبر مشہور سے ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ قطعی الثبوت ہوتی ہیں۔

احادیث کی غالب اکثریت اخبار احاد پر مشتمل ہے۔ جب گمراہ فرقے روافض، خوارج، جہمیہ و معتزلہ وغیرہ کا ظہور ہوا تو انہوں نے محسوس کیا کہ قرآن کریم سے حسب منشاء معانی اخذ کرنے میں سب سے بڑی رکاوٹ اخبار احاد ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ قرآن کو موم کی ناک بنانے کے لئے خبر واحد کو رستہ سے ہٹا دیا جائے۔ اس غرض کے لئے انہوں نے خبر واحد پر ظنی الثبوت ہونے کا لیبل لگا کر اس کے خلاف طبل جنگ بجا دیا۔ اس طرح قرآن کو حسب منشاء استعمال کرنا آسان ہو گیا۔ ان گمراہ فرقوں میں سے اکثر کوفہ میں پیدا ہوئے ہیں۔ لہٰذا کوفی مکتب فکر کا متاثر ہونا بعید از قیاس نہیں ہے۔ اس بناء پر شعوری یا غیر شعوری طور پر خبر واحد کے خلاف میدان عمل میں اتر آئے، اس سے انہیں یہ فائدہ ہوا کہ ان کی جان ان سب اخبار احاد سے چھوٹ گئی جو ان کے اجتہادات کے خلاف تھیں۔ پھر ریاست کی سرپرستی میں یہ مذہب پھیلا، تو اس خیال کو ایمان کا درجہ حاصل ہو گیا کہ خبر واحد ظنی ہے، ظنی ہے۔ اس سے بچ کر رہنے ہی میں دین و ایمان کی سلامتی ہے۔ اور اس طرح ایک جھوٹ کو دنیا نے سچ مان لیا۔

قرآن کریم نے فرمایا:

﴿ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا﴾

"جب کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لو۔"

یہ آیت خبر واحد کی حجیت کی اصل ہے۔ جب تحقیق کے بعد ثابت ہو جائے کہ خبر دینے والا فاسق ہے نہ فاجر ہے۔ عادل ضابط، صالح اور ثقہ ہے تو اس کی خبر قبول کر لو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ راوی کا ثقہ، عادل وضابط اور صالح ہونا ظن کا فائدہ نہیں دیتا، ظن غالب کا فائدہ دیتا ہے۔ اور ظن غالب کو قبول کئے بغیر دنیا کا نظام چل ہی نہیں سکتا۔ قتل کے مقدمہ میں قاتل کو سزائے موت ایک فرد کی گواہی پر دی جاتی ہے جو ظن غالب کا فائدہ دیتی ہے۔ مثلاً: زید نے بکر کو قتل کر دیا۔ پولیس نے پکڑ لیا۔ زید بے گناہ ہے۔ کیونکہ برآۃ الذمہ کا شرعی اصول اس کے ساتھ ہے، عدالت کے سامنے زید کے خلاف عمرو نے گواہی دی۔ اب زید کا مجرم ہونا ظنی ہے۔ کہ برآۃ الذمۃ کا قانون اس کے ساتھ ہے اور عمرو کی گواہی اس کے خلاف ہے۔ اب عمرو کی گواہی نے ظن پیدا کر دیا کہ زید قاتل ہے۔ اور اصول برآۃ الذمہ نے ظن پیدا کر دیا کہ وہ قاتل نہیں ہے۔ اس کو ظن کہتے ہیں اور اس ظن پر زید کو سزائے موت نہیں دی جا سکتی۔ لیکن جب عمرو کے ساتھ خالد نے بھی زید کے خلاف گواہی دے دی تو عمرو کی گواہی سے جو ظن پیدا ہوا تھا وہ ظن غالب میں بدل گیا اور اصول برآۃ الذمہ کو اس ظن غالب نے ختم کر دیا اور اس ظن غالب کی بنیاد پر عدالت نے زید کو سزائے موت دے دی۔ لہٰذا زید کے خلاف ظن کو ایک گواہ نے ظن غالب میں بدلا ہے۔ اور اس ظن غالب پر عمل کرنا ضروری ہے۔

ایک عورت نے بچے کو جنم دیا۔ مسئلہ پیدا ہو گیا کہ بچہ زندہ پیدا ہوا ہے یا مردہ۔ ہو سکتا ہے زندہ پیدا ہوا ہو، ہو سکتا ہے مردہ پیدا ہوا ہو، یہ محض ظن ہے۔ جب قابل بھروسہ یعنی ثقہ لیڈی ڈاکٹر نے بتایا کہ بچہ زندہ پیدا ہوا تھا تو ظن، ظن غالب میں بدل گیا۔ کسی حادثہ میں باپ اور بیٹا ہلاک ہو گئے۔ وراثت کا مسئلہ پیدا ہو گیا یہ بھی ہو سکتا ہے باپ پہلے مرا ہو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بیٹا پہلے مرا ہو، یہ ظنی بات ہے۔ لیکن جب ڈاکٹر نے بتایا کہ باپ پہلے اور بیٹا بعد میں مرا ہے تو ظن، غالب میں بدل گیا۔ لہٰذا صرف ایک ڈاکٹر کی خبر پر وراثت اس اصول پر تقسیم ہو گی کہ باپ پہلے مرا ہے۔ اگر باپ پہلے مرا ہے تو بیٹا وارث ہے، اگر بیٹا پہلے مرا ہے تو وہ وارث نہیں ہے۔ کروڑوں روپے کی جائیداد صرف ایک ڈاکٹر کی خبر پر تقسیم ہو گی جس نے ظن غالب کا فائدہ دیا تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حنفی مکتب فکر کے لوگ بھی بڑے عجیب ہیں، اپنا یہ حال ہے کہ ان کے مطابق اگر زید کی لونڈی آ کر بکر کو کہہ دے کہ اس کے مالک زید نے اسے آپ کو ہبہ کر دیا ہے تو وہ لونڈی بکر کیلئے حلال ہو جاتی ہے۔ صرف ایک لونڈی کے کہنے پر وہ جس پر حلال تھی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور جس پر حرام تھی اس پر حلال ہو جاتی ہے اور جماعت اہل حدیث کے ساتھ صدیوں سے پھڈا ڈالا ہوا ہے کہ خبر واحد حجت نہیں ہے۔

(۲) دوسرا اصول کوثری مرحوم نے یہ بیان فرمایا ہے:

"ومن اصوله ایضا فی الاخذ بذالك ان لایعارض خبر مثله وعند التعارض یرجح احد الخبرین علی الآخر" (ص ۳۷ حاشیه فقه العراق)

"ایک جیسی دو اخبار احاد ایک دوسری کے خلاف نہ ہوں، اگر ہوں گی تو ایسی صورت میں ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔"

یہ محض دعویٰ ہے جس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ کوئی دو اخبار آحاد ایسی موجود نہیں ہیں جو باعتبار سند و متن صحیح ہونے میں برابر ہوں اور آپس میں نفس مسئلہ میں ایک دوسری کے خلاف ہو۔ ایسی دو احادیث کا دنیا حدیث میں وجود ہی کوئی نہیں ہے۔ یہ احناف وغیرہ کا پرانا طریقہ واردات ہے کہ ایک صحیح حدیث کے مقابلہ میں کوئی ضعیف ترین گری پڑی حدیث اٹھا کر لے آئیں اور کہیں گے یہ دو احادیث ایک دوسرے کی معارض ہیں اور ہم نے اس (ضعیف) حدیث کو ترجیح دی ہے۔ ایک ضعیف حدیث کی صحیح حدیث کے سامنے حیثیت ہی کیا ہے کہ اسے زیر غور ہی لایا جائے۔ اور یہ بزرگان دین اسے معارض بنا دیتے۔ صحیح اور ضعیف حدیث میں کوئی تعارض نہیں ہوتا۔ یا پھر ایک حدیث کے حکم کا محل ہی اور ہوتا ہے۔ دوسرے کے حکم کا محل ہی اور ہوتا ہے۔ جب محل حکم ہی دو مختلف ہیں تو تعارض کیسا۔ یا ایک منسوخ ہوتی ہے اور دوسری محکم ہوتی ہے ان میں تعارض کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ کوثری مرحوم نے دن میں خواب دیکھا ہے کہ دو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم پلہ اخبار آحاد باہم معارض ہو سکتی ہیں۔ ایک ایسا خواب جس کی کوئی عمل تعبیر نہیں ہے۔

(۳) تیسرا اصول یہ ہے کہ:

"اشتراط استدامة الحفظ من ان التحمل الی ان الاداء وعدم الاعتماد وعلی الخطر" (فقه اهل العراق ص ۳۵)

"شرط یہ ہے کہ راوی کو حدیث سننے سے لے کر بیان کرتے تک یاد رہے (اور اگر بھول جائے) تو اس کی لکھی ہوئی حدیث غیر معتبر ہے۔"

یہ دراصل کوئی اصول نہیں ہے کیونکہ نسیان انسانی جبلت ہے۔ انسانی فطرت و جبلت کے خلاف کوئی اصول نہیں بنایا جا سکتا۔ احناف دراصل اصول بناتے نہیں ہیں۔ وہ پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ کون سی حدیث ان کے مسلک کے خلاف ہے۔ پھر وہ سوچتے ہیں کہ کون سا اصول بنایا جائے کہ اس کی آڑ میں حدیث سے گلو خلاصی ہو جائے۔ یہ اصول بھی اس پس منظر میں بنا ہوا ہے۔ فقہ حنفی کا مسئلہ ہے کہ عاقلہ، بالغہ، احرہ مسلمان لڑکی اپنا نکاح بلا اذن ولی کر سکتی ہے۔ لیکن اس کے خلاف حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل فنکاحها باطل فنکاحها باطل"

"جو عورت بلا اذن ولی نکاح کرے گی اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔ اس کا نکاح باطل ہے۔"

اس حدیث کے مرکزی راوی امام زہری ہیں۔ ان کے شاگرد ابن جریج ہیں۔ ایک تیسرا شخص اسمٰعیل بن ابراہیم بن علیہ نے کہا کہ میں نے ابن جریج سے اس حدیث کے بارہ میں پوچھا تو ابن جریج نے کہا کہ زہری سے میں نے پوچھا تھا اور انہوں نے اس حدیث کے بارہ میں عدم علم کا اظہار کیا تھا۔ اسمٰعیل بن علیہ کی اس کہانی کو نعمت غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترتب پا کر احناف نے یہ اصول بیان کر دیا کہ راوی کو حدیث یاد ہونا چاہیے، لہٰذا ہم اسے اپنے اصول کے خلاف ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کر سکتے۔ یہ ہے اس اصول سازی کا سارا پس منظر۔

اس میں اعتراض کا پہلو یہ ہے کہ احناف کو پہلے یہ تو ثابت کرنا چاہیے تھا کہ اسمٰعیل نے ابن جریج کے نام پر جو کہانی بیان کی ہے وہ بھی صحیح ہے کہ غلط ہے۔ لیکن اس طرف سے انہوں نے آنکھیں بند کر لیں۔ اسمٰعیل وہ شخص ہے جو اہل حدیث کے خلاف شدید بغض رکھتا تھا۔ ان سے نفرت کرتا تھا۔ ان کے خلاف تعصب رکھتا تھا۔ امام بسوئی نے اس کے متعلق لکھا۔

اسمٰعیل بن ابراهیم بن علیه ما زال معترضا لاهل الحدیث (ص ۱۳۲)

"اسمٰعیل بن ابراہیم بن علیہ ہمیشہ اہل الحدیث پر معترض رہا۔"

لم یزل ببغضا لاهل الحدیث (ص ۱۳۳) (کتاب المعرفه التعدیل)

"وہ ہمیشہ ان کے خلاف بغض رکھتا تھا۔"

یہ شخص محمد بن شجاع ثلجی کا دوسرا روحانی بھائی ہے۔ ابن شجاع اہل حدیث کو بدنام کرنے کیلئے واہیات احادیث گھڑ کر ان کی طرف منسوب کرتا تا کہ وہ بدنام ہوں۔ اسی سلسلہ میں اس نے اجرا اخیل کی واہیات حدیث وضع کی اور اہل حدیث کی طرف منسوب کر دی۔ اسمٰعیل بن علیہ نے بھی یہ کہانی گھڑی ہے، تاکہ اہل حدیث کے خلاف اظہار بغض کر سکے۔ اس حدیث کو مشکوک بنا دے جو اہل حدیث کے حق میں ہے۔ لہٰذا جب ابن جریج کی طرف منسوب یہ کہانی من گھڑت ہے تو اصول کیا اور اصول پسندی کیسی؟

(۴) چوتھا اصول یہ ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اقتصار تسویع الروایه بالمعنی علی الفقیه مما یراه ابو حنیفة حتما" (ص ۱۳۹)

"ابوحنیفہؒ اس بات کو حتمی قرار دیتے ہیں کہ روایۃ بالمعنی صرف اس راوی (صحابی) کی قبول ہوگی جوفقیہ ہوگا۔"

اس کے بعد حضرت الامامؒ نے ایک حکم نامہ کے تحت تین صحابہ کو (جن کی احادیث فقہ حنفی کے سب سے زیادہ خلاف تھیں) غیر فقیہ ڈکلیئر کر دیا۔ ابو ہرۃؓ، انس بن مالکؓ اور سمرۃ بن جندبؓ۔ اللہ کی شان، حدیث پر ایک وہ وقت بھی آنا تھا کہ جب صحابہ کے فقیہ اور غیر فقیہ ہونے کے فیصلہ جات (امام) ابوحنیفہ رحمہ اللہ نامی شخص نے کرنا تھے۔ جن کی اپنی حدیثی شناخت متنازعہ تھی۔ مگر اللہ بھی بڑا بے نیاز ہے۔ اس نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے ہی منہ سے کہلوایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مفتی ہے اور اس کے فتویٰ کی اتنی بڑی اہمیت ہے کہ اس کے مقابلہ میں حدیث "ولوغ کلب" کی بھی کوئی اہمیت نہیں ہے، غیر فقیہ ابو ہریرہ کی حدیث ناقابل قبول اور غیر فقیہ ابو ہریرہؓ کا فتویٰ دل کا سرور اور آنکھوں کا نور ہے۔ یہ تمام تر تفصیل اس لئے بتائی گئی کہ احناف کے اس دعویٰ کی حیثیت ایک سراب سے زیادہ نہیں ہے کہ فقہاء احناف نے بڑی محنت سے جو اصول بنائے ہیں کہ جو خبر واحد ان کے خلاف ہوگی وہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دی جائے گی۔

جماعت اہل حدیث

سنت اور حدیث کا باہمی تعلق:

اصولی طور پر لفظ سنت کا اطلاق انبیاء خصوصا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ شرعی احکام و مسائل پر ہوتا ہے۔ قربانی کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنة ابیکم ابراهیم یہ تمہارے باپ ابراہیم کی سنت ہے۔ معلوم ہوا ابراہیم خلیل کا عمل سنت تھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد نبوت اور عہد صحابہ میں سنت سے مراد وہ مسائل تھے جو رسول اللہ ﷺ کے قول، فعل اور تقریر سے معلوم ہوتے تھے یہی وجہ ہے کہ قرآن کے بیان کردہ مسائل کو سنت نہیں کہا جاتا۔ قرآن کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال ہی کو سنت کہا جاتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ مسئلہ بیان ہوا کہ چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ چور کے ہاتھ کاٹنے کے مسئلے کو سنت نہیں کہتے۔ کتنی مالیت کا سامان چوری ہو تو ہاتھ کاٹا جائے گا یہ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ ربع دینار یا اس سے زائد مالیت کا سامان چوری ہو تو چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ لہٰذا ربع دینار پر چور کا ہاتھ کاٹنا سنت ہے۔ قرآن مجید میں رکوع سجود کا حکم ہے۔ نماز میں رکوع وسجدہ سنت نہیں کہلاتے۔ رفع الیدین رسول اللہ ﷺ کا عمل ہے لہٰذا رفع الیدین سنت ہے۔ اس سے بخوبی یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ جب قرآن اور سنت کے الفاظ بولے جاتے ہیں تو سنت سے مراد وہ احکام ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے قول وفعل سے معلوم ہوتے ہیں۔

صحاح ستہ کی چار کتب ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ کا نام سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چاروں کتب میں جو مسائل بیان ہوئے ہیں وہ قرآنی احکام علاوہ صرف مسائل میں جو سنت سے ثابت ہوئے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اصول فقہ میں سنت کی جو یہ تعریف کی گئی کہ سنت سے مراد وہ عمل ہے جو نہ فرض ہو نہ واجب ہو تو یہ تعریف شرع میں جو سنت کا معنی ہے اس پہ پورا نہیں اترتی۔ شریعت کی اصلاح میں سنت کا لفظ فرائض و واجبات اور حلال وحرام سب احکام پر مشتمل ہے۔ مثلاً:

بیک وقت خالہ اور بھانجی، چچی اور بھتیجی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ حرمت نکاح کا یہ حکم قرآن مجید میں نہیں ہے۔ یہ حکم سنت سے معلوم ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خالہ اور بھانجی چچی اور بھتیجی کو ایک عقد میں جمع نہ کیا جائے۔ حرمت نکاح کا یہ مسئلہ سنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے معلوم ہوا۔

وہ تمام جانور جو اپنے سامنے والے دانتوں سے شکار کرتے ہیں، شیر، چیتا، بھیڑیا وغیرہ اور وہ تمام پرندے جو پنجے سے شکار کرتے ہیں ان کا گوشت کھانا حرام ہے، اس کا ثبوت سنت سے ہے۔ ربویٰ الفضل تمام سورتیں حرام ہیں ان کا ثبوت سنت سے ہے۔

میت کا بیٹا نہ ہو پوتا ہو تو پوتے کو اس کے مرحوم باپ کا حصہ دینا فرض ہے۔ پوتی کو حصہ دینا فرض ہے۔ میت کا باپ نہ ہو دادا زندہ ہو تو دادا کو حصہ دینا فرض ہے یہ تمام فرائض قرآن مجید سے نہیں سنت سے معلوم ہوتے ہیں۔

دو صحابہ کسی کام کیلئے سفر پر گئے۔ نماز کیلئے پانی نہ ملا کہ وضو کر سکیں۔ تیمّم کیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر اسی دوران انہیں پانی مل گیا۔ ان میں سے ایک نے نماز دوبارہ ادا کر لی اور دوسرے نے اعادہ نماز نہ کیا۔ واپسی پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سارا واقعہ بیان کیا۔ جس صحابی نے نماز دوبارہ نہ پڑھی تھی اسے فرمایا: اصبت السنة واجزاتك صلوتك تم نے سنت کے مطابق کیا۔ پہلی نماز سے تمہارا فرض ادا ہو گیا۔" اور دوسرے سے فرمایا لك الاجر مرتين دو مرتبہ اجر ملے گا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ "سنت" اس قول و فعل کا نام ہے جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔

حدیث:۔ حدیث دراصل اس ذریعہ کا نام ہے جس سے سنت رسول اللہ ﷺ ثابت ہوتی ہے، مثلاً: سمندر کے پانی سے وضو کرنا مسنون ہے۔ اس کا ثبوت وہ حدیث ہے جو کتب حدیث میں مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: الماء طہور "سمندر کا پانی پاک ہے۔" اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سمندر کے پانی سے وضو کرنا سنت ہے۔ نماز میں رفع الیدین کرنا سنت ہے۔ اس کا ثبوت وائل بن حجرؓ کی وہ حدیث ہے جو اس بارہ میں مروی ہے۔ سنن اربعہ کی کتب ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ کے ابواب مسائل پر مشتمل ہیں اور احادیث کو بصورت ثبوت پیش کیا۔ اس ضمن میں امام بخاریؒ کی کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بخاری کا نام بڑا فکر انگیز ہے۔ آپ نے اپنی کتاب کا نام رکھا۔ "الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ" اس نام میں امام بخاری نے فرمایا کہ بخاری احادیث رسول اور سنن رسول ﷺ کے مجموعہ پر مشتمل ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث اور سنت میں فرق ہے۔ ورنہ علیحدہ علیحدہ ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ لہٰذا سنت وہ شرعی حکم ہے جو حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ تاہم حدیث اور سنت چونکہ لازم وملزوم ہیں۔ سنت کا اثبات حدیث پر موقوف ہے لہٰذا بالعموم انہیں ہم معنی سمجھ کر حدیث کو سنت سنت کو حدیث بھی کہہ دیا جاتا ہے۔

حدیث کا رسول اللہ ﷺ کے اقوال وافعال پر اطلاق عہد نبوت اور عہد صحابہ میں معروف ومشہور تھا۔ طبرانی میں روایت ہے۔ یزید بن حبان کہتے ہیں۔

"انطلقت انا وحصين بن سبرة وعمرو بن مسلم الى زيد بن ارقم فلما جلنا اليه قال حصين بن سيرة يا زيد رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعت حديثه وغزوت معه

"میں، حصین بن سبرۃ اور عمرو بن مسلم زید بن ارقم کے پاس گئے۔ بیٹھنے کے بعد حصین بن سبرۃ نے کہا! اے زید آپ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے، آپ کی حدیث سنی ہے اور آپؐ کے ساتھ جہاد کیا ہے۔"

اس طرح کی اور کئی روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث کا لفظ عام طور پر اقوال رسول کیلئے صحابہ میں مستعمل تھا۔

خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے ارشاد کو "حدیث" کہا ہے۔ معجم کبیر طبرانی میں حضرت زید بن ثابت سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"نضرالله امرا سمع منا حديثا فحفظه فبلغه فرب حامل فقه ليس بفقيه"

"اللہ اس شخص کے چہرے کو شاداب کرے جس نے علم سے حدیث سنی،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے یاد کیا پھر اسے دوسروں تک پہنچایا، بعض اوقات حامل فقہ غیر فقیہ ہوتا ہے۔"

زید بن ارقم سے ہی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"رحم الله رجلا سمع مقالتي فبلغها فرب حامل فقه غير فقه ورب حامل فقه الى من هو افقه منه"

"اللہ اس شخص پر رحمت نازل فرمائے جس نے میری بات سنی پھر دوسرے تک پہنچائی۔ بعض اوقات حامل فقہ غیر فقیہ ہوتا ہے اور حامل فقہ سے دوسرا زیادہ فقیہ ہوتا ہے۔"

عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"انی احدثکم بحدیث فلیحدث الحاضر الغائب" (کتاب المعرفة والتعدیل از بسویؒ ص ۳۴۰)

"میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں (جو سنے) اسے چاہئے کہ اس تک پہنچا دے جس نے مجھ سے نہیں سنی۔"

ان روایات کی روشنی میں اس بارہ میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا کہ حدیث رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خود اپنی بیان کردہ اصطلاح ہے۔ اور صحابہ اس سے بخوبی آگاہ تھے۔ مذکورہ بالا دو احادیث میں فقہ، فقیہ اور افقہ کے الفاظ بھی مذکورہ ہیں جن سے بعض ھوئی پرستوں نے اس وقت فقہاء، اربعہ کی مروجہ فقہ مراد لے کر مغالطہ آمیزی وفکری کج رویہ کا مظاہرہ کیا ہے۔ ان احادیث میں لفظ فقہ اور فقیہ سے نہ فقہ حنفی، مالکی، شافعی، و حنبلی مراد ہے نہ ائمہ اربعہ کی فقات سے ان کا کوئی تعلق ہے۔ لفظ فقہ کا معنی حدیث ہے اور حدیث کا تعلق یادداشت سے ہے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث اور فقہ کو مترادف الفاظ میں استعمال کر کے واضح کر دیا کہ ساری فقہ حدیث میں ہی ہے، اور ہر وہ شخص جو میری حدیث سنتا ہے وہ فقیہ ہے، یہ حدیث دلیل ہے کہ ہر محدث فقیہ ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری بات آپ نے یہ بیان فرمائی کہ مجھ سے حدیث سن کر دوسروں تک پہنچا دو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ حدیث سننے والے سے اس شخص کی یادداشت زیادہ قوی ہو اور وہ حدیث کو یاد رکھے بہ نسبت اس کے جس نے اسے حدیث پہنچا لی ہے۔

ان احادیث سے یہ ایمان افروز نکتہ بھی معلوم ہوا کہ چونکہ حدیث میں فقہ ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ ساری فقہ حدیث میں موجود ہے لہٰذا فقہ الحدیث کو ہی شریعت میں اہمیت ہے اور یہ کہ جسے احادیث بکثرت یاد ہوں گی وہی فقہ الحدیث کا امام ہوگا، ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر محدث فقیہ ہے اور ہر فقیہ محدث نہیں ہے۔ اسی لئے جمال الدین قاسمیؒ نے حیاۃ البخاری میں فرمایا:

''یہ بات تحقیق سے ثابت ہو چکی ہے کہ کوئی مشہور محدث ایسا نہیں ہے جو فقیہ نہ ہو۔''

خطیب بغدادی نے اپنی کتاب ''الفقیہ والمتفقہ'' میں یہ واقعہ لکھا ہے، امام وکیعؒ کہتے ہیں کہ:

''میری ابوحنیفہؒ کے ساتھ سرراہ ملاقات ہوگئی۔ آپ نے مجھے کہا: کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ آپ (علم) حدیث چھوڑ کر فقہ کا علم حاصل کریں۔ میں نے کہا: کیا ساری کی ساری فقہ حدیث میں نہیں ہے؟ کہنے لگے اچھا تو پھر بتاؤ کہ شوہر بچے کی نفی کر دے تو کیا کیا جائے گا۔ میں نے کہا حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حمل پر لعان کرایا۔ اس کے بعد جب وہ مجھے آتا ہوا دیکھتے تو راستہ بدل لیتے۔''

قرآن کریم نے سورۃ التوبہ میں فرمایا:

''فلولا نفر من کل فرقۃ طائفۃ منھم لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم''

''ہر گروہ میں سے ایک جماعت کیوں نہیں نکلی کہ وہ دین میں تفقہ حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کریں اور جب واپس جائیں تو اپنی قوم کو ڈرائیں ۔۔۔‘‘

آیت میں دین میں تفقہ حاصل کرنے کی ترغیب دی گئی ہے، اور دین صرف قرآن اور حدیث ہے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حدیث کو فقہ کہا ہے۔ علم حدیث کو تفقہ فی الدین قرار دیا ہے۔ آیت کے آخر میں فرمایا: ’’تاکہ واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرائیں۔‘‘ انذار کریں۔ انزار صرف اور صرف قرآن کریم سے اور رسول اللہ سے ہی ہوتا ہے۔ کوئی چھوٹا بڑا امام نہ نذیر ہے نہ بشیر ہے۔ لہٰذا ائمہ کی فقہ پر اس آیت کو چسپاں کرنا جہالت ہے یا تجاہل عارفانہ ہے، اسی طرح وہ مشہور حدیث جس میں آپؐ نے فرمایا:

’’جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی فقہ عطا کر دیتا ہے۔‘‘

اس امر کی مظہر ہے کہ فقہ قرآن اور حدیث کا نام ہے کیونکہ دین صرف قرآن اور حدیث ہیں۔

امام بخاری جب سن شعور کو پہنچے طلب حدیث کیلئے بلاد و امصار کے سفر کیے اور اسلامی دنیا پر نگاہ ڈالی تو انہوں نے بشدت محسوس کیا کہ اس دور میں حدیث لاوارث ہو چکی ہے، اس کا کوئی وارث نہیں ہے۔ جس کا جی چاہتا ہے اسے راہ کا روڑہ سمجھ کر ٹھوکر مار کر گزر جاتا ہے۔ دوسری بات انہوں نے محسوس کی کہ فقہ الحدیث کا بستہ بند کر کے ہر فرقے نے فقہ میں ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ علیحدہ بنا لی ہوئی ہے۔

فقہ جعفریہ نے حدیث اور سنت کا مفہوم و معنی ہی بدل کر رکھ دیا۔ ان کے نزدیک فقہ کا مفہوم یہ ہے کہ ’’ائمہ معصومین‘‘ کے اقوال کی بعینہٖ وہی حیثیت ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اقوال وارشادات کی ہے۔

فقہ مالکیہ میں حدیث کے مقابلہ میں عمل اہل مدینہ کو ترجیح حاصل ہے۔

فقہ حنفیہ میں حدیث کو خود ساختہ اصولوں پر قربان کر دیا جاتا ہے اور اس بارہ میں پک اینڈ چوز (Pick+Chose) کا طرز عمل اختیار کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہ مالکیہ کو اندلس میں اموی ریاست کی سرپرستی ملی تو حنفی فقہ کو سلطنت عباسی میں بنو عباس، سلطنت عثمانیہ میں عثمانیوں، نورالدین زنگی کی حکومت اور ہندوستان میں بادشاہوں کی سرپرستی ملی۔ جس کی وجہ سے انہیں فروغ ملا۔ بنو عباس اور بنو امیہ کی سرپرستی سے ان مکاتب فکر کے عیوب کی پردہ پوشی میں اہم کردار ادا کیا۔

خوارج نے احادیث کو اہمیت کو اپنے کاغذات سے بالکل ہی خارج کر دیا۔ جہمیہ معتزلہ نے حدیث پر عقل حاکم اعلیٰ بنا دیا۔

ایسی صورت حال میں امام بخاری نے محسوس کیا کہ احادیث پر مشتمل کتاب لکھتے وقت یہ واضح کر دیا جائے کہ دین میں حدیث کی اہمیت کیا ہے۔ امام بخاری نے صحیح بخاری کا آغاز اس طرح کیا۔

کتاب الوحی وحی کے بارہ میں مسائل

وحی ایک ایسا لفظ ہے جو الہام پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور وحی نبوت پر بھی بولا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ وضاحت ضروری تھی کہ رسول اللہ ﷺ پر جو وحی نازل ہوئی وہ وحی نبوت تھی۔ لہٰذا باب، باندھا۔ کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ رسول ﷺ پر پہلی وحی نبوت کا آغاز کیسے ہوا؟۔ اس کے ثبوت میں کہ آپؐ پر وحی نبوت نازل ہوئی تھی۔ امام بخاری نے یہ آیت مبارکہ پیش کی۔

”انا اوحینا الیك كما اوحینا الی نوح والنبیین من بعده“

”بلاشبہ ہم نے آپ کی طرف ویسی ہی وحی کی جس طرح کی وحی ہم نے نوحؑ اور اس کے بعد کے انبیاء پر وحی کی۔“

نوحؑ اور بعد کے انبیاء پر بلاشبہ وحی نبوت نازل ہوئی تھی۔ اس آیت پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ نوح علیہ السلام، اسمٰعیل علیہ السلام، اسحاق، یعقوب اور یوسف علیہم السلام ہود، صالح اور لوط علیہم السلام اور سلیمان علیہ السلام کو کوئی کتاب نہ ملی تھی۔ لیکن ان سب پر وحی نبوت نازل ہوئی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی پر کتاب کے علاوہ بھی وحی نبوت نازل ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور جن انبیاء کرام کو کتاب ملی مثلاً: ابراہیم علیہ السلام کو صحائف، داؤد علیہ السلام کو زبور، موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ، عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل لیکن ان کو یہ کتب کتابی صورت میں ایک دفعہ ہی ملی تھیں۔ جبکہ نبوت انہیں یہ کتابیں ملنے سے پہلے ہی مل چکی تھی۔ اور کتابیں ملنے کے بعد بھی ان کی نبوت ختم نہ ہوئی۔ ان کے بعد بھی ان پر وحی نبوت نازل ہوتی رہی جو کتابوں کے علاوہ تھی۔ جب اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ آپ پر وحی نبوت پہلے انبیاء کی طرح نازل ہوئی ہے تو بلاشبہ ثابت ہوا کہ آپؐ پر کتاب یعنی قرآن کے علاوہ بھی وحی نبوت نازل ہوتی رہی ہے۔ اور اس وحی نبوت کا نام سنت اور اس کے ثبوت کا نام حدیث ہے۔ اگر قرآن کے علاوہ کسی صورت میں وحی نبوت کا آپ پر نزول نہ ہوتا تو (معاذ اللہ) اللہ کا یہ کہنا غلط قرار پاتا ہے کہ آپ پر اللہ نے نوح کی طرح کی وحی نازل کی ہے کیونکہ نوحؑ کو تو کوئی کتاب نہ ملی تھی۔

اس طرح امام بخاری نے احادیث لکھنے سے بتایا کہ حدیث وحی نبوت کا اسی طرح ایک اہم حصہ ہے جس طرح قرآن وحی نبوت کا حصہ ہے۔ اسی طرح امام بخاریؒ نے ایک طرف ہر باطل فرقے کا بطلان ثابت کر دیا۔ اگر علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، علی بن حسین، موسیٰ کاظم اور جعفر صادق کے افعال و اقوال اسی طرح ہی واجب الاطاعت ہیں، اسی طرح ہی حدیث اور سنت ہیں جس طرح آپؐ کے اقوال و افعال اور آپ کی سنن اور احادیث میں تو ماننا ہوگا کہ ان ائمہ کرام پر وحی نبوت نازل ہوئی تھی اور اگر وحی نبوت نازل نہ ہوئی تھی تو ان کے ارشادات مثل سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں۔

اگر امام ابوحنیفہ، شافعی، اور ابن حنبل اور داؤد ظاہری کے اقوال و فتاویٰ، اجتہادات، قیاسات کی حیثیت وہی ہے جو سنت رسول کی ہے تو وہ وحی نبوت سے سرفراز ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو سنت اور حدیث کے مقابلہ وہ غلط ہیں۔

اگر جہمیہ، معتزلہ اور علماء متکلمین کی عقل وحی نبوت ہے تو وہ سب نبی اور رسول ہیں اور وحی نبوت نہیں ہے تو وحی نبوت ان کی عقل کی حاکم ہے وہ اس کی محکوم ہے۔ علی ھذا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

القیاس ہر فرقہ یا تو دعویٰ نبوت کرے یا وحی نبوت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے۔ حدیث سنت وحی نبوت سے لہٰذا ہر مسئلہ میں یہ بالادست ہے۔ ہر چھوٹے بڑے امتی کی رائے پر اسے فوقیت حاصل ہے۔ امام بخاریؒ نے واضح کر دیا کہ قرآن کریم کے ارشاد مبارک کی روشنی میں شریعت منزلہ صرف قرآن اور حدیث ہیں۔ ان کے سوا اور کوئی شریعت منزلہ نہیں جس کا کوئی مسلمان پابند ہو۔ دوسری بات یہ واضح کی کہ وہ اپنی کتاب میں جن احادیث کو کتابی صورت میں جمع کر رہے ہیں وہ اور دیگر صحیح احادیث جو اس میں مذکور ہیں وہی شریعت اسلامیہ کی اساس اور بنیاد ہیں پوری کی پوری شرع کا مرکز و محور ہیں۔ تمام عقلیات و کشفیات رسول اللہ ﷺ کے بیان و کلام کے تابع ہیں۔ اگر صحیح احادیث نہ ہوتیں تو قرآن بازیچہ اطفال بن جاتا۔ اس کی روح مسخ ہو کر رہ جاتی۔ عقلِ سلیم قرآن و سنت ہیں۔ ان کے خلاف صرف ابلہ فریبی اور سفلہ پن ہے شریعۃ منزلہ کا جس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ امام بخاری نے اسی لئے باب بدءالوحی کے بعد یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انما الاعمال بالنیات ''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔'' ان کی نیت کسی امام، مجتہد، اور فقیہ یا کسی خاص مسلک کی خدمت کرنا نہیں ہے بلکہ ان کی نیت براہ راست قرآن کی خدمت کرنا ہے جو حدیث کی خدمت ہی سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ حدیث کو پس پشت ڈال کر قرآن کے ''خدمتگار'' تو بہت گذرے ہیں۔ امام بخاری نے اپنی اس بات کو عملاً ثابت کیا۔ فرقہ وارانہ عصبیت سے بالاتر ہو کر، کسی ذہنی تحفظ کے بغیر ہر فرقہ شیعہ، حنفی، مالکی، شافعی کے ان راویوں سے حدیث اخذ کی جو ان کی شرائط پر پورا اترتے تھے:

اس تفصیل سے دو امور واضح طور پر سامنے آتے ہیں:

(۱) حدیث اور سنت کے الفاظ شرعی اصطلاح ہیں۔ یہ دونوں عہد نبوت اور عہد صحابہ میں ایک مخصوص معنی میں بکثرت مستعمل تھے صحابہ ان کے معنی و مطلب سے بخوبی آگاہ تھے۔ مزید برآں کہ حدیث کا لفظ سنت کے لفظ سے زیادہ جامع ہے۔ لفظ حدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنہ کا مظہر ہے۔ اس میں راوی، مروی عنہ اور روایت کا علم شامل ہے۔ طبرانی میں ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللھم ارحم خلفائي قلنا یا رسول الله صلی الله علیه وسلم من خلفاء ك قال الذین یروون احادیثي و لعلمونها الناس"

''اے اللہ! میرے جانشینوں پر رحمت نازل فرما۔ ہم نے پوچھا آپؐ کے جانشین کون ہیں، فرمایا: جو میری احادیث روایت کرتے ہیں اور ان کی تعلیم لوگوں کو دیتے۔''

لہٰذا حدیث کا لفظ سنۃ اور روایت دونوں پر مشتمل ہے۔ یہ بات غلط طور پر مشہور ہے کہ ''روایت اور درائت'' روایت ہی درایت ہے۔ راوی کے حالات کا تفحص، اس کے ثقاہت و عدالت کے معیار کو جانچنا، اس کے عادل یا غیر عادل ہونے پر بحث کرنا، روایت کے متصل و حسنہ ہونے یا منقطع ہونے کی تحقیق کرنا یہ درایت ہے۔ لہٰذا حدیث میں جو سند کا پہلو ہے اس پر غور و فکر کرنا درایت ہے۔ درایت کا یہ معنی نہیں کہ کن عقلی و قیاسی دلائل سے حدیث کو رد کیا جا سکتا ہے۔ اس پس منظر میں تمام صحابہ اہل حدیث تھے۔ انہوں نے یہ لقب استعمال نہ کیا کہ اس کی فرصت ہی نہ تھی۔ کیونکہ اس وقت ایسی کوئی فرقہ واریت نہ تھی جو بعد میں پیدا ہوئی کہ انہیں خود کو ممتاز کرنے کیلئے یہ لقب خصوصی طور پر استعمال کرنا پڑتا سب بالاتفاق عامل بالحدیث تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرحوم کی جدہ دادی یا نانی آئی اور میت کی وراثت میں سے ماں کا حصہ مانگا جو مرحومہ ہو چکی تھی۔ آپ نے فرمایا: قرآن کریم میں تو تمہارا کوئی حصہ بیان نہیں کیا گیا۔ قرآن کریم میں تو صرف ماں کا حصہ مقرر ہے۔ جدہ کا نہیں ہے۔ پھر آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ جدہ کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی فیصلہ کسی کے علم میں ہے۔ ایک صحابی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جدہ کو میت کی ماں کی عدم موجودگی میں ماں کا حصہ دیا تھا۔ آپ نے فوراً اسے حصہ دے دیا۔ پھر حضرت عمرؓ کے عہد خلافت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ایک جدہ آ گئی اور میت کے ترکہ سے حصہ مانگا۔ صحابی نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جدہ کو حصہ دیا تھا اور ابوبکرؓ نے بھی دیا تھا۔ جدہ کا لفظ دادی اور نانی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے وضاحت مانگی تو صحابی نے کہا مجھے یہ علم نہیں کہ وہ نانی تھی یا دادی تھی۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''میں حصوں میں اضافہ تو نہیں کر سکتا۔ لیکن نانی اور دادی کو (چونکہ دونوں جدہ کہلاتی ہیں) میت کی مرحومہ ماں کے حصہ میں برابر کا شریک کر دیتا ہوں۔ یہ ہے وہ سنۃ خلفاء راشدین جس کے بارہ میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس کی پیروی کرو۔ خلفاء راشدین شرعی احکام میں کمی بیشی نہیں کر سکتے۔ پانچ کی بجائے نمازیں چار یا چھ نہیں کر سکتے۔ جتنی تعداد میں قرآن کریم نے ورثاء کے فرض حصے بنائے ہیں ان میں کمی بیشی نہیں کر سکتے لیکن حضرت عمرؓ نے اور ابوبکرؓ نے جدہ کو حصہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی بنیاد پر دیا۔ خود نانی اور دادی کو ماں پر قیاس کر کے حصہ نہیں دیا۔ بلکہ صاف جواب دے دیا کہ تمہارا قرآن میں کوئی حصہ مقرر نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی نانی کو دادی یا دادی کو نانی پر قیاس کر کے انہیں ماں کے حصہ میں شریک نہیں بتایا بلکہ جدہ کے مشترک لفظ کی وجہ سے بنایا ہے جس کی اصل ثابت تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے جدہ کو ماں کا حصہ دیا تھا۔

یہ عمل بالحدیث بھی ہے اور فقہ الحدیث بھی ہے۔ لہٰذا صحابہ اہل حدیث تھے اور فقہ الحدیث کے بانی تھے۔

دوسرا اہم مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ واجب العمل اور واجب الاطاعت وہ بیان اور وہ تفسیر ہے جو رسول اللہ ﷺ کرتے ہیں، فرض کریں کہ ظاہر قرآن اور رسول اللہ ﷺ نے جو تفسیر بیان کی ہے اس میں تضاد ہے۔ تو فیصلہ کن حیثیت تفسیر کی ہے ظاہر قرآن کی نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کی تفسیر کرنا منصب رسالت کی ذمہ داری ہے۔ اگر ظاہر قرآن کو لیا جائے گا اور رسول کی تفسیر کو نظر انداز کر دیا جائے گا تو رسالت کی کوئی اہمیت نہ رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی۔ جب قرآن کی تفسیر کرنا رسالت کے فرائض منصبی میں شامل ہے تو امت کے فرائض میں اس کی اطاعت کرنا بھی شامل ہے اور یہی وہ اطاعت ہے جس کا حتمی تقاضا قرآن مسلمانوں سے کرتا ہے۔ اگر قرآن کہتا ہے زنا، اکل بالباطل، اور شرک حرام ہے۔ اور میتہ، دم مسنوح حرام ہیں اور رسول کریم بھی ان اشیاء کو حرام کہتے ہیں تو اس میں رسول کی اطاعت کا تو کوئی پہلو نہیں ہے۔ رسول کی اطاعت کا پہلو اس وقت سامنے آتا ہے جب وہ آیات کے احکام کی تفسیر کرتا ہے۔ قرآن نے بتایا ربوٰی حرام ہے۔ رسول نے بتایا کہ ربوٰی کی کونسی صورتیں حرام ہیں کون سی حرام نہیں ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے بتایا کہ بیع سلم سودی ہونے کے باوجود ایک جائز اور حلال بیع ہے۔ شرعی فیصلہ اس حدیث پر ہوگا قرآن کے عموم پر نہیں ہوگا۔ اطاعت رسول یہ ہے کہ بیع سلم کو سودی ہونے کے باوجود جائز بیع قرار دیا جائے۔ قرآن کریم نے فرمایا امھاتکم التی ارضعنکم تمہارے لئے ان ماؤں سے نکاح کرنا حرام ہے۔ جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک یا دو گھونٹ دودھ پینے سے عورت کے ساتھ نکاح حرام نہیں ہوتا۔ فیصلہ کن حیثیت اس تفسیر کی ہے۔ نہ کہ لفظ رضاع کے لغوی معنی کی۔

وراثت کے قانون ظاہری میں جدہ (دادی و نانی) ماں کے قائم مقام نہیں ہیں۔ اسی لئے ابوبکرؓ نے پہلے جواب میں صاف صاف جدہ کو بتا دیا کہ قرآن میں تمہارا کوئی حصہ مقرر نہیں ہے لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے "ماں" کے لفظ کی تفسیر میں بتایا کہ دادی نانی ماں کے قائم مقام ہیں تو فیصلہ رسول اللہ ﷺ کی تفسیر پر ہوگا نہ کہ قرآن کے لفظ الام پر۔

اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ صحابہ میں رسول اللہ ﷺ موجود رہے۔ ان کی موجودگی میں قرآن کریم نازل ہوا۔ وہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے مستفیض ہوئے لہٰذا دوسری ناقابل تردید حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اجتماعی حیثیت میں قرآن فہمی میں کوئی غلطی نہیں کی۔ وہ سراسر حق پر تھے۔ قرآن کریم نے فرمایا محمد رسول اللہ والذین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معہ...... محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے ساتھ ہیں، یہ آیت بتاتی ہے کہ کوئی صحابی شریک رسالت نہ تھا۔ رسالت میں محمد ﷺ لاشریک تھے۔ لیکن صحابہ کا اعزاز یہ ہے اور اس میں وہ منفرد ہیں کہ وہ سفر رسالت کے ہمسفر ہیں۔ لہٰذا صحابہ کا مسائل میں جو اجتماعی نکتہ نظر ہے وہی مشعل راہ، نور ہدایت اور صراط مستقیم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب فرمایا کہ: میری امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی ان میں سے صرف ایک جماعت نجات پائے گی تو صحابہ نے پوچھا: وہ کونسی جماعت ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ما انا علیہ واصحابی جس پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔'' یہ بڑا ہی بلیغانہ ارشاد ہے: آپ نے اصحابی پر بات ختم کر دی، اس سے معلوم ہوا کہ قرآن وسنت، اجماع صحابہ کی پیروی میں یقینی نجات ہے اور جس مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہو جائے تو بغیر کسی ذہنی و فقہی تحفظ کے اس میں دلائل کی اساس پر ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گی، اور اگر کسی عصبیت کی حمایت میں ترجیح دی جائے گی تو یہ صورت باعث نجات نہ ہوگی۔ ان ارشادات نبوی کی روشن میں جو مسلمانوں کیلئے دستورالعمل مسلمانوں کیلئے وضع کیا گیا ہے وہ یہ ہے:

کتاب وسنت۔ اجماع صحابہ اور اختلاف صحابہ کی صورت میں ترجیح۔

مسائل شرعیہ معلوم کرنے کیلئے یہ صحابہ کا دستور اور طریق کار تھا اور بالکل یہی اصول اور طریق کار اہل حدیث کا ہے۔ اس بناء پر اہل حدیث جماعت صحابہ کے اصول و نظریات کے تسلسل کا نام ہے۔ یہ کوئی اصطلاحی فرقوں کی طرح فرقہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کے تمام فرقے حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی ظاہری اثنا عشری، زیدی توحید کے بارہ میں وہ عقیدہ اور تصور نہیں رکھتے جس پر کتاب وسنت، اور اجماع صحابہ ہے۔ صرف جماعت اہل حدیث واحد جماعت ہے جس کا عقیدہ توحید وہی ہے جو صحابہ کا اجماع عقیدہ تھا۔

صحابہ اور اہل حدیث کا متفق علیہ عقیدہ توحید یہ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ یکتا ہے اس کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہے، وہ اپنی ازلی صفات سے موصوف ہے، اور لیس کمثلہ شئی

کوئی فرقہ بحیثیت مجموعی صحابہ کرام کے اس عقیدہ توحید پر پورا نہیں اترتا۔ صرف جماعت اہل حدیث کو یہ لازوال اعزاز اور سعادت نصیب ہوئی کہ اس نے تجہم و اعتزال اور علم کلام کے ظلمات میں بھی اسے جلائے رکھا اور عقل ناتواں کے طوفانوں میں بھی اس چراغ مصطفوی کو بجھنے نہ دیا۔ کوڑے کھائے، آہن و فولاد کی زنجیروں کو زیور سمجھ کر پہنا، قید ہوئے مگر اس پر آنچ نہ آنے دی۔ سب فرقے عقل عیار کے بت کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے مگر اہل حدیث ڈٹ کر کھڑے رہے، جب بھی ان کی پشت پر کوڑا پڑتا تو ان کی زباں سے ایک ہی صدا بلند ہوتی۔ ایتونی بکتاب اللہ او سنة رسولہ کوئی آیت سناؤ کوئی حدیث بتاؤ ہم فوراً مان جائیں گے کہ ہم عقیدے میں عقل کو حاکم اعلیٰ تسلیم نہیں کرتے۔ دوسرے فرقوں نے کیا کیا؟ سب سے پہلے عقائد کو عقل عیار کے حوالہ کیا۔ اس نے توحید کا پر جمال چہرہ ہی بگاڑ دیا۔ سب فرقوں نے کیا کیا گل کھلائے اس کے تفصیلی بیان کا یہ موقع نہیں کہ بات طویل ہو جائے گی۔ صرف ایک فرقہ حنفیہ کا ذکر ہی کافی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

عقائد میں احناف تین بڑے فرقوں میں تقسیم ہیں۔ اشعری، ماتریدی اور کرامی۔ کرامیہ کو بھی چھوڑیں کہ غیر معروف ہیں۔ برصغیر پاک و ہند اور افغانستان و ملحقہ ممالک کے تمام احناف عقیدۃ ماتریدی ہیں۔ افریقہ و عرب میں اکثریت اشعریوں کی ہے۔ ان کا عقیدہ توحید یہ ہے کہ قرآن دو ہیں ایک قرآن ماننا عقیدہ توحید کے خلاف ہے۔ ایک قرآن وہ ہے جو کلام اللہ ہے۔ وہ غیر مخلوق ہے۔ وہ مسلمانوں کے پاس نہیں ہے اور نہ اس تک انسان کی رسائی ہے۔ وہ قرآن ایسا ہے کہ سورہ قل ھو اللہ احد اور سورۃ تبت یدا ابی لہب وتب ایک ہی ہیں۔ الحمد للہ رب العلمین اور لعنة اللہ علی الکاذبین دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ دوسرا قرآن وہ ہے جسے ہم نماز میں پڑھتے ہیں۔ اسے چومتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ اس کے لمس سے آنکھوں کی ٹھنڈک حاصل کرتے ہیں اس کی قسمیں اٹھاتے ہیں۔ مگر ہم یہ سب کام بے وقوفی کی بنا پر کرتے ہیں کہ ہم سمجھتے ہیں یہ کلام اللہ ہے جبکہ یہ کلام اللہ نہیں ہے۔ اس وقت جو مسلمانوں کے پاس قرآن ہے کوئی حنفی خواہ اشعری ہو یا ماتریدی اسے کلام نہیں مانتا اگر مان لے گا تو اس کی توحید کا خانہ خراب ہو جائے گا۔ کیا محترم علماء احناف کی نظروں سے ان کے متکلم اعظم علامہ سعد الدین تفتازانی رحمہ اللہ کی شرح عقائد نسفی کی یہ عبارت کبھی نہیں گزری کہ لا يقال القران غير مخلوق یہ مت کہو کہ قرآن غیر مخلوق ہے۔'' بلکہ یوں کہو القران كلام الله غير مخلوق قرآن کلام اللہ غیر مخلوق ہے مطلب واضح ہے کہ ایک قرآن وہ ہے جو کلام اللہ ہے وہ غیر مخلوق ہے۔ وہ قرآن جو کلام اللہ ہے دنیا میں موجود نہیں ہے۔ وہ اللہ نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے۔ دوسرا قرآن وہ جو اللہ نے بندوں کو دیا ہے وہ اللہ کا کلام نہیں ہے وہ مخلوق ہے۔

توحید کا ایک یہ تصور ہے، دوسرا تصور قرآن کریم نے پیش کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا:

''اگر کوئی مشرک رب سے پناہ کا طلب گار ہو تو اسے پناہ دیں کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔''

خداوند برتر کو دنیا میں موجود قرآن کو کلام اللہ کہتے ہیں اور تفتازانی فرماتے ہیں یہ قرآن کلام اللہ نہیں ہے۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کو حنابلہ کو برا بھلا کہنے سے فرصت نہیں ملی اور موصوف یہ بتانا بھول گئے کہ قرآن کریم کی جائے پیدائش کون سی ہے، اگر بتا دیتے تو مسلمانوں پر ان کا احسان عظیم ہوتا۔ وہ اس طرح کہ جو مخلوق ہو گا اس نے ایک دن ضرور مرنا بھی ہے۔ اس طرح مسلمان اس کا عظیم الشان مزار بنا کر ثواب دارین پا لیتے۔ ابوالہذیل علاف بہت بڑا معتزلی تھا۔ اس کے نام پر معتزلہ کا ایک بڑا فرقہ ھذیلیہ بنا ہے۔ علامہ تفتازانی رحمہ اللہ کی طرح خود کو بڑا متکلم سمجھتا تھا۔ ایک دن ایک عام سی عقل والے شخص نے اس سے قرآن کے بارہ میں پوچھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس نے ترت جواب دیا کہ قرآن مخلوق ہے۔ اس آدمی نے پوچھا: اگر مخلوق ہے تو کیا اس پر موت واقع ہوگی یا نہ ہوگی؟ اس پر موت واقع ہوگی۔ علاف نے جواب دیا۔ اس آدمی نے پوچھا۔ اس پر کب موت آئے گی؟ علاف نے کہا: جب اس کے پڑھنے والے مر جائیں گے۔ اس آدمی نے کہا: جب سب پڑھنے والے مر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ یہ آیت پڑھیں گے لمن الملك اليوم علاف شرمندہ ہوکر کہنے لگا مجھے کچھ پتہ نہیں ہے۔

بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ علاف کی طرح تفتازانی رحمہ اللہ بس کہے جا رہے ہیں۔ کچھ پتہ نہیں کیا کہہ رہے ہیں نہ نتائج کی پرواہ نہ عواقب کی فکر، نہ ان کے پاس کوئی آیت نہ حدیث اور نہ صحابہ کرام کا قول لیکن کہے جا رہے ہیں کہ جو قرآن کو غیر مخلوق کہے گا اس کی توحید میں خرابی پیدا ہو جائے گی۔

اسی طرح اللہ عزوجل کے بارہ میں لا مکاں کا لفظ شاعر، ادیب اور علماء بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ یہ بھی جہمیہ اور معتزلہ اور متکلمین کے نزدیک توحید باری تعالیٰ کا مظہر ہے۔ جبکہ توحید تو کجا اس میں وجودہ باری تعالیٰ کی نفی پائی جاتی ہے کہ جو لامکاں ہوتا ہے وہ معدوم ہوتا ہے۔ جس کا وجود ہوگا وہ لامکاں نہ ہوگا۔ یہ فقرہ کہ وہ لامکاں ہے اللہ کی صفات کا انکار ہے۔ اور یہ جہمیہ کی توحید ہے۔ قرآن کی بیان کردہ توحید نہیں ہے۔ قرآن کریم نے فرمایا: ثم استوىٰ على العرش ”پھر وہ مستوی عرش ہوا۔“ معتزلہ نے کہا نہ عرش ہے نہ صفت استواء ہے۔ نہ اللہ مستوی علی العرش ہے ان سے کہا گیا جب اللہ خود فرما رہا ہے تو آپ کو کیا تکلیف ہے کہ مستوی علی العرش نہیں مانتے۔ انہوں نے کہا بس ہماری عقل نہیں مانتی۔ پوچھا گیا کیوں نہیں مانتی۔ انہوں نے کہا آیت قرانیہ میں علی (اوپر) کا لفظ ہے۔ جس کا مطلب ہے وہ عرش کے نیچے نہیں ہے۔ اس طرح تو اللہ کی ذات کیلئے جہت ثابت ہو جائے گی۔ اور اللہ جہت سے پاک ہے۔ ان سے کہا گیا کہ جب قرآن کے الفاظ سے جہت بقول تمہارے ثابت ہوتی ہے تو آپ انکار کیسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا عقائد میں قرآن کا کوئی عمل دخل نہیں ہے اس میں فیصلہ کرنے کی مجاز اتھارٹی عقل ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ جب آپ نے (معاذ اللہ) اللہ کو عرش پر استواء سے محروم کر دیا تو وہ کہاں گیا؟۔ اور اللہ کو تو عرش سے فارغ کر دیا مگر عرش کا لفظ تو قرآن میں موجود ہے اس کا کیا مطلب ہے؟۔ اس کا معتزلہ کوئی متفقہ جواب نہ دے سکے۔ ان کے ہر فرقے نے من پسند جواب دیا۔

شیعہ اثنا عشری عقیدۃ معتزلی ہیں۔ انہوں نے کہا عرش کا معنی علم ہے۔ اور جو اٹھ حملۃ العرش ہیں وہ حملۃ العلم ہیں۔ ان میں چار فرشتے ہیں اور باقی چار محمدؐ، علیؓ، حسنؓ اور حسینؓ ہیں۔ دوسروں نے کہا یہ درست نہیں ہے۔ استویٰ سے مراد غلبہ استیلاء ہے۔ معتزلہ کی تمام تفاسیر میں استویٰ کا معنی غلبہ و استیلاء کیا گیا ہے۔ یہ سارا گورکھ دھندا محض اس لئے کیا گیا کہ استویٰ علی العرش سے ذات حق تعالیٰ کیلئے جہت کا اثبات ہوتا تھا اورانہوں نے ہر حال میں اس کی نفی کرنا تھی۔ اسی لئے تمام کتب احناف میں بتکرار دو باتیں کہی جاتی ہیں۔ پہلی یہ کہ لا یحد کہ اللہ حدود سے پاک ہے۔ یہی توحید ہے حدود سے پاک ہونے کا مطلب لا مکان ہے۔ اور لا مکاں کا مطلب ہے اس کا وجود صرف ذہنی ہے۔ خارج میں اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ شیعہ اثنا عشرہ بھی اللہ کو صرف ایک ذہنی چیز سمجھتے ہیں۔ ان کا قول ہے من عبد الاسم دون المعنی فقد کفر جس نے اسم (رحمٰن، رحیم) کی عبادت کی اور ''معنیٰ'' کی عبادت نہ کی وہ کافر ہو گیا۔ اور جس نے اسم اور ''معنیٰ'' کی عبادت کی اس نے دو کی عبادت کر کے شرک کیا۔ جس کا صاف لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ اللہ کا کوئی خارج میں وجود نہیں ہے۔

دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ اللہ کیلئے ''این'' کا لفظ ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ لفظ جہت کیلئے استعمال ہوتا ہے اور اللہ جہت و جہات سے پاک ہے۔ یہ لفظ استعمال کرنے والے کی توحید معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ لیکن یہ لفظ تو رسول اللہ ﷺ نے خود استعمال فرمایا ہے صحیح حدیث میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ایک لونڈی بکریاں چرایا کرتی تھی۔ ایک دن بھیڑیا آیا اور بکری اٹھا کر لے گیا، لونڈی نے جب اپنے آقا کو بتایا تو اس نے اسے تھپڑ مار دیا۔ بعد میں اسے افسوس ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس لونڈی کو لے کر آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اسے آزاد کرنا چاہتا ہوں۔ آپ علیہ السلام نے لونڈی سے پوچھا: این اللہ اللہ کہاں ہے۔ لونڈی نے جواب دیا فی السماء آسمان پر۔ آپ نے صحابی سے کہا یہ لونڈی مومنہ ہے اسے آزاد کر دو۔''

اس ساری تفصیل بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات اور اسماء حسنیٰ کے بارہ میں یہ تمام فرقے افراط تفریط کا شکار اس لئے ہوئے ہیں اور لایعنی مباحث میں اس لئے الجھ گئے ہیں کہ انہوں نے اس بارہ میں صحابہ کرام کے اجماعی موقف سے انحراف کیا ہے، واحد اہل حدیث جماعت ہے جس نے صحابہ کے نظریہ توحید کا علم بلند رکھا ہے کہ:

''اللہ کی ذات وصفات کے بارہ میں صرف قرآن وحدیث کی نصوص اور سمعی دلائل پر اکتفا کیا جائے۔ ان پر بلا کیف وتمثیل ایمان لایا جائے۔ کیونکہ ہر مسلمان اس بات کا پابند ہے کہ ثم استویٰ علی العرش پر ایمان لائے لیکن کوئی استواء علی العرش کی کیفیت معلوم کرنے کا نہ پابند ہے نہ مکلف ہے۔ لہٰذا اہل حدیث کو ہی یہ سعادت حاصل ہے کہ وہ صحابہ کے اس نظریہ اسلام کی حامل جماعت ہے کہ:

شرعی مسائل میں خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو یا اعمال سے ہو، حاکمیت اعلیٰ صرف قرآن اور سنت کو حاصل ہے اور عقل اور قیاس اس کے تابع ہیں۔ جو بھی اس اصول کو مانتا ہے وہ اہل حدیث ہے اگرچہ جزوی مسئلہ میں وہ اختلاف رکھتا ہو۔

صحابہ کرام کا بھی یہی اصول تھا۔ وہ اہل حدیث تھے۔ جب تک یہ اصول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زندہ رہے گا۔ اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے والے موجود رہیں گے۔ اس وقت تک اہل حدیث بھی زندہ و تابندہ رہیں گے۔ اہل حدیث ہی ایک زندہ حقیقت ہیں باقی سب بتان وہم گمان ہیں۔

آخر میں جناب رانا شفیق صاحب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ انہوں نے کتاب ''لقب اہل حدیث'' لکھ کر علمی خزینہ میں گراں قدر کتاب کا اضافہ فرمایا ہے۔

❋❋❋❋❋

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث، ایک وصفی نام!

اہل حدیث کا اصل نام بھی مسلم، مسلمان ہی ہے۔ مگر یہ اہل حدیث کے لقب سے ملقب ہیں۔ لقب ہر وہ اسم ہے جو کسی خاص صفت یا وجہ کے باعث مشتہر کیا جائے جیسے خلیل اللہ کہ اصل نام ابراہیم علیہ السلام ہے۔ بعض اوقات اسم واحد کے مالک اکیلے شخص کے ایک سے زیادہ القاب بھی ہو سکتے ہیں جیسے حبیب اللہ و رسول اللہ کہ اصل نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ ہے۔ (اچھے القاب کی کثرت و زیادتی باعثِ فخر و فضیلت ہوتی ہے)

اسی طرح ہر اہل حدیث کا اصل نام مسلمان مسلم ہی ہے مگر وہ کئی القاب سے ملقب ہے۔ یعنی اہل حدیث، اہل السنۃ، اہل الاثر، سلفی، محمدی وغیرہ (یہ تمام القاب درست تو ہیں مگر ایک اور لقب سے انہیں (اہل حدیث کو) ملقب کیا جاتا ہے جو غلط اور بہتان صریح کے طور پر چسپاں کیا جاتا ہے۔ یعنی لقب (وہابی)۔ اس کتاب میں ان تمام القاب کی وضاحت کی جائے گی۔ انشاء اللہ العزیز۔

اہل سنت و اہل اثر:

سب سے پہلے اس بات کی وضاحت کر دی جائے تو بہتر ہے کہ لقب اہل سنت و اہل اثر مترادف ہیں، اور صرف اہل حدیث کیلئے مختص ہیں۔ یعنی وہ لوگ کہ جن کے عقائد قرآن و حدیث کے نصوص کے مطابق ہوں یا یوں کہیے جو دین کی اس حالت پر قائم ہوں جس پر آنحضرت ﷺ نے اپنی جماعت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو چھوڑا تھا وہ اہل سنت ہیں۔ اور اہل حدیث اہل سنت اسلئے ہیں کہ:

چوں کہ ان کی روش سنت نبویؐ اور سیرت صحابہؓ کی پابند ہے اس لیے ان کا نام اہل حدیث و اہل سنت ہوا۔ جب کہ دوسرے افراد جو مختلف ائمہ کی تقلید اختیار کر کے صرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی فقہ تک ہی محدود ہیں اس لیے انہیں اہل سنت کہنا اس لقب سے ناانصافی ہے۔

چنانچہ پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ (استاذ امام ابن قدامہؒ) اپنی مشہور اور معروف تصنیف غنیۃ الطالبین میں اہل اثر و اہل حدیث و اہل سنت کے ایک ہونے کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"واعلم ان اهل البدع علامات يعرفون بها فعلامة اهل البدعة الوقيعة فى اهل الاثر وعلامة الزنادقة تسميتهم اهل اثر بجبرة الحشوية يريدون ابطال الاثار وعلامة القدرية تسميتهم اهل اثر بجبرة وعلامة الجهمية تسميتهم اهل السنة شبهة وعلامة الرافضية تسميتهم اهل اثر ناصبية"

(کاش پیر صاحب اس دور میں ہوتے تو فرماتے:

"علامة البريلوية والديابنة تسميتهم اهل الحديث وهابية ونجدية وغير مقلدين وغيرها"

یعنی بریلوی اور دیوبندی کی علامت ہے کہ وہ ان کا نام وہابی، نجدی اور غیر مقلد رکھتا ہے۔)

"وكل ذلك عصبة وغياظ لاهل السنة ولا اسم لهم الا اسم واحد وهو اصحاب الحديث"

اے بھائی! تو جان لے کہ بدعتیوں کی چند علامتیں ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ یعنی اہل بدعت زنادقہ، قدریہ، جھمیہ اور رافضیہ کی علامتیں ہیں کہ وہ اہل سنت و اہل اثر کی شان میں نئے نئے بہتانات و القاب سے گستاخی کرتے ہیں حالانکہ ان اہل سنت و اہل اثر کا کوئی نام و لقب نہیں سوائے اہل حدیث کے (غنیۃ الطالبین مترجم ص ۱۹۷)

ملا عبدالحکیم سیالکوٹی رحمہ اللہ جو کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ہم جماعت تھے، نے غنیۃ الطالبین کا فارسی میں ترجمہ کیا تو لکھا "علامتِ اہل بدعت کہ عیب کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دن در اہل حدیث'' (مطبوعہ مرتضائی دہلی ص ۱۹۸)

ایک اور جگہ الشیخ الافضل عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واما الفرقة الناجية فهي اهل السنة والجماعة (الى قوله) وما اسمهم الا اصحاب الحديث واهل السنة على مابينا"

(ناجی فرقہ اہل سنت والجماعت ہے اور باطنیہ ان کے (اہل سنت حضرات کے) حضرت محمد ﷺ کی احادیث سے تعلق کی بناء پر انہیں مختلف القاب سے ملقب کرتے ہیں حالانکہ وہ اہل حدیث و اہل سنت ہیں اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین مترجم ص ۲۱۱)

اسی طرح شیخ ابوعثمان اسمعیل بن عبدالرحمٰن صابونی اپنی سند متصل ابوحاتم میں فرماتے ہیں کہ حضرت ابوحاتم رازیؒ (استاذ امام بخاریؒ) نے فرمایا:

"يقول علامة اهل البدع الوقيعة في اهل الاثر (الى ان قال) ولا يلحق اهل السنة الا اسم واحد وهو اصحاب الحديث واصحاب الحديث عصام من هذه المعايب برية ذكية ونقية وليسوا الا اهل السنة آه"

(اہل بدعت کی علامت ہے کہ وہ اہل اثر کی برائی کرتے ہیں اور اہل سنت کو کوئی نام زیب نہیں دیتا سوائے اہل حدیث کے اور اہل حدیث ان تمام عیوب سے پاک صاف اور بری ہیں۔ نیز یہی اہل سنت ہیں۔ (عقیدہ صابونیہ طبع مصر ص ۵۳)

یہ تو تھے حضرت پیرِ پیران اور امام ابوحاتم رازی رحمہما اللہ کے اقوال کہ اہل سنت و اہل اثر ہی اہل حدیث ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت انہیں ان ناموں کے علاوہ کسی لقب سے ملقب نہیں کرسکتی۔ انشاء اللہ۔

اب چند ایک مزید حوالہ جات ملاحظہ کریں کہ اہل حدیث ہی اہل اثر و اہل سنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں نہ کہ آج اپنے آپ کو اہل سنت کہنے والے مقلدین واہل الرائے۔

حضرت احمد مہاجر مدنی رحمہ اللہ اپنی تصنیف لطیف (تاریخ اہل الحدیث) میں رقم طراز ہیں کہ:

”لا يخفى على العالم بالكتاب ان اطلاق اهل السنة لا يصح على احد من الفرق الرائجة الاعلى اهل الحديث لان الحديث والسنة جاء عن النبى ﷺ فلذ لك يطلق اهل الحديث اهل السنة واهل السنة على اهل الحديث كماقرره شيخ الاسلام ابوعثمان صابونیؒ والشيخ ابو حاتم وغيرهم من علماء المسلمين السابقين“

(یہ بات علماء کتاب وسنت پر مخفی نہیں کہ اہل سنت لقب کسی فرقے پر صحیح نہیں آتا صرف اہل حدیث پر ہی آ جاتا ہے۔ کیونکہ حدیث اور سنت رسول اللہ ﷺ سے جاری ہے (اور جو حدیث پر عمل کرے وہی اہل سنت ہے) پس اس لئے اہل حدیث اور اہل سنت ایک ہی ہوئے (کہ صرف اہل حدیث ہی سنت پر عمل کرتے ہیں اور اگر کوئی حدیث نہ مانے تو سنت کیسے مانے گا؟) جیسا کہ شیخ الاسلام ابوعثمان صابونی، ابوحاتم رازی رحمہما اللہ وغیرہم علماء مسلمین وسابقین نے فرمایا ہے۔

اب عقیدۂ اہل سنت مطبوعہ دہلی ص ۳ کا حوالہ دیکھیں کہ:

”هذا مذهب اهل العلم واصحاب الاثر اهل السنة المتمسكين بعروتها المعروفين بها المقتدى بهم فيها من لدن اصحاب النبى ﷺ الى يومنا هذا وادركت من علماء الحجاز والشام وغيرهم اليها“

یہ باتیں اہل علم، اہل اثر، اہل سنت کے مذہب کی ہیں جو سنت کے کڑے کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں یہی ان کی پہچان ہے اور اہل سنت صحابہؓ کے زمانے سے رسول اکرم ﷺ کے پیرو ہیں اور آپس میں پیشوا ہیں یعنی انہی باتوں پر حجازی شامی اور دوسرے علماء کو پایا۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولو استدل علی اهل السنة لدلوه علی اهل الحدیث"

کہ اگر کوئی شخص اہل سنت کے متعلق سوال کرے تو اسے اہل حدیث کا پتہ دے دو۔ (حوالہ از تاویل ص ۹۸)

امام ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"واهل السنة الذین نذکرهم اهل الحق ومن عداهم فاهل الباطل فانهم الصحابة رضی الله عنهم وکل سلك نهجهم من خیار التابعین علیهم واهل الحدیث ومن اتبعهم من الفقهاء جیلا مجیلا الیٰ یومنا هذا"

اہل سنت وہ لوگ ہیں جن کا ذکر ہم اہل باطل کے خلاف اہل حق سے کریں گے۔ کہ بے شک وہ اصحاب نبیؐ، تابعین اور اہل حدیث ہیں۔ نیز متبعین سنت فقہاء ہیں۔ (کتاب الفصل لابن حزم)

نوٹ: اس قول نے عقیدہ اہل سنت مطبوعہ دہلی جس کا حوالہ اوپر نقل ہوا ہے کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

فائدہ: امام یزید بن ہارون فرماتے ہیں اگر اہل حق اہل حدیث نہیں تو کوئی بھی نہیں۔ (شرف اصحاب الحدیث ص ۳۲)

بریلوی مکتب فکر کی ایک پسندیدہ کتاب "مرأة الاسرار" ہے۔ جو تصوف اور صوفیاء کے بارے میں، شاہجہاں کے دور میں 1045ھ میں لکھی گئی، لکھنے والے شیخ عبدالرحمٰن چشتی ہیں۔ کتاب کے آغاز میں لکھا ہے کہ "یہ کتاب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطنی اشارے پر لکھی گئی۔" اس کتاب کے صفحہ 52 پر ہے کہ

"اہل سنت و جماعت اعتدال یعنی صراط مستقیم پر ہیں اور افراط وتفریط سے پرہیز کرتے ہیں، انہوں نے اپنے لوح دل کو تعصب کی میل سے پاک صاف رکھا، اور تنگنائے تقلید محض سے گزر کر خالص تحقیق تک پہنچ گئے۔ ابیات

زتقلید و تعصب برطرف باش
زلوحِ دل خیال ہر دو بتراش
تعصب از ہوائے نفس خیزد
زتقلید آبروئے خلق ریزد
تعصب سالکان رابند راہ است
رہ تقلید از راہِ تباہ است
خدایا نفسِ سرکش را زبوں کن
تعصب از نہادِ ما بروں کن
مرا بتحقیق بنما سوئے توحید
رہائی بخش از زندانِ تقلید"

یعنی انہوں نے واضح کیا ہے کہ تقلید کرنے والا اہل سنت نہیں ہوسکتا، اس لحاظ سے صرف اہل حدیث ہی اہل سنت کہلانے کے حق دار ہیں۔

اگر کوئی سمجھنے والا ہو تو اس کے لئے یہی حوالے کافی وشافی ہیں کہ العاقل تکفیہ الاشارہ۔ دل چاہتا ہے کہ اس بحث کو یہیں ختم کردوں اور اصل بحث کی طرف آؤں کہ لقب اہل حدیث کب کیوں اور کیسے شروع ہوا؟ مگر بقول مومنؔ

کیا کروں کیونکر رکوں ناصح دل رکا جاتا ہے

اب ذرا رحمت کائنات ﷺ کی حدیث کو ملاحظہ فرمایئے کہ:

آپؐ سے پوچھا گیا من اہل السنۃ والجماعۃ کہ اہل سنت و جماعت کون ہیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا (ما انا علیہ واصحابی) وہ جو اس طریق پر چلے جس پر میں اور میرے اصحاب آج ہیں۔

اسی طرح حضرت علیؓ سے بھی پوچھا گیا تو فرمایا

"المتمسکون بسنۃ اللہ لھم ورسولہ وان قلوا"

کہ اہل سنت وہ ہیں جو اللہ و رسولؐ کی سنت کے تابع ہوں اگرچہ کم ہی ہوں۔

(کنز العمال ص ۲۱۵ جلد نمبر ۸)

چنانچہ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ان الناس کانوا علی حیوۃ النبی ﷺ اھل السنۃ"

کہ حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں اہل سنت ہی تھے اور کچھ نہیں۔

(کنز العمال ۶۴ جلد نمبر ۶)

گویا اصحاب رسولِ ﷺ اہل سنت تھے اور رحمت دو جہاں فرماتے ہیں کہ اہل سنت وہ ہیں جو میرے اور میرے اصحاب کے نقشِ قدم کے راہی ہوں گے اور ایک حدیث میں ہے جو میرے اور میرے اصحاب کے نقشِ قدم کا راہی ہوگا وہ جنتی ہوگا یعنی جو اہل سنت ہوگا وہی جنتی ہوگا۔

چنانچہ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"عن قرۃ بن ایاس قال محمد بن اسمٰعیل قال علی ابن المدینی ھم اصحاب الحدیث" (ترمذی شریف)

کہ امام فی الحدیث امام بخاری نے کہا کہ (میرے استاذ) علی بن مدینی نے فرمایا (جنتی و ناجی فرقہ) اہل حدیث ہیں۔

(نوٹ: یہی قول شرف اصحاب الحدیث ص ۳۳ پر بھی مرقوم ہے)

اسی طرح حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ:

"اخرج الحاکم فی علوم الحدیث بسند صحیح عن احمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان لم یکونوا اهل الحدیث فلا ادری من هم"

''امام حاکم نے علوم الحدیث میں صحیح سند سے امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ کہ اگر جنتی و ناجی فرقہ سے مراد) اہل حدیث نہیں تو میرے علم میں کوئی نہیں۔''

نوٹ: یہی قول شرف اصحاب الحدیث ص ۳۳ پر بھی منقول ہے) غرضیکہ کتب تواریخ واحادیث میں ایسی کئی اقوال ہیں کہ ناجی وجنتی فرقہ صرف اہل حدیث ہے۔

اهل الحدیث هموا اهل النبی!

وان لم یصحبوا نفسه فانفا سهم صحبوا

نیز اہل السنۃ کا لقب معروف ہوا ''اہل تشیع'' کے مقابل جبکہ اہل حدیث کا لقب اہل الرائے اور اہل القیاس کے مقابلے میں۔

فائدہ: مندرجہ بالا بحث میں جگہ جگہ اصحاب الحدیث کا لفظ آیا ہے جس کا معنی صرف اہل حدیث ہی ہے۔ کہ اصحاب الحدیث اور اہل الحدیث عربی کے دو ہم معنی الفاظ ہیں۔ نیز حنفی مسلک کی چوٹی کی کتاب ردالمختار شرح درالمختار میں ہے کہ:

"حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفة خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنته فی عهد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترك مذهبا فیقرأ خلف الامام ویرفع یدیه عند الانحناء ونحو ذلك فاجابهٔ فزوجه"

(حکایت بیان کی گئی ہے کہ ایک حنفی آدمی نے کسی اہل حدیث سے بیٹی کا رشتہ طلب کیا تو اہل حدیث نے کہا اپنا مسلک چھوڑ کر (فاتحہ) خلف الامام اور رفع یدین عند الرکوع والقیام بعد الرکوع کا عامل ہو تب حنفی اہل حدیث ہو گیا تو نکاح کر دیا گیا۔ (ص ۲۹۳)

اس مندرجہ بالا بحث سے چند باتیں حاصلِ مطالعہ و قابل غور ہیں۔ (۱) اہل سنت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اہل اثر دراصل اہل حدیث کے ہی لقب ہیں۔ (۲) صحابہ رسول اکرم ﷺ کے دور میں بھی اہل سنت (اہل حدیث) تھے۔ (۳) اہل حق بھی اہل حدیث ہی ہیں۔ (۴) ناجی فرقہ بھی اہل حدیث ہی ہے۔ (۵) اہل حدیث لقب رکھنا برائی نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لقب اہل حدیث

اب مروج و مشتہر لقب اہل حدیث کی وضاحت کی جاتی ہے۔ لقب اہل حدیث دو (۲) لفظوں کا مرکب ہے۔

(۱) اہل (۲) الحدیث، لفظ اہل کا معنی ہر معمولی لکھا پڑھا بھی جانتا ہے کہ جب بھی اردو، فارسی اور عربی میں اس کا معنی کیا جائے گا "والا" ہی ہوگا جیسے اہل خانہ، اہل بلد، اہل کتاب وغیرہ۔

(۳) اور الحدیث کا معنیٰ ہے کلام، بات، جیسا کہ قرآن پاک میں ہے۔

﴿ولا مستانسین لحدیث﴾ (احزاب)

﴿الی بعض ازواجه حدیثا﴾(تحریم) ﴿هل اتك حدیث الغاشیة﴾

﴿هل اتك حدیث موسیٰ﴾ ﴿ولا یكتمون الله حدیثا﴾

﴿فمال هؤلاء القوم لا یكادون یفقهون حدیثا﴾ (النساء) وغیره

اس کے علاوہ اصطلاحاً الحدیث نام ہے کلام اللہ اور کلام الرسول ﷺ کا۔

کلام اللہ خود کلام حمید ہی میں الحدیث کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ومن یكذب بهذا الحدیث﴾ (القلم)

﴿افبهذا الحدیث انتم مدهنون﴾ (واقعه)

﴿افمن هذا الحدیث تعجبون﴾ (النجم)

﴿فلیاتوا بحدیث مثله﴾ (طور)

﴿الله نزل احسن الحدیث﴾ (الزمر)

﴿بهذا الحدیث اسفا﴾ (اسرائیل)

﴿فبای حدیث بعده یومنون﴾ (مرسلا، اعراف، جاشیہ) وغیرہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز رسول اللہ ﷺ ہر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ

"ان احسن الحدیث کتاب اللہ"

کہ بہترین حدیث اللہ کی کتاب ہے۔ (بخاری)

اس کے علاوہ یہ بات تمام اہل علم و اہل اسلام پر عیاں ہے کہ: آنحضرت ﷺ کے مجموعۂ افعال واحوال واقوال کو بھی حدیث کہتے ہیں:

قرآن پاک میں بھی رسول اللہ ﷺ کے فرمان کو حدیث کہا گیا۔ یعنی

﴿اذااسرا النبی الی بعض ازواجہ حدیثا﴾ (تحریم)

الوحی قال اللہ وقال الرسولؐ
کل حدیث واضح البرھان

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے
در دانہ درج مصطفیٰؐ ہے

حاصلِ بحث:

یہ کہ اہل حدیث کا معنی ہوا "قرآن وسنت والا" یعنی جس طرح اہل حدیث نے حدیث (قرآن وحدیث) کو اپنا دستور ونصب العین قرار دیا اور مشعل راہ بنایا ہے اور کسی نے نہیں قرار دیا۔ اس لئے اس جماعت کا حق ہے کہ وہ اپنے کو اہل حدیث کہے یا اہل سنت واہل اثر۔

فدائے سنت احمدؐ جو اپنا نام رکھتا ہے
وہی دارین میں اپنے کو خوش انجام کرتا ہے

ان کے علاوہ کوئی جماعت، اہل حدیث واہل سنت ہو بھی نہیں سکتی چنانچہ امام شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں۔

"اما المتعمقون فی الرائی فلیسوا من اھل السنۃ فی شیٔ"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(التحریر الکبیر ص ۱۲۴)

جو اپنی عقل و فقہ اور رائے و قیاس سے کام لے وہ اہل سنت نہیں ہو سکتا۔

نیز مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ (شاگرد مجدد الف ثانیؒ) پیر پیراں رحمہ اللہ کی ایک عبارت کا ترجمہ یوں کرتے ہیں

''پس نشان اہل بدعت عیب کردن در اہل حدیث است''

کہ جو اہل حدیث کی عیب جوئی کرے وہ بدعتی ہے (نہ کہ اہل سنت)

اب ذرا غور کریں کہ اہل حدیث کی عیب جوئی کرنے والا تو بدعتی ہے اور ہم اسے اہل سنت کہتے ہیں۔

ع

ایں چہ بوالعجبی است

نیز آج کل حنفی المسلک لوگ بھی اپنے آپ کو اہل سنت و سنی وغیرہ کہلواتے ہیں جبکہ وہ تقلید امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی کرتے ہیں۔ (گویا یہ لوگ فقہ حنفیہ اور امام ابوحنیفہ کی سنت کے اہل سنت و سنی ہیں) کیونکہ اہل سنت تو تقلید سے محفوظ لوگوں کا نام ہے اور ان میں صحابہؓ و تابعینؒ جیسے عظیم لوگ تھے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

''ومن اهل السنة والجماعة مذهب قديم معروف قبل ان يخلق الله ابا حنيفة ومالكا والشافعي واحمد فانهٗ مذهب الصحابة الذين تلقوه عن بينهم ومن خالف ذلك كان مبتدعا عند اهل السنة''

کہ اہل سنت دراصل صحابہ کرام کا مسلک ہے جنہوں نے اسے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا ہے اور یہ چاروں اماموں کی پیدائش سے قبل کا ہے جو اس بات سے انکار کرے اسے (اصل) اہل سنت بدعتی کہتے ہیں۔ (منہاج السنہ جلد اول ص ۲۵۲)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی کہ اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث (جو کتاب و سنت کا پیرو ہو) کے سوا کوئی اہل سنت نہیں ہے کیونکہ بقول امام ابن کثیرؒ

"هذا اكبر شرف لاصحاب الحديث لان اما مهم النبى صلى الله عليه وسلم"

کہ یہ صرف اہل حدیث کو شرف حاصل ہے کہ ان کے امام اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت يوم ندعوا كل اناس بامامهم)

لقب اہل حدیث کی ابتداء:

یہ تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ لقب اہل سنت کی ابتداء عہدِ رسول اللہ ﷺ ہی میں ہو چکی تھی اب دیکھنا یہ ہے کہ لقبِ اہل حدیث کی ابتداء کب ہوئی؟

کتب احادیث و تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتداء بھی عہد رسول اللہ میں ہو چکی تھی اور رحمت کائنات ﷺ کی زبان سے ہوئی تھی جیسا کہ امام سخاوی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

"عن انس رضى الله عنه قال قال النبى صلى الله عليه وسلم اذا كان يوم القيامة يجئى اصحاب الحديث معهم المحابر فيقول الله لهم انتم اصحاب الحديث...... انطلقوا الى الجنة اخرجه الطبرانى" (القول البدیع مطبوعہ مکتبہ لاثانیہ سیالکوٹ ص ۲۵۱)

کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی زبان سے نکلا جب قیامت کا روز ہو گا تو اہل حدیث دواتوں کو تھامیں آئیں گے رب کریم انہیں دیکھے گا تو فرمائے گا۔ تم اہل حدیث ہو...... جاؤ جنت میں عیش کرو۔

"قال النبى ﷺ اذا كان يوم القيامة جاء اصحاب الحديث حاملين بيدى الله ومعهم المحابر فيقول الله انتم اصحاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحدیث کنتم تصلون علی النبی صلی الله علیه وسلم ادخلوا الجنة" (جواهر الاصول، صواعق البهیه ص ۲۸)

کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اہل حدیث کو دیکھ کر فرمائے گا۔تم! میرے نبیؐ پر درود وسلام پڑھا کرتے تھے آج اس کے عوض جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(۳) امام سخاوی لکھتے ہیں:

"وفی مسند الفردوس من غیر طریقه ولفظه اذا کان یوم القیامة جاء اصحاب الحدیث فیامر الله جبریل علیه السلام ان یاتیهم فیسالهم من هم فیقولون اصحاب الحدیث نحن اصحاب الحدیث فیقول الله لهم ادخلوا الجنة" (القول البدیع مطبوعہ مکتبہ لاثانیہ سیالکوٹ ص ۲۵۱)

کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جبریل علیہ السلام کے ذریعہ پوچھے گا۔تم کون ہو؟ تو اہل حدیث جواب دیں گے۔ہم اہل حدیث ہیں اللہ رب العزت فرمائے گا۔جنت میں داخل ہو جاؤ۔

باغ فردوس برآں قوم مباح است کہ خوش
روش راستی از قول پیمبر گیرند......

(نوٹ: یہ مکتبہ لاثانیہ، بریلوی حضرات کا ہے جو پیر جماعت علی شاہ لاثانی علی پوری کے نام پر رکھا گیا ہے۔)

ان مندرجہ بالا احادیث نبویؐ سے معلوم ہوا کہ نہ صرف لقبِ اہل حدیث کا آغاز عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہو چکا تھا بلکہ آپؐ اسے بنظر تحسین دیکھتے تھے۔

گویا ابتدائے عشق بہت ہی مبارک ہے۔

ذکر کس کا ہے انجمن میں کہ ہر پروانہ آج
وجد میں ہے صورتِ جبریلؑ بے تابانہ آج

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہؓ بھی اہل حدیث تھے:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اصابه فی تمیز الصحابه میں رقم طراز ہیں کہ:

"قال ابن داؤد کنت اجمع سند ابی هریره فرایته فی النوم وانا باصبهان فقال لی انا صاحب حدیث فی الدنیا وقد اجمع اهل الحدیث علی انهٗ اکثر الصحابة حدیثا" (اصابه جلد ۴ ص ۲۰۴)

یہی واقعہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے تذکرۃ الحفاظ جلد اول ص ۲۹ پر امام خطیب بغدادیؒ نے تاریخ بغداد جلد ۹ ص ۴۰۷ پر ان الفاظ میں لکھا ہے کہ:

"یقول ابوبکر بن ابی داؤد رایت فی النوم ابا هریرة وانا بسبحستان اصنف حدیث ابی هریرة فقلت له انی احبك فقال انا صاحب الحدیث"

حضرت امام ابوبکر بن ابوداؤد فرماتے ہیں میں نے حضرت ابوہریرہ کو خواب میں دیکھا تو کہا میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا میں اہل حدیث ہوں۔

نوٹ: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"ان رؤیا المومن جزء من ستة واربعین جزء من النبوة الصادقة"

یعنی مومن کا خواب نبوت صادقہ کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (ترمذی وطبرانی الصغیر وغیرہما) اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوبکر ابن ابوداؤد جیسے نیک کہ حضرت ابوہریرہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی سب سے زیادہ (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں۔ امام بخاریؒ فرماتے ہیں آٹھ سو سے زائد افراد نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ) اور حضرت امام ابوبکر بن ابوداؤد (کہ صاحب سنن وثقہ اور مقبول ترین امام ہیں)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اہل حدیث تھے۔ لقب اہل حدیث کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ہوا اور صحابہ کرامؓ اصحابؓ اہل حدیث کہلوانے پر فخر کرتے تھے

نگاہ ناز جسے آشنائے راز کرے
وہ کیوں نہ اپنی شوخیٔ قسمت پہ ناز کرے

امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جو بلند پایہ تابعی ہیں فرماتے ہیں۔

"ولو استقبلت من امری ما استدبرت ماحدثت الا بما اجمع علیه اهل الحدیث"

یعنی اگر مجھے اس کا پہلے علم ہوتا جو بعد میں ہوا تو میں وہی احادیث روایت کرتا جس پر اہل حدیث کا اجماع ہوتا۔ یعنی جب میں کوئی حدیث سنتا تو جب تک اہل حدیث اس کی تصدیق نہ کرتے میں بیان نہ کرتا۔ (تذکرہ الحفاظ ص ۷٦ ج ۱)

یاد رہے کہ امام شعبیؒ کے متعلق تذکرہ الحفاظ ص ۷۰ اور شذرات الذهب ص ۱۲۷ اور تہذیب التہذیب جلد ۵ ص ٦۷ پر ہے۔

عن الشعبی ادرکت خمس مائة من الصحابة یعنی میں نے پانچ سو اصحابؓ رسول کو پایا ہے گویا جب امام شعبیؒ کے وقت پانچ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے تو ضرور بالضرور آپؒ کسی حدیث کی تصدیق کے لئے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے پاس نہ جاتے ہونگے اس حوالہ سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صحابہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لقب اہل حدیث سے ملقب تھے اور یہ لقب اس وقت رائج ہو چکا تھا۔

چنانچہ امام شعبیؒ کا یہ قول امام ذہبی رحمہ اللہ تذکرۃ الحفاظ میں نقل کرتے ہیں۔

قال الشعبي امض بنا نفر من اصحاب الحديث (تذكرة الحفاظ جلد ۱ ص ۷٦)

کہ امام شعبیؒ فرماتے ہیں میں نے اہل حدیث (صحابہ) کی جماعت کو دیکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور الحافظ عبدالغنی بن سعید الازدی رحمہ اللہ اپنی کتاب المؤتلف والمختلف فی اسماء اصحاب الحدیث مع انہ مخصوص باسماء الصحابہ (نام ہی سے مسئلہ حل ہوگیا) میں فرماتے ہیں۔

"فمعنی قول الشعبیؒ ان معہ مشی جماعۃ من اھل الحدیث"

کہ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کا یہ مطلب ہے کہ ان کے وقت اہل حدیث موجود تھے۔

ان دو حوالوں سے معلوم و واضح ہوگیا کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ بھی اہل حدیث تھے۔

شرف اصحاب الحدیث ص ۲۱ پر ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ان الاسلام بدأ غریبا و سیعود کمابدا فطوبی للغرباء قیل یا رسول اللہ من الغرباء فقال النزاع من القبائل قال عبد ان القاضی ھم اصحاب الحدیث الاوائل"

یعنی رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام غریبوں میں شروع ہوا اور عنقریب غریبوں میں لوٹ آئے گا۔ سوال کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ غریب کون ہیں فرمایا جو لوگ قبیلوں سے الگ کر دیے جائیں۔

حضرت عبدان قاضیؒ فرماتے ہیں یہ اوائل اسلام کے اہل حدیث تھے۔ (نوٹ امام عبدان قاضی تبع تابعی اور جلیل القدر محدث ہیں)

حضرت احمد مہاجر مدنی رحمہ اللہ اس قول عبدان رحمہ اللہ کا مطلب واضح کرتے ہیں۔

"واراد بالاوائل اصحاب رسول اللہ ﷺ لانھم ھم اھل الحدیث الاوائل"

(کہ امام عبدان اوائل اسلام کے اہل حدیث سے مراد صحابہ کرام لیتے تھے۔ کیونکہ وہ پہلے اہل حدیث تھے۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۸)

اسی طرح خطیب بغدادیؒ اس کتاب شرف اصحاب الحدیث کے ص ۳۰ پر رقم طراز

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ جب کسی نوجوان طالبِ حدیث کو دیکھتے تو فرماتے۔

"انکم خلوفنا و اھل الحدیث بعدنا"

کہ تم ہمارے خلیفہ ہو اور ہمارے بعد کے اہل حدیث ہو۔

(نوٹ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے صحابی اور فقیہہ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ تاریخِ بغداد جلد ۳ ص ۲۲۷ پر عبداللہ بن عباس کو بھی اہل حدیث لکھا ہوا ہے۔ ان تمام حوالہ جات سے اظہر من الشمس ہو گیا کہ (۱) اہل حدیث واقعتاً اہل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں:

اھل الحدیث ھموا اھل النبی فان
لم یصحبو نفسهٗ فانفاسھم صحبوا

(۲) صحابہ کرام تمام کے تمام اہل حدیث تھے۔ (۳) تابعین و تبع تابعین بھی اہل حدیث تھے۔

اس کے علاوہ امام ابومنصور عبدالقادر بن منصور تمیمی رحمہ اللہ اپنی کتاب اصول الدین کے ص ۳۱۷ پر لکھتے ہیں۔

"بیان ھذا واضح فی ان ثغور الروم والجزیرة والشام واذربیجان وباب الابواب کل اھلھا کانوا علی مذھب اھل الحدیث وکذلك ثغور الافریقیة واندلس وکل ثغرو راء بحرالمغرب کلھا اھلھا کانوا من اھل الحدیث وکذلك ثغور الیمن علی ساحل الزنج کان اھلھا من اھل الحدیث"

(بحوالہ تاریخ للمدنیؒ ص ۹)

یعنی امام تمیمی اصحاب رسولؐ کے ہاتھوں فتح ہونے والے علاقوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔ روم، شام، آذربائیجان، یمن، افریقہ، اندلس وغیرہ جزیروں کے باشندے اہل حدیث تھے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: شذرات الذھب ص ۳۲ پر ہے:

"سنة اثنين وعشرين افتحت اذربيجان على يدالمغيرة بن شعبة و طرابلس على يد عمرو بن العاص"

کہ آذربیجان حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کے ہاتھوں اور طرابلس حضرت عمرو بن عاصؓ کے ہاتھوں ۲۲ھ کو فتح ہوئے۔ اسی کتاب کے ص ۲۶ پر ہے۔

"سنة اربعة عشر فيها فتحت دمشق (الشام) صلحا على يد ابى عبيدة وعنوة على يدخالد (وفى ص ۳۶) سنة سبع وعشرين افتتح عبدالله بن سعيد اقليم افريقه (وفى ص ۹۹) سنة اثنين و تسعين افتح اقليم اندلس على يد طارق بن زياد مولى موسىٰ بن نصير"

۱۴ھ دمشق حضرت ابوعبیدہؓ کے ہاتھوں بطور اور عنوہ حضرت خالدؓ بن ولید کے ذریعے فتح ہوئے (ص ۳۶ پر ہے) ۲۷ھ میں افریقی سلطنت عبداللہ بن سعدؓ کے ہاتھوں میں فتح ہوئی (ص ۹۹ پر ہے) ۲۷ھ میں اندلسی سلطنت طارق بن زیادؒ کے ہاتھوں فتح ہوئی گویا تمام وہ علاقے جو اصحاب رسولؐ اور تابعین و تبع تابعین کے ہاتھوں فتح ہوئے اور ان میں اسلام بھی صحابہ تابعین وغیرہ کے ذریعے ہی پھیلا ان علاقوں کے باشندے اہل حدیث تھے۔

یہ بھی دلیل صریح صحابہ کے اہل حدیث ہونے پر دال وصاد ہے۔

اهل الحديث عصابة الحق
فازوا بدعوة سيد الخلق

تابعین بھی اہل حدیث تھے:

چل سوئے چمن بہار دیکھیں
سیر گل و لالہ زار دیکھیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگرچہ پہلے واضح ہو چکا ہے کہ تابعین بھی اہل حدیث کے لقب سے ملقب تھے پھر بھی اس موضوع کے تحت تابعین کے ملقب بلقب اہل حدیث ہونے کا ثبوت فراہم کیا جاتا ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ تذکرۃ الحفاظ ص ۹۸ پر لکھتے ہیں کہ:

"ان الزهری التابعی الجليل وفد فی سنة ثمانين من الهجرة علی الخليفة عبدالملك فاملیٰ عبدالملك اربعمائة حديث وخرج الزهریؒ فقال انتم يا اصحاب الحديث"

یعنی تحقیق ۸۰ھ میں امام زہریؒ جو کہ جلیل تابعی تھے۔ خلیفہ عبدالملک کے پاس گئے اور اسے ۴۰۰ احادیث لکھوائیں۔ جب باہر نکل آئے، تو خلیفہ نے (تعجباً) کہا تم اے اہل حدیثو!

امام یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ جن کے بارے میں صاحب مشکوٰۃ ''اسماء الرجال'' میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت سے احادیث سنیں وہ بحوالہ شرف اصحاب الحدیث فرماتے ہیں کہ:

"قال يزيد بن هارون ان لم يكونو اصحاب الحديث فلا ادری من هم"

حق پر رہنے والی جماعت سے مراد اہل حدیث ہے ورنہ میں اس سے بے خبر ہوں۔ (شرف اصحاب الحدیث ص ۵)

خطیب بغدادی اپنی مشہور تصنیف تاریخ بغداد ص ۲۴۵ جلد ۲ اور ص ۱۰۵ جلد ۴) پر رقم طراز ہیں کہ:

"قال موازين اصحاب الحديث من الكوفيين والمدنيين عبدالملك بن ابی سليمان وعاصم الاحول وعبيدالله بن عمرو يحيیٰ بن سعيد الانصاری"

یعنی کوفہ و مدینہ میں عبدالملک بن ابوسلیمان، عاصم احول، عبیداللہ بن عمر اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یحیٰ بن سعید انصاری وغیرہ اہل حدیث تھے۔

گویا یہ تمام آئمہ ملقب بلقب اہل حدیث تھے۔

حضرت سفیان ثوری کا فرمان ہے:

"الملائکة حراس السماء واهل الحدیث حراس الارض"

(شرف اصحاب الحدیث ص ٦٥)

امام مسلم صحیح مسلم جلد ا ص ۲۳ پر لکھتے ہیں:

"ایوب سختیانی بن عون، مالک بن انس، شعبہ، سعید لقطان وغیرہ اہل حدیث تھے۔"

"حدیث لاتزال طائفة من امتی قائمة بامر الله الخ" (مسلم)

اور حدیث لاتزال طائفة منصور ین علی الحق الخ اور حدیث "ما انا علیه و اصحابی الخ کے حوالے سے ائمہ محدثین نے مراد اہل حدیث ہی لیے ہیں۔

مثلاً "شرف اصحاب الحدیث" میں عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول ہے۔

"هم عندی اهل الحدیث"

اور امام یزید بن ہارون کا قول ہے کہ

"ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلا ادری من هم"

ترمذی جلد ۲ ص ۵۲ پر امام علی بن مدینی (استاذ امام بخاریؒ) کا قول ہے۔

"هم اصحاب الحدیث"

نووی شرح مسلم جلد ۲ ص ۳۳ پر امام احمد بن حنبل کا فرمان ہے۔

"ان لم یکونوا اهل الحدیث فلا ادری من هم"

"شرف اصحاب الحدیث" ص ۱۵ ہی میں امام ابن حبان کا قول ہے۔

"هذا بیان صحیح علی ان اولی الناس برسول الله یوم القیامة اهل الحدیث"

جبکہ امام عبدالرزاق "لتیفقهوا فی الدین" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ھم اھل الحدیث"

اسی طرح امام ابن کثیر "یوم ندعوا کل اناس بامامھم" کی تفسیر میں لکھتے ہیں، کہ

"ھذا الاکبر شرف لاصحاب الحدیث لان امامھم النبی ﷺ"

حضرت یزید بن زریعؒ (جن کے بارے میں صاحبِ مشکوۃ لکھتے ہیں کہ انہوں نے کئی اصحاب سے روایت کی ہے) فرماتے ہیں:

ہر دین کے شہسوار ہیں اور اسلام کے شہسوار اہل حدیث ہیں۔ (شرف اصحاب الحدیث مترجم ص ۴۵)

(اس کے علاوہ شرف اصحاب الحدیث تابعین کے ایسے ہی اقوال سے بھری پڑی ہے)

ان حوالہ جات سے بھی بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ: (۱) لقب اہل حدیث کی ابتداء عہد رسول اللہ ﷺ میں ہو چکی تھی۔ صحابہ و تابعین اہل حدیث کے لقب سے ملقب تھے۔ اور اس پر فخر کرتے تھے۔

تزئین سمن کے ہیں یہ امام
گل کشتِ چمن کے ہیں یہ امام

آئمہ اربعہ بھی ملقب بہ اہل حدیث تھے:

جب اصحابِ رحمت کائنات ﷺ اور تابعین و تبع تابعین کا اہل حدیث کے لقب سے ملقب ہونا ثابت ہو گیا تو ظاہری بات ہے آئمہ اربعہ بھی اسی لقب سے ملقب ہونگے۔ مگر بحیثیت فرزندِ اہل حدیث، پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ جب بھی کوئی اہل حدیث بات کرے گا باحوالہ کرے گا۔ اس لئے اپنے اس دعویٰ کا ثبوت فراہم کرتا ہوں۔

امام شافعی رحمہ اللہ:

سب سے پہلے امام شافعیؒ کے بارے میں وضاحت کی جاتی ہے کہ آپ بھی لقب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث سے ملقب تھے۔ چنانچہ منہاج السنۃ جلد۴ص ۱۴۳ پر ہے۔

"اخذ مذهب اهل الحديث و اختار لنفسه"

(یعنی امام شافعی رحمہ اللہ نے مذہب اہل حدیث پسند کر کے اختیار کر لیا تھا۔ (از منہاج السنۃ جلد۴ص ۱۴۳)

حافظ محمد بن ابراہیم المنذر نے اپنے ساتھیوں اور امام شافعی کو "اہل الحدیث" کہا ہے۔ (الاوسط جلد۲ص ۳۰۷ حدیث ۹۱۵)

صاحب خیرۃ الخیرہ اپنی کتاب ص ٦٥ میں رقم طراز ہیں کہ:

(امام محمد بن ادریس شافعیؒ) نے علمِ حدیث کو پھیلایا اور مذہب اہل حدیث کو قائم کیا، تاریخ فقہ (جس کا ترجمہ مولوی تقی عثمانی اور مولوی حبیب احمد ہاشمی نے کیا ہے کہ ص ۲٦۵ پر ہے۔

"اس فرصت میں امام شافعیؒ محمد بن حسن شیبانی (جو امام ابی حنیفہؒ کے شاگرد تھے) کو ملے اور فقہاء عراق کی کتابوں پر مطلع ہوئے اور اس پر طریقۂ اہل حدیث پر معلومات کا اضافہ کیا۔"

اسی کتاب کے ص ۲٦٦ پر ہے۔

"اس حمایت حدیث سے اہل حدیث کے نزدیک انہوں نے بڑا درجہ حاصل کیا حتیٰ کہ اہل بغداد ان کو ناصر السنۃ کہنے لگے۔ (تاریخ فقہ ص ۲٦٦)

اسی کتاب تاریخ الفقہ میں لکھا ہے کہ:

"امام ابو یوسف، امام محمد وغیرہ تمام غیر مقلد تھے کہ اس وقت تک تقلید اسلام میں شروع ہی نہ ہوئی تھی۔"

علامہ شامیؒ ردالمختار ص ۷۰٦ پر فرماتے ہیں:

"قد علمت ان هذا لم يقل به الا الشافعي و اعزاه الى جمهور اهل الحديث"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم جانتے ہو کہ اس کے قائل صرف شافعیؒ اور ان کے عزیز ہیں اور انہوں نے جمہور اہل حدیث کی طرف نسبت کیا ہے۔

آپؒ ہی کے بارے میں توالی التاسیس ص ۶۴ پر ہے کہ آپ لوگوں سے فرمایا کرتے تھے:

"علیکم باصحاب الحدیث فانهم اکثر صوابا من غیرهم"

یعنی تم لوگ اہل حدیثو کے پاس جایا کرو۔ یہ لوگ دوسروں سے زیادہ درست و صحیح ہیں۔

شیخ عبدالرحمٰن چشتی کی کتاب جو شاہجہاں کے دور میں ۱۰۴۵ھ میں لکھی گئی اور اب اردو ترجمہ کے ساتھ الفیصل لاہور نے شائع کی ہے۔ بریلوی مکتب فکر میں اس کتاب کی خاصی اہمیت اور مانگ ہے، اس کے صفحہ ۱۷۲ پر ہے۔

''امام شافعی اہل حدیث کے نام سے موسوم ہوئے۔''

یہی کچھ علاء الدولہ سمنانی کی کتاب جواہر التفسیر میں سورہ فاتحہ کی تفسیر میں ''صراط مستقیم'' کے ضمن میں لکھا ہے۔

تہذیب نوادی ص ۴۷ پر ہے:

"نشر علوم الحدیث و اقام مذهب اهله"

کہ حضرت امام شافعیؒ نے علم حدیث کو فروغ دیا اور مسلک اہل حدیث اختیار کیا۔

شرف اصحاب الحدیث ص ۲۶ پر ہے کہ:

"یقول اذا رایت رجلا من اصحاب الحدیث فکانی رایت النبی ﷺ"

کہ حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ''جب میں کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو گویا رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا ہو۔

ابونعیم الاصبہانی نے ''حلیۃ الاولیاء جلد ۹ ص ۱۱۲ پر لکھا ہے:

"ذهب الشافعی مذهب اهل الحدیث"

''یعنی اہل حدیث کے مذہب پر گامزن تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ حضرت امام شافعیؒ بھی لقبِ اہل حدیث سے ملقب تھے۔

امام مالک رحمہ اللہ:

اب نگاہِ تحقیق امام مالکؒ کی طرف کیجئے کہ آپ بھی چمن اہل حدیث کے ہی ایک گل سر سبد ہی تھے۔ تذکرۃ الحفاظ ص ۱۸۸ میں ہے۔

حضرت وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

"مالكؒ امام اهل الحديث"

کہ مالکؒ امام اہل حدیث تھے۔

اصول الدین جلد اص ۲۶۳ پر بغدادی کا امام مالک کے بارے قول ہے کہ

"امام اهل الحديث فى عصره"

یعنی امام مالک اپنے دور میں اہل حدیث کے امام تھے۔

امام مسلمؒ اپنی کتاب صحیح مسلم کے مقدمہ میں فصل کا موضوع فصل فی الفاظ يتداو لها اهل الحديث باندھ کر نیچے لکھتے ہیں۔

"منهب مالكؒ وابى حنيفة واحمد واكثر الفقهاء انه يحتج به" (المرسل)

کہ مرسل کے بارے میں فصل..... حضرت مالکؒ ابوحنیفہؒ، احمدؒ اور دوسرے اکثر فقہائے اہل حدیث رحمہم اللہ اس سے دلیل لاتے ہیں۔

ان دونوں حوالوں سے نہ صرف امام مالک رحمہ اللہ لقب اہل حدیث سے ملقب ہوئے ہیں بلکہ امام ابوحنیفہؒ امام احمد بن حنبلؒ بھی ملقب بہ نظر آتے ہیں۔ نیز امام مالکؒ کا قول ہے۔

"ان لم يكونوا اهل الحديث اولياء الله فلا ولى له"

"کہ اگر اہل حدیث اولیاء اللہ نہیں تو کوئی نہیں ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ:

اب نگاہِ دقیق تحقیق سے ملاحظہ کریں کہ آسمان اہلِ حدیث کے نجم بے مثال حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے لقبِ اہل حدیث سے ملقب ہونے کا ثبوت، کیا ہے۔
تاریخِ فقہ (جس کا ترجمہ حنفی دیوبندی حضرات نے کیا ہے) میں لکھا ہے کہ:

امام احمد بن حنبلؒ، اپنے زمانہ میں، امام اہل حدیث ہوئے ہیں۔ (تاریخ فقہ ص ۲۷۱، ص ۲۷۲)

حضرت خطیب بغدادیؒ اپنی کتاب شرف اصحاب الحدیث کے ص ۴۰ پر لکھتے ہیں: کہ قتیبہ بن سعید رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یقول اذا رایت رجلا یحب اهل الحدیث مثل یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمن بن مهدی واحمد بن حنبلؒ واسحاق بن راهویه وذکر قوماً آخرین فانهٗ علی السنة ومن خالف هذا فاعلم انهٗ مبتدع"

کہ آپ نے فرمایا جب کسی آدمی کو دیکھو کہ وہ اہل حدیث جیسے یحیٰ بن سعید قطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ وغیرہ اہل حدیث سے محبت کرتا ہے تو سمجھو وہ اہل سنت ہے اور اگر محبت نہ کرے تو وہ بدعتی ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث ص ۴۰)

امام ابن تیمیہؒ اپنی بے نظیر کتاب منہاج السنۃ میں رقم طراز ہیں کہ:

"واما الامام احمد حنبل فکان مذهبه اهل الحدیث"

کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ مسلک اہل حدیث پر قائم تھے۔ (منہاج السنۃ ص ۱۴۳) طبقات الحنابلہ ص ۸ میں ہے۔

"احمد رجل من اهل الحدیث"

(احمد بن حنبلؒ اہل حدیث تھے)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام سیوطی رحمہ اللہ سفرنامہ شافعی میں لکھتے ہیں کہ:

"یلقانی الرجال واصحاب الحدیث منهم احمد بن حنبل وسفیان ابن عینیة و اوزاعی" (رحمهم الله)

کہ مجھ سے کئی آدمی اور کئی اہل حدیث ملے۔ اہل حدیث وں میں سے امام احمد، سفیان اور اوزاعی تھے۔ (رحلۃ الشافعی ص ۱۴)

اب صرف شرف اصحاب الحدیث کے چند حوالہ جات ملاحظہ کریں۔ کتاب ہذا کے ص ۱۴ پر تحریر ہے کہ ابراہیم بن محمد بن حسن کہتے ہیں۔

"حدثت عن احمد بن حنبل و ذکر حدیث النبی صلی الله علیه وسلم تفترق هذهٖ الامة علی ثلاث وسبعین فرقة کلها فی النار الا فرقة فقال ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلا ادری من هم"

کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے حدیث سنی کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی پھر ان میں سے صرف ایک جنت میں جائے گا باقی جہنم میں۔ پھر امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا وہ جنتی اگر اہلِ حدیث نہیں تو میرے علم میں اور کوئی نہیں۔

ص ۱۵ پر حدیث لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق کی شرح میں فرماتے ہیں:

"ان لم یکونوا اهل الحدیث فلا ادری من هم"

کہ یہ صرف اہل حدیث حق والا گروہ ہے ورنہ میں بے علم ہوں۔

صفحہ ۲۷ پر ہے۔

"قال لیس قوم عندی خیرا من اهل الحدیث...... واهل الحدیث افضل من تکلم فی العلم"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میرے نزدیک اہل حدیث سے بڑھ کر کوئی قوم نہیں...... اور اہل حدیث ہر اس شخص سے افضل واعلیٰ ہیں جو علم میں کلام کرے۔

امام خطیبؒ آگے چل کر رقم طراز ہیں:

"رای احمد بن حنبل رحمہ اللہ اصحاب الحدیث وقد خرجوا من عند محدث والمحابر بایدیھم فقال احمد رحمه الله ان لم یکونوا ھولاء الناس فلا ادری من الناس"

کہ امام صاحب نے دیکھا کہ کچھ اہل حدیث ایک محدث کے پاس سے نکلے اور ان کے ہاتھوں میں دواتیں ہیں تو فرمایا اگر یہ انسان نہیں تو میں کسی انسان کو نہیں جانتا۔

ص ۲۸ پر ہے۔

"یقول ان لم یکن اصحاب الحدیث الابدال فلا ادری من یکون"

کہ اگر اہل حدیث ابدال نہیں تو میں نہیں جانتا ابدال کون ہیں۔

ص ۳۳ پر ہے۔

"یقول...... فی قوله (تعالیٰ) فلو لا نفر من کل فرقة منھم طائفة لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون O قال ھم اصحاب الحدیث"

یعنی کلامِ باری تعالیٰ ہے کہ "ہر گروہ سے ایک جماعت تعلیمِ دین کے لئے کیوں نہیں نکلتی تا کہ وہ واپس آ کر لوگوں کو ڈرائیں کہ شاید وہ ڈر جائیں۔" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "اس جماعت سے مراد اہل حدیث ہیں۔"

ص ۴۱ پر مرقوم ہے۔

امام محمد بن اسمٰعیل ترمذیؒ فرماتے ہیں "میں اور احمد بن حسن ترمذی امام احمد بن حنبل کے پاس بیٹھے تھے کہ احمد بن حسن نے کہا اے احمد بن حنبل مکہ میں فلاں آدمی کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے اہل حدیث کا ذکر کیا گیا تو اس نے کہا۔ "اصحاب الحدیث قوم سوء" کہ اہل حدیث بری قوم ہے۔ راوی (محمد بن اسمٰعیل) ذکر کرتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبلؒ نے یہ سنا تو۔

"فقام ابو عبدالله وينفض ثوبه فقال زنديق زنديق زنديق ودخل بيته"

کہ آپ (غصے سے) کھڑے ہوئے کپڑوں کو جھاڑا اور کہا وہ زندیق ہے زندیق ہے زندیق ہے اور گھر میں داخل ہو گئے۔

ذرا غور کیجئے کہ جب امام صاحب بہتر وحق والا گروہ اہل حدیث کو کہتے ہیں تو کیا شک رہا ہے کہ امام احمد بن حنبل خود بھی لقبِ اہل حدیث سے مقلب تھے اور تمام مندرجہ بالا حوالہ جات اسی بات کی پرزور تائید کرتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ:

اب امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں مختصر تحریر کیا جاتا ہے کہ آپ بھی (ایک لحاظ سے) امواجِ بحرِ اہل حدیث کی ایک بلند مرتبت موج ہی تھے چنانچہ کتاب اصول الدین ص ۳۱۲ پر ہے۔

"اصل ابی حنیفة فی الکلام کاصول اهل الحدیث"

کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اصول کلام میں اہل حدیث کے اصول کی طرح تھا۔

حدائق الحنیفہ ص ۱۳۴ پر ہے۔

حضرت سفیان بن عیینہ کہتے ہیں مجھے سب سے پہلے امام ابو حنیفہؒ نے اہل حدیث بنایا۔

ائمہ اربعہ کے علاوہ بھی محدثین اور امان دین لقبِ اہل حدیث کو پسند کرتے تھے، چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

[22] اما مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه وابن خزیمه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابویعلی والبزار ونحوهم فهم علی مذهب اهل الحدیث لیسوا مقلدین لواحد بعینه من العلما...... الخ"

"یعنی امام مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ، بزار وغیرہ تمام اہل حدیث تھے، کسی کے مقلد نہیں تھے۔" (مجموع فتاویٰ جلد ۲۰ ص ۴۰)

اور شاہ ولی اللہ "حجۃ اللہ البالغہ جلد ا ص ۱۵۳ پر فرماتے ہیں:

"وکان اصحاب الحدیث کان ینسب الی احد المذاهب لکثرة موافقه له کالنسائی والبیهقی ینسبان الی الشافعی"

کہ کبھی ائمہ اہل حدیث کو کسی مذہب کی کثرتِ موافقت کی وجہ سے اس کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے، جیسے امام نسائی، امام بیہقی کو شافعیت کی طرف منسوب کیا گیا۔ (ورنہ تمام محدثین کسی کے مقلد نہ تھے بلکہ وہ اہل حدیث ہی تھے اور مجتہد تھے) امام شافعیؒ کا ایک قول "رحلۃ الشافعی ص ۱۴" پر ہے کہ

"یلقانی الرجال واصحاب الحدیث منهم احمد بن حنبل وسفیان بن عینیه والاوزاعی الخ"

یعنی میری بہت سارے رجال اور کئی اہل حدیث سے ملاقات ہوئی ان میں احمد بن حنبل، سفیان بن عیینہ اور اوزاعی شامل تھے۔

محی الدین ابن عربی سے ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"ولا ینطق اسم العلماء الاعلی اهل الحدیث وهو الائمة علی الحقیقة" (فتوحات طبع مصر باب ۳۱۴)

یعنی علماء صرف اہل حدیث ہیں، جو حقیقی آئمہ ہیں۔

انوار قدسیہ ص ۱۰ پر ہے۔ امام عبدالوہاب شعرانی نے کہا

"فلا ینطق اسم العلماء الاعلی اهل الحدیث"

کہ اہل حدیث ہی حقیقتاً علماء کے نام سے موسوم ہو سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح الباری مقدمہ ص ۵۷۰ پر ہے، امام اسحاق بن راہویہ نے امام بخاری کے بارے میں اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

"یا معشر اصحاب الحدیث انظروا الی ھذا الشاب واکتبوا عنہ"

امام مسلم بن قتیبہ نے اپنی کتاب "تاویل مختلف الحدیث" میں تو ایک خاص عنوان "اصحاب الحدیث" ہی کا مقرر کیا ہے اور لکھا ہے کہ

"اہل حدیث نے حق کو تلاش کیا اور سنت کی پیروی کی وجہ سے قربِ الٰہی حاصل کرلیا۔" (ص ۷۷،۸۹)

اب تک کی تمام بحث سے ثابت ہو چکا ہے کہ: (۱) اصحابِ رسولؐ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، امامانِ دین تمام ملقب بہ اہل حدیث تھے۔ اور اس لقب سے ملقب ہونا باعث فخر جانتے تھے۔

(۲) لقب اہل حدیث کی ابتداء رسول اللہؐ کے وقت ہوئی۔ (۳) یہ لقب صحابہ کرامؓ، تابعین و امامانِ دین کے وقت بھی مروج و مشتہر تھا۔

تشہیرِ لقب:

جیسا کہ پہلے واضح کیا جاچکا ہے کہ اس لقب کی ابتداء عہدِ رسولؐ اللہ میں ہو چکی تھی۔ مگر اس لقب کی تشہیر اس وقت ہوئی جب اہل الرائے کا مذہب منظرِ عام پر آیا اہل الرائے وہ لوگ تھے جو عقل و قیاس کے تابع تھے، قرآن و حدیث سے کام نہ رکھتے تھے۔ ایسے میں جبکہ اہل الرائے بھی اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے تھے تو اس لئے لوگوں نے اہل الرائے اور اہل حدیث کے درمیان فرق کرنے کے لئے اہل الرائے کو اہل الرائے اور قرآن و حدیث کے پابند لوگوں کو اہل حدیث کے نام سے بلانا اور پکارنا شروع کردیا۔

چنانچہ مقدمہ ابن خلدون جلد اول ص ۲۷۲ پر ہے۔

"ولم یبق الا مذھب اھل الرائے من العراق واھل الحدیث من

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحجاز"

کہ نہیں باقی رہا مگر اہل الرائے کا مذہب عراق میں اور اہل حدیث کا حجاز میں۔

آج بھی جغرافیہ کے لحاظ سے کوفہ و بغداد عراق میں اور مکہ و مدینہ حجاز میں ہیں۔

اسی کتاب مقدمہ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۲۷۲ پر ہے۔

"وانقسم الفقه فيهم الى طريقين طريقة اهل الرائے والقياس وهم اهل العراق وطريقة اهل الحديث وهم اهل الحجاز وكان الحديث قليلا فى اهل العراق"

یعنی فقہ دو طریقوں پر تقسیم ہوگئی ایک طریقہ اہل الرائے (واہل قیاس) کا تھا جو عراق والے تھے دوسرا طریقہ اہل حدیث کا تھا جو اہلِ حجاز تھے۔ نیز اہل عراق حدیث میں کم عالم ہیں۔ (پھر ہم کس طرح کہہ دیں کہ حنفی لوگ علم حدیث میں زیادہ ماہر ہیں)

جماعت اسلامی کے ہم ذہن مکتبہ "اسلامک پبلیکیشنز لاہور نے علامہ راغب الطباخ کی کتاب شائع کی ہے، اس کا ترجمہ افتخار احمد بلخی نے کیا ہے، کتاب کا نام ہے "تاریخ افکار وعلوم اسلامی" (اس کے حصہ دوم ص ۴۰۔۴۱) پر ہے۔

"فقہ کی دو شاخیں پھوٹیں، ایک کو طریقہ اہل الرائے والقیاس کہتے تھے اور یہ اہل عراق تھے، اور دوسرے کو طریقہ اہل حدیث سے یاد کرتے تھے اور یہ اہل حجاز تھے۔

اہل عراق کے پاس حدیث کا سرمایہ کم تھا، اس لیے انہوں نے کثرت کے ساتھ قیاس سے کام لیا اس میں انہیں مہارت تامہ حاصل تھی، اس لیے انہیں اہل الرائے کہا جاتا تھا۔ اہل الرائے کی جماعت میں ایک مستقل فقہی مذہب نے نشو ونما پائی اس کے سربراہ و پیشوا امام ابوحنیفہ تھے اور اہل حجاز کے طریق فقہ کے راہنما امام مالک بن انس تھے اور ان کے بعد امام شافعی کی شخصیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامنے آتی ہے۔"

ص ۴۲ پر ہے:

"اہل ظاہر کے فقہی مذہب کے ناپید ہو جانے کے بعد اب رہ گئے دو ہی فقہی مذاہب، ایک عراق کے اہل الرائے کا، اور دوسرا حجاز کے اہل حدیث کا۔"

جبکہ علامہ شہرستانی اپنی کتاب "الملل والنحل جلد ا ص ۱۸۸ پر لکھتے ہیں:

"اصحاب الرائے وھم اھل العراق وھم اصحاب ابی حنیفة النعمان وانما سموا اھل الرائی لان غایتھم بتحصیل وجه من القیاس وربما یقدمون القیاس الجلی علی احادا الاخبار"

ایک کتاب ہے "مرأة الاسرار" جس کو شیخ عبدالرحمن چشتی نے شاہجہاں کے دور میں ۱۰۴۵ھ میں لکھا، کتاب تصوف اور صوفیاء کے بارے میں ہے، اور ٹائٹل پر لکھا ہے "گیارہ صدیوں کے اولیاء کے حالات و ملفوظات" اردو ترجمہ کروا کے الفیصل لاہور نے شائع کیا ہے اور لکھا ہے کہ:

"یہ کتاب خواجہ معین الدین چشتی کے باطنی اشارہ سے لکھی گئی"

اس کتاب کے ص ۵۱ پر ہے

اھل وصول اور ارباب وصول دو گروہ ہیں۔ اول "اہل حدیث" جن کے احکام کی بناء نصوص (یعنی قرآن و حدیث) پر ہے اور یہ حجازی ہیں اور (انہی میں) اصحاب مالک بن انس اور محمد بن ادریس شافعی کے۔ دوم "ارباب رائے" کہ جن کے احکام کی بناء بروجہ رائے و قیاس یا ا[illegible] ہے، یہ عراقی ہیں اور اصحاب ہیں امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کے اور ان کے متابعان کے مثلاً محمد بن حسن، حسن بن زیاد، ابو یوسف قاضی۔"

اسی طرح، رکن الدولہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی کتاب "جواہر التفسیر" میں سورۂ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاتحہ کی تفسیر میں ''صراط مستقیم'' کے تحت لکھا ہے۔''

گویا انہوں نے بھی مقدمہ ابن خلدون، شہرستانی کی ''الملل والنحل'' اور ابن حزم کی ''کتاب الفصل فی الملل والنحل'' کے مطابق ہی لکھا ہے۔ کہ اہل حدیث اور اہل الرائے والقیاس دو گروہ ہو گئے تھے، جو کتاب وسنت کو دین کا منبع و ماخذ جانتے اور عمل کرتے تھے وہی اہل حدیث کہلاتے تھے۔ اور جو رائے اور قیاس کو اہمیت دیتے تھے ان کو اہل الرائے کہا جاتا تھا۔

اسی طرح امام ابن تیمیہ ''منہاج السنہ جلد ۲ ص ۱۷۹ پر رقم طراز ہیں:

''من المعلوم لکل من له خبرة ان اهل الحديث من اعظم الناس بحثا عن اقوال النبی صلی الله علیه وسلم وطلبا لعلمها وارغب الناس فی اتباعها وابعد الناس عن اتباع الهوی فهم فی الاسلام کاهل الاسلام فی اهل الملل''

یعنی ہر باخبر انسان کو معلوم ہے کہ اہل حدیث احادیث رسول ﷺ کے بارے میں تمام لوگوں سے زیادہ تحقیقات کرنے والے، ان کے علم کے زیادہ حاصل کرنے والے اور ان سے زیادہ رغبت رکھنے والے ہیں۔ (اس کے ساتھ ساتھ) (اہل حدیث) رائے و قیاس سے اتباع کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ دور ہیں۔ پس وہ اسلام میں ایسے ہیں جیسے اہل اسلام دوسری اقوام میں۔

گویا علم حدیث اور علم الرائے و قیاس آپس میں متضاد ہیں۔ اور اسی لئے اہل الرائے اور اہل حدیث دو متضاد اور مخالف گروہ سمجھے گئے۔ اور لوگوں نے تمیز کے لئے اہل الرائے کے مقابل مسلمانوں کو (جو قرآن و حدیث کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے) اہل حدیث کے لقب سے پکارنا شروع کر دیا اور یوں لقب اہل حدیث کی تشہیر ہوئی۔

امام خطیب بغدادی شرف اصحاب الحدیث ص ۱۴ پر رقم طراز ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

"ما حدثتك عن اصحاب محمد ﷺ فخذوه وما قالوا برأيهم فبل عليه"

کہ جو میں اصحاب محمد ﷺ سے پیش کروں وہ لے لو اور جو لوگ اپنی رائے سے بات کریں ان کی باتوں پر پیشاب کرو۔

لا تخدعن عن الحديث واهله
فالراى ليل والحديث نهار

کہ حدیث اور اہل حدیث سے بے رغبتی نہ کرو کہ حدیث دن اور رائے رات ہے۔ (کتاب مذکور ص ۴۲)

شرف اصحاب الحدیث میں ہے کہ یزید بن زریع نے فرمایا:

"اصحاب الرائے اعداء السنة"

"کہ اہل الرائے سنت کے دشمن ہیں۔"

اسی کتاب شرف اصحاب الحدیث کے ص ۴۳ پر ابومزاحم خاقانی رحمہ اللہ کے دو اشعار ہیں کہ

اهل الكلام واهل الرائے قدعدموا
علم الحديث الذى ينحجوا به الرجل
لو انهم عرفوا الآثار ما انحرفوا
عنها الى غير ها لكنهم جهلوا

کہ اہل کلام اور اہل الرائے نے علم حدیث کو نہ حاصل کیا (کہ اسی سے آدمی نجات پاتا ہے) کاش وہ اس کی اہمیت کو جان جائے اور انحراف نہ کرے مگر وہ ناآشنا ہی ہے۔

—— کتب بھری پڑی ہیں کہ اہل الرائے اور اہل حدیث دو الگ الگ گروپ تھے یہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے کہ ائمہ حدیث کی کتب خصوصاً ترمذی شریف لقب اہل حدیث سے کے ذکر سے پر ہیں۔ بہرحال قرآن وسنت اور رائے و قیاس کا ہمیشہ آپس میں مقابلہ و تضاد ہی رہا ہے۔

ائمہ دین، اہل الرائے کے مقابل اہل حدیث کو حق پر تصور کرتے تھے۔ جیسا کہ امام ابن حزمؒ کا قول نقل کیا گیا ہے کہ ''اہل حدیث کو اہلِ حق کے نام سے یاد کیا جائے گا۔'' اور یہی زمانہ تھا جب لقب اہل حدیث کو شہرت حاصل ہوئی (جیسا کہ حوالہ جات سے ظاہر ہے

علیك باصحاب الحدیث فانهم
خیار عباد الله فی كل محفل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث ہی کیوں؟

آج کل کچھ لوگ کہتے ہیں کہ (۱) تم مسلمانوں کیوں نہیں کہلاتے؟ (۲) اہل حدیث کیوں کہلاتے ہو؟ ان دوسوالوں کے جواب بھی دو (۲) ہی دوں گا۔

(۱) عقلی (۲) نقلی

لیکن جوابات سے قبل اسی بحث میں مولانا امرتسری رحمہ اللہ کی کچھ عبارت دیکھ لیجئے کہ ہم اہل حدیث کیوں ہیں؟ وہ فرماتے ہیں کہ

''اب ایک سوال یہ ہے کہ دوسرے فرقوں کی طرح اہل حدیث بھی تو ایک فرقہ ہے۔ اس سے بھی تو فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے (اس لیے ہمیں اہل حدیث کی بجائے صرف مسلمان کہلوانا چاہیئے تاکہ ہم ایک ہوسکیں)

اس کا جواب یہ ہے اہل حدیث بحیثیت نام ایک فرقہ ہے مگر اصول اور عمل کی حیثیت سے یہ کوئی فرقہ نہیں بلکہ وہی ایک گروہ ہے جو تعلیم نبوت سے پیدا ہوا تھا۔ جس کی روش قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی تھی۔ نہ اس فرقے نے اپنے دستور العمل میں کوئی اضافہ کیا نہ سلف صالحین کی روش سے علیحدگی کی بلکہ بعینہ اسی طرح قرآن و حدیث یا یوں کہیئے کہ قرآن اور طریقۂ نبی علیہ السلام کو صحابہ کی روش پر محفوظ رکھا...... اہل حدیث کی اصلیت بتلانے کو عملی طریق کا یہ نام (اہل حدیث) ہے۔ دوسرے فرقوں نے اپنی نسبت اپنے اماموں کی طرف کر کے حنفی، شافعی وغیرہ القاب اختیار کیئے۔ چونکہ اس فرقہ کی نسبت کسی غیر کی طرف نہ تھی بلکہ طبقۂ اولیٰ کی طرح صرف نبی علیہ السلام کی طرف تھی۔ اس لئے اس نے اپنے طریق عمل کے مطابق اپنا لقب اہل حدیث رکھا جو اس کے طریق عمل کے لحاظ سے بہت موزوں ہے۔ اور اس کا اصول دین جو بنیادِ مذہب ہے وہی ہے جو طبقۂ اولیٰ کے مسلمانوں کا تھا یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن و حدیث (بطریق سلف صالحین) اہل حدیث لقب کے یہ معنی ہیں کہ قرآن و حدیث رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے والے یہی معنی ہیں ع

کسی کا ہو رہے کوئی ...... نبی کے ہو رہیں گے ہم

نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام اور اہل حدیث کا مذہب ایک ہے۔ ان دونوں کی طرف سے بزبانِ حال یہ کہنا موزوں ہے۔

من تو شدم تو من شدی، من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

(اسلام اور اہل حدیث)

اب مندرجہ سوالات (جو اس عبارت سے قبل تھے کہ تم مسلمان کیوں نہیں کہلاتے؟ اہل حدیث کیوں کہلواتے ہو؟) کے جوابات (مجھ سے بھی) ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عقلی جواب تو یہ ہے کہ جب ثابت کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اور بعد میں اصحابؓ رسولؐ، تابعین، تبع تابعینؒ اور امامانِ دین، اہل حدیث کہلاتے تھے۔ تو پھر ایک مسلمان کہلانے والا، قرآن و سنت کا ماننے والا چوں و چرا کیوں کرتا ہے کہ

باقول نبیؐ چون و چرا نشناسیم

نقلی جواب یہ ہے کہ

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر رسول اللہ ﷺ سے پہلے کی امتوں کو ان کی کتاب کی نسبت سے اہل کتاب کے لقب سے ملقب کیا ہے۔ قرآن پاک کے چند مقامات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيلِ (مائدہ:۴۷)

(۲) وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ (آل عمران:۱۱۰)

(۳) يَسْئَلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ (نساء:۱۵۳)

(۴) لِئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ (حدید:۲۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۵) وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ (عنکبوت:۴۶)

(۶) وَلَآ اَمَانِیِّ اَھْلِ الْکِتٰبِ (نساء:۱۲۳)

(۷) مَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (بقرہ:۱۰۵)

(۸) وَدَّ کَثِیْرٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (بقرہ:۱۰۹)

(۹) وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (آل عمران:۶۹)

(۱۰) وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (آل عمران:۷۲)

(۱۱) مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ (آل عمران:۷۵)

(۱۲) مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ (آل عمران:۱۱۳)

(۱۳) وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ (آل عمران:۱۹۹)

(۱۴) وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ (نساء:۱۵۹)

(۱۵) وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاھَرُوْھُمْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (الاحزاب:۲۶)

(۱۶) الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (حشر:۱۱)

(۱۷) لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (بینه:۱)

(۱۸) اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ (بینه:۶)

(۱۹) یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ (آل عمران:۶۵)

(۲۰) یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَکْفُرُوْنَ (آل عمران:۷۰)

(۲۱) یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ (آل عمران:۷۱)

(۲۲) یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا (نساء:۱۷۱)

(۲۳) یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ قَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلُنَا (مائدہ:۱۵)

(۲۴) قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ ھَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ (مائدہ:۵۹)

(۲۵) قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ (مائدہ:۶۸)

(۲۶) قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا (آل عمران:۶۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۷) قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ (آل عمران:۹۹)

(۲۸) قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا (مائدہ:۷۷)

(۲۹) يَٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ (الاحزاب:۱۳)

ان چند مقامات قرآن میں خالق کائنات نے اہل زبور، اہل تورات و اہل انجیل کو ان کی کتابوں کی نسبت سے مخاطب کیا ہے حالانکہ قبل امت محمدیہ کے تمام انبیاء کرام (مبعوث من اللہ) علیہم التحیۃ والسلام اور ان کے تمام امتی (بحوالہ قرآن کریم) مسلمان تھے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل جگہیں میرے اس دعوہ حق کا تائید کرتی ہیں۔ دیکھئے،

① تمام انبیاء مسلمان تھے۔

﴿يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا﴾ (مائدہ:۴۴)

''کہ وہ تمام انبیاء (جو مسلمان تھے) نے یہودیوں کو مسائل حقہ سے آگاہ کیا۔''

② حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے:

﴿اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (بقرہ:۱۳۱)

''کہ جب حضرت ابراہیمؑ کو (انکے) رب کریم نے فرمایا مسلمان ہو جاؤ تو انہوں نے کہا میں (اپنے اور) جہانوں کے رب کے لئے مسلمان ہو گیا۔''

③ انہیں کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (الحج:۷۸)

''یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا مذہب ہے اس (ابراہیمؑ) کا جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا۔''

④ ﴿وَلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا﴾ (آل عمران:۶۷)

''کہ حضرت ابراہیمؑ تو مسلمان تھے۔''

⑤ حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کے بارے میں قرآن حکیم میں ہے کہ جب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انہوں نے خانہ کعبہ کی مرمت کر لی تو دونوں باپ بیٹے نے مل کر دعا کی۔

﴿رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ﴾ (بقرہ:۱۲۸)

''کہ اے ہمارے رب ہمیں اور ہماری اولادوں میں سے ایک امت مسلمان بنا لے۔''

⑥ حضرت ابراہیم اور حضرت یعقوب علیہما السلام کی وصیت کا واقعہ دہراتے ہوئے قرآن زبان میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿يٰبَنِيَّ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ (بقرہ:۱۳۲)

''کہ اے بیٹو! تم مسلمان ہی رہنا یہاں تک کہ تمہیں موت آ جائے۔''

⑦ بیٹوں نے جواباً کہا:

﴿وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ﴾ (بقرہ:۱۳۳)

''کہ (اے ابا جان!) ہم اس (رب العالمین) کے لئے مسلمان ہوتے ہیں۔''

⑧ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم سے کہتے ہیں کہ:

﴿أُمِرْتُ أَنْ أَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (یونس:۷۲)

''کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ مسلمانوں میں سے ہو جاؤں۔''

⑨ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم پر آنے والے عذاب کی خبر زبان ملائکہ سے قرآن حکیم میں یوں درج ہے:

﴿فَمَا وَجَدْنَا فِيْهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (الذاریات:۳۶)

''کہ ہم نے مسلمانوں کے ایک گھر کے سوا کوئی مسلمان نہ دیکھا۔''

⑩ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو خط لکھا کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ وَاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾ (نمل:٣١)

''کہ (اے قوم بلقیس مع بلقیس) میرے پاس آؤ لیکن اس حالت میں تم مسلمان ہو۔''

⑪ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے سرداروں سے کہا:

﴿یٰاَیُّهَا الْمَلَؤُا اَیُّكُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ﴾ (نمل:٣٨)

''کہ اے سردارو! ان کے مسلمان ہو کے آنے سے قبل انکا تخت کون لائے گا؟''

⑫ جب ملکہ بلقیس حضرت سلیمان علیہ السلام پر ایمان لائیں تو فرمایا:

﴿قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَاَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ (نمل:٤٤)

''کہ (کہا) میرے رب! میں ظلم کیا (کرتی تھی) (اب) میں مسلمان ہوتی ہوں جناب سلیمان کے ساتھ جہانوں کے پالنے والے اللہ کے لئے۔''

⑬ ملکہ بلقیس جب مسلمان ہوئیں تو کہا:

﴿وَاُوْتِیْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِیْنَ﴾ (نمل:٤٢)

''اور ہم علم دیئے گئے اس سے پہلے اور ہم مسلمان ہیں۔''

⑮ حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا مانگی:

﴿تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ﴾ (یوسف:١٠١)

''کہ (اے میرے اللہ!) مجھے مسلمان ہی مارنا اور نیکوں سے مارنا (شمار کرنا)''

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل:

⑯ جب فرعون ڈوبنے لگا تو کہا:

﴿اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ (یونس:٩٠)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کہ میں بنی اسرائیل کے اللہ پر ایمان لاتا ہوں اور مسلمان ہوتا ہوں۔''

(گویا بنی اسرائیل بھی مسلمان تھے) فرمایا:

﴿وَقَالَ مُوسَىٰ يَٰقَوْمِ إِن كُنتُمْ ءَامَنتُم بِٱللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوٓا۟ إِن كُنتُم مُّسْلِمِينَ﴾ (یونس:۸٤)

''کہ حضرت موسیٰ نے کہا اے میری قوم! اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اس پر توکل کرو۔ یہ تمہارے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔''

⑱ حضرت موسیٰ پر ایمان لانے والے (سابقہ) جادوگروں کو جب فرعون نے ایذا دی تو انہوں نے کہا۔

﴿رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ﴾ (اعراف:۱۲٦)

''کہ اے ہمارے رب! ہمیں صبر کی توفیق دے اور (ہمیں) مسلمان ہی مارنا۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نصاریٰ:

⑲ نصاریٰ کو مخاطب کر کے حضرت عیسیٰ نے فرمایا:

﴿أَيَأْمُرُكُم بِٱلْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنتُم مُّسْلِمُونَ﴾ (آل عمران:۸۰)

''کہ کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دیتا ہے بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔''

⑳ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نصاریٰ کے درمیان ایک مکالمہ ہوا تھا اس کی خبر اللہ عزوجل نے یوں دی:

﴿قَالَ مَنْ أَنصَارِىٓ إِلَى ٱللَّهِ ۖ قَالَ ٱلْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ ٱللَّهِ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران:۵۲)

''اور فرمایا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے) کون ہے اللہ کے بارے میں میرا مددگار تو حواریوں نے کہا ہم اللہ کی خاطر مدد کریں گے اور ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور گواہ ہو جائیں کہ ہم مسلمان ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲۱) اسی طرح خالق کائنات ارشاد فرمایا ہے:

﴿وَإِذْ أَوْحَيْتُ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّنَا مُسْلِمُونَ﴾ (مائدہ:۱۱۱)

"کہ جب میں (اللہ) نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ (تو انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور گواہ ہو جا کہ ہم مسلمان ہیں۔)

(۲۲) مسلمانوں سے کہا گیا کہ وہ اہل کتاب سے کہیں:

﴿آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَإِلَٰهُنَا وَإِلَٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ (عنکبوت:٤٦)

"کہ ہم ایمان لائے اس چیز پر جو ہماری اور تمہاری طرف نازل ہوئی اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسی کے لئے مسلمان ہیں۔"

حاصل بحث:

یہ ہے کہ تمام پہلی امتیں اور انبیاء کرام مسلمان تھے پھر بھی خالق کائنات علیم وخبیر نے انہیں اہل کتاب، اہل تورات، اہل انجیل، یہود، نصاریٰ، بنی اسرائیل اور حواری وغیرہ کہا ہے۔

اس لئے قرآن مجید سے ثابت ہوگیا کہ:

عنداللہ مسلمان کو ان کی کتاب سے منسوب کرنا ٹھیک و بہتر ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ نے بھی مسلمانوں کو ان کی کتاب (قرآن) سے نسبت دیتے ہوئے فرمایا:

"ان اللہ وتر یحب الوتر فاوتروا یا اهل القران" (ابوداؤد والترمذی)

"اے اہل القرآن! تم وتر پڑھا کرو کہ اللہ بھی وتر (طاق) ہے اور طاق ہی کو پسند کرتا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسند احمد اور ترغیب وترھیب میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

اهل القران هم اهل الله

اہل قرآن، ہی اہل اللہ ہیں۔

نسائی جلد ا باب الامر بالوتر میں ہے

”عن علی قال اوتر رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم قال اوتروا یا اهل القرآن...... الخ“

کہ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وتر پڑھا پھر فرمایا اے اہل قرآن وتر پڑھو۔

نوٹ: پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ قرآن پاک کو قرآن حکیم ہی میں اللہ نے متعدد مقامات پر الحدیث کہا ہے اس لیے مسلمانوں کو قرآن و سنت سے تعلق رکھنے کی بناء پر لقب اہل حدیث سے ملقب کرنا ازروئے قرآن و حدیث ٹھیک اور بہتر ہے اور اس پر کوئی اعتراض کرنا قرآن وسنت سے ناآشنائی کا نتیجہ ہے۔

اذا اتتك مذمتی من ناقص
فهی الشهادة لی بانی کامل

نوٹ: بعض افراد کہتے ہیں کہ اہل قرآن کیوں نہیں کہلواتے اہل حدیث کیوں کہلواتے ہو؟ اس کا جواب یوں ہے کہ اہل قرآن کی منکرین حدیث سے تشبیہ ہو جاتی تھی۔ اور اہل قرآن صرف قرآن سے مخصوص سمجھا جا سکتا ہے جب کہ لفظ اہل حدیث، قرآن وسنت دونوں سے متعلق پر بولا جا سکتا ہے۔ اس لئے ہم اہل حدیث کہلواتے ہیں۔

خود قرآن مجید میں مسلمانوں کے لیے مسلم کے علاوہ کئی اور القاب کا ذکر ہے۔

اگر قرآن مجید میں ہے:

﴿هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (الحج: ۷۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو پھر قرآن مجید میں ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیْنَ﴾ (البقرہ:۶۲)

﴿وَتُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ (النور:۳۱)

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ﴾ (توبہ:۱۰۰)

یعنی قرآن پاک میں اہل اسلام کے لیے مسلم کے علاوہ مومن، مہاجر، انصار بھی آیا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ (حجرات:۱۳)

اہل حدیث، سلفی، اثری وغیرہ تعارف کے لیے ہیں، مسلم اور مومن کے متضاد نہیں۔ اسی طرح قرآن پاک میں جو تقویٰ اپناتے ہیں ان کے لیے ہے:

﴿الزمھم کلمة التقویٰ وکانوا احق بھا واھلھا﴾ (الفتح:۲۶)

سنن نسائی باب وجوب الزکاۃ میں ہے:

"للجنة ابواب فمن کان من اھل الصلوٰة دعی من باب الصلاة ومن کان من اھل الجھاد دعی من باب الجھاد ومن کان من اھل الصدقة دعی من باب الصدقة ومن کان من اھل الصیام دعی من باب الریان...... الخ"

یعنی جنت کے کئی دروازے ہوں گے، جنہوں نے نماز کو اہمیت دی وہ اہل صلوٰۃ، جنہوں نے جہاد کو اہمیت دی وہ اہل جہاد ہیں، جنہوں نے صدقہ کو اہمیت دی وہ اہل صدقہ ہیں اور جنہوں نے روزوں کو اہمیت دی وہ اہل صیام ہیں۔ اسی طرح حدیث کو اہمیت دینے والے، حدیث کو اپنا منہج ونظریہ بتانے والے، تمام مسائل کے لیے حدیث کی طرف رجوع کرنے والے اور رجوع کی دعوت دینے والے، ہی اہل حدیث کہلاتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کراچی شہر میں جو چند افراد ہیں کہ کہتے ہیں کہ اپنے آپ کو صرف مسلم یا مسلمین ہی کہلا سکتے ہیں دوسرے کسی نام سے بھی اپنے نام کو ملقب کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔ انہوں نے ایک دو پمفلٹ بھی شائع کیے ہیں۔

اس سلسلے میں انہوں نے قرآن مجید کی ان آیات کو پیش کیا ہے، جہاں کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اس کے متبعین کے متعلق، مسلم اور مسلمین کا لفظ آیا ہے۔ ان میں انہوں نے دیانت داری سے ہرگز کام نہیں لیا بلکہ اہل ہوا کی طرح صرف اپنے مطلب براری کے لیے آیات کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ کیونکہ جس نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یا اس کے متبعین کو مسلم یا مسلمین کہا گیا ہے۔ ان کو قرآن مجید ہی میں دوسرے القاب سے بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ان القاب سے پکارا جانا کیوں کر جائز ہو گیا اور ایسی آیات کا ذکر کیوں کیا گیا؟

تمام کلمہ گویانِ اسلام اولین اپنے آپ کو مسلم یا مسلمین کہتے ہیں، لکھتے ہیں، کہلواتے ہیں۔ اس نام سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے۔ کیونکہ دینِ اسلام میں داخل ہونے کا یہی ظاہری دروازہ ہے۔ اس کے بعد میں مسلمین کو دوسرے اوصاف سے متصف ہونے کی وجہ سے دیگر القاب سے بھی موسوم کیا گیا ہے۔

اسلام اور ایمان یہ دونوں لفظ عموماً ایک دوسرے کے مترادف استعمال ہوتے ہیں لیکن بعض موقع پر اسلام سے ظاہری اعمال اور ایمان سے اعتقادی اعمال مراد ہوتے ہیں۔

”والحق ان بينهما عموما وخصوصا فكل مؤمن مسلم وليس كل مسلم مومنا“ (فتح الباری صفحہ ۱۲۲ جلد ۱۰)

یعنی حق بات یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں میں عموم اور خصوص کی نسبت ہے۔ ہر مؤمن مسلم ہے لیکن ہر مسلم کا مومن ہونا ضروری نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾ (حجرات:۱٤)

یعنی ''اعرابیوں نے کہا کہ ہم ایمان لے آئے۔ اے محمد ﷺ کہہ دیجیے تم ایمان نہیں لائے اور لیکن کہو کہ ہم اسلام لے آئے (مسلمین ہو گئے) اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔''

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی امتوں کو اوصاف کی بناء پر مختلف خطاب سے پکارا گیا ہے۔
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کرتے ہوئے۔ ان لوگوں نے سب سے اول حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ آیت پیش کی ہے۔

﴿وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ (یونس:۷۲)

جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق دوسرے مقام پر فرمایا ہے:

﴿انه من عبادنا المؤمنين﴾ (الصافات:۸۱)

اس سے معلوم ہوا ہے کہ وہ مومن بھی پکارے جاتے تھے نہ کہ صرف مسلم جیسا کہ ان لوگوں نے تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔

حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروکار

﴿المومنين﴾ (الشعراء:۱۱۴-۱۱۸)

﴿اصحاب السفينة﴾ (عنکبوت:۱۱۵)

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید میں بہت سے اوصاف سے متصف کیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) امام۔ سورہ بقرہ آیت ۱۲۴ (۲) صالح، سورہ بقرہ آیت ۱۳۰۔ (۳) حنیفاء، سورہ بقرہ آیت ۱۳۵۔ آل عمران آیت ۶۷-۹۵ وغیرہا من الایات (۴) خلیل، نساء آیت ۱۲۵۔ (۵) اواہ (۶) حلیم، سورہ توبہ آیت ۱۴۴۔ (۷) امۃ (۸) قانت سورہ نحل ۱۲۰۔ (۹) شاکر، سورہ نحل آیت ۱۲۱ (۱۰) صدیق، سورہ مریم آیت ۴۱۔ (۱۱) مسلم،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آل عمران آیت ٦٧۔

ان کے علاوہ کچھ اور اوصاف بھی مذکور ہیں لیکن یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کو ملتِ ابراہیم کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ وہاں خصوصی طور پر حنیف کا ذکر ہے ملاحظہ ہو بقرہ آیت ١٣٥ نحل آیت ١٢٣۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں **الحنیفیة السمحة** کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ صرف ایک لفظ مسلم کو بطور استدلال اپنے مقصد کے لیے استعمال کرنا اور باقی اوصاف کو چھوڑ دینا انصاف نہیں ہے۔ اور نہ امانت دارانہ تحقیق ہے۔ اور نہ ہی یہ منصفانہ انداز ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروکاروں کے لیے قرآن پاک میں ہے کہ مسلمون: (بقرہ آیت ١٣٢، ١٣٣) مومنین: (ابراہیم، آیت ٤١)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو کہا گیا، کہ

① یہود: (بقرہ آیت ١١١، ١١٣، ١٢٠) سورۃ مائدہ آیت ١٩۔ ٥١۔ ٦٤۔ سورہ توبہ آیت ٣٠ وغیرہا من الآیات)

② بنی اسرائیل: (بقرہ آیت ٤٠۔ ٤٧۔ ١٢٢۔ ٢٤٦ وغیرہا من الآیات)

③ مسلمین: (اعراف آیت ١٢٦ قصص آیت ٥٣)

④ مؤمنین: (سورہ اعراف آیت ١٤٣، سورہ بقرہ آیت ٩١۔ ٩٣)

⑤ اہل کتاب: (سورہ بقرہ آیت ١٠٥۔ ١٠٩، آل عمران آیت ٦٤۔ ٦٥۔ ٦٩، سورہ مائدہ آیت ٦٨ وغیرہا من الآیات)

⑥ اصحاب موسیٰ (شعراء آیت ٦١)

⑦ اہل الذکر: (سورہ نحل آیت ٤٣، انبیاء آیت ٧)

⑧ ان میں سے بعض کو اصحاب السبت بھی کہا گیا ہے۔ سورہ نساء آیت ٤٧

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیروکار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① مسلمون: (آل عمران آیت ۵۲ سورہ مائدہ آیت ۱۱۱ سورہ قصص آیت ۵۳)
② مؤمنین: (سورہ آل عمران آیت ۴۹)
③ حواریون: (سورہ آل عمران آیت ۵۲ سورۂ صف آیت ۱۴)
④ انصاراللہ: (سورہ آل عمران آیت ۵۲ سورہ صف آیت ۱۴)
⑤ نصاریٰ: (بقرۃ آیت ۶۲۔۱۱۱۔۱۱۳۔۱۲۰، سورہ مائدہ آیت ۱۸۔۶۹۔۸۲ وغیرہا)
⑥ اہل الانجیل: (سورہ مائدہ آیت ۴۷)
⑦ اہل الذکر: (النحل آیت ۴۳، انبیاء آیت ۷)
⑧ اہل کتاب: (بقرہ آیت ۱۰۵، ۱۰۹، آل عمران آیت ۶۴۔۶۵۔۶۹۔۹۸۔۹۹ مائدہ آیت ۶۸ وغیرہا من الآیات)

حضرت لوط علیہ السلام کے پیروکاروں کو کہا گیا کہ
① مومنین: (ذاریات آیت ۳۵)
② مسلمین: (ذاریات آیت ۳۶)
ان کو مومنین کہا اور پھر مسلمین

﴿أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتَٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ﴾ (بقرہ : ۸۵)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں کے لیے ہے کہ
①: مومنین: (سورہ آل عمران آیت ۲۸۔۱۲۱۔۱۲۲، سورۂ نور آیت ۳۰۔۳۱ وغیرہا من الآیات) مومنین کے لفظ سے قرآن مجید بھرا پڑا ہے۔
②: مسلمون: (سورہ بقرہ آیت ۱۳۶، آل عمران ۶۴۔۸۴۔۱۰۲، سورہ نحل آیت ۸۹، سورہ حج آیت ۷۸ وغیرہا)

(یہ بات ذہن نشین کر لیجیے۔ قرآن مجید میں دنیا و آخرت کی فوز و فلاح، کامیابی و کامرانی مومنین کے لیے بیان کی گئی ہے اور قرآن مجید کی تلاوت اور مطالعہ کرنے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے یہ مخفی نہیں ہے۔ جبکہ مسلمین صرف مسلمین کے لیے کہیں بھی کسی قسم کی فوز وفلاح کا ذکر نہیں ہے۔)

③ انصار اللہ: (سورہ صف آیت ۱۴)

④ حزب اللہ: (سورہ مجادلہ آیت ۲۲)

صحابہ کرامؓ کی دو جماعتوں کا ذکر بایں ہوا، کہ

⑤ مہاجرین: انصار (سورہ توبہ آیت ۱۰۰، ۱۱۷) اسی طرح متقین، متطہرین، محسنین، حزب اللہ، اولیاء الرحمٰن وغیرہ بھی کہا گیا ہے، اور احادیث ہیں۔

⑥ اہل قرآن: (مشکوۃ ۱۸۴ رواہ مسلم وصفحہ ۱۱۲)

چلتے چلتے مناسب سمجھتا ہوں کہ لقب محمدی اور سلفی کی نسبت بھی کچھ لکھ جاؤں۔ کہ جیسا قرآن حکیم کے کئی مقامات پر بنی اسرائیل، یہود و نصاریٰ آیا ہے۔ اسی طرح مسلمان بھی اپنے نبی برحق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں)

صحابہ کا قول ہے: (بالخصوص حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے)

لست علیٰ ملة علی ولا ملة عثمان بل انا علی ملة رسول الله

اسی طرح کہتے

ما انا علوی ولا عثمانی ولکنی علی ملة رسول الله (الاحکام فی اصول الاحکام ص ۱۷۴ ج ٦)

یہ بحث آج اہل حدیث پر کئے جانے والے تمام اعتراضات کا جواب ہے۔ کہ لقب اہل حدیث سے ملقب گروہ ایسا گروہ ہے جس کی نسبت مولانا حالیؔ نے کہا تھا:

بہت مخلص اور صاف بندے خدا کے
نشاں جن سے قائم ہیں صدق و صفا کے
نہ شہرت کے خواہاں، نہ طالب ثنا کے
نمائش سے بیزار، دشمن ریا کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریاض سب ان کی خدا کے لئے
مشقت سب اس کی رضا کے لئے

اور بقول امام شافعیؒ:

اری المرٔ من اھل الحدیث کانہٗ
رای المرٔ من صحب النبیؐ المفضل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لقب اہل حدیث پر اجماع

معروف محقق مولانا زبیر علی زئی اپنے ایک مفصل مضمون میں لقب اہل حدیث پر اجماع نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''سلف صالحین کے آثار سے پچاس (۵۰) حوالے پیش خدمت ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہلِ حدیث کا لقب اور صفاتی نام بالکل صحیح ہے اور اسی پر اجماع ہے۔

1۔ بخاری: امام بخاری نے طائفہ منصورہ کے بارے میں فرمایا:

"یعنی اهل الحدیث"

یعنی اس سے مراد اہل حدیث ہیں۔ (مسألة الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷ وسندہ صحیح، الحجۃ فی بیان المحجۃ ۱/۲۴۶)

امام بخاری نے یحییٰ بن سعید القطان سے ایک راوی کے بارے میں نقل کیا:

"لم یکن من اهل الحدیث" (التاریخ الکبیر ۶/۴۲۹، الضعفاء الصغیر:۲۸۱)

''وہ اہل الحدیث میں سے نہیں تھا۔''

2۔ مسلم: امام مسلم مجروح راویوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

"هم عند اهل الحدیث متهمون"

''وہ اہل حدیث کے نزدیک متہم ہیں۔'' (صحیح مسلم، المقدمہ ص ۶ (قبل الباب الاول) دوسرا نسخہ ج ا ص ۵)

امام مسلم نے مزید فرمایا:

"وقد شرحنا من مذهب الحدیث واهله"

''ہم نے حدیث اور اہلِ حدیث کے مذہب کی تشریح کی۔'' (حوالہ مذکورہ)

امام مسلم نے ایوب السختیانی، ابن عون، مالک بن انس، شعبہ بن الحجاج، یحییٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی اور ان کے بعد آنے والوں کو من اھل الحدیث اہل حدیث میں سے قرار دیا۔ (صحیح مسلم، المقدمہ ص ۲۲ (باب صحۃ الاحتجاج بالحدیث المعنعن) دوسرا نسخہ ۱/۲۶ تیسرا نسخہ ۱/۲۳)

3۔ شافعی: ایک ضعیف روایت کے بارے میں امام محمد بن ادریس الشافعی فرماتے ہیں:

"لا یثبت اھل الحدیث مثله" (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/۲۶۰ وسندہ صحیح)

"روایت کو اہل حدیث ثابت نہیں سمجھتے۔"

امام شافعی نے فرمایا:

اذا رایت رجلا من اصحاب الحدیث فکانی رایت النبی ﷺ حیا (شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۸۵ وسندہ صحیح)

"جب میں اصحاب الحدیث میں سے کسی شخص کو دیکھتا ہوں تو گویا میں نبی ﷺ کو زندہ دیکھتا ہوں۔"

4۔ احمد بن حنبل: امام احمد بن حنبل سے طائفہ منصورہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"ان لم تکن ھذہ الطائفة المنصورة اصحاب الحدیث فلا ادری من ھم؟" (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ رقم: ۲ وسندہ حسن، وصححہ ابن حجر فی فتح الباری ۱۳/۲۹۳ تحت ح ۷۳۱۱)

"یہ طائفہ منصورہ اہل حدیث نہیں ہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں؟"

5۔ یحییٰ بن سعید القطان: امام یحییٰ بن سعید القطان نے سلیمان بن طرحان التیمی کے بارے میں فرمایا:

"کان التیمی عندنا من اھل الحدیث" (مسند علی بن الجعد ۱/۵۹۴ ح ۱۳۵۴ وسندہ صحیح، دوسرا نسخہ: ۱۳۱۴، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۴/۱۲۵ وسندہ صحیح)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''تیمی ہمارے نزدیک اہل حدیث میں سے ہیں۔''

ایک راوی حدیث عمران بن قدامہ العمی کے بارے میں یحییٰ القطان نے کہا:

"ولکنه لم یکن من اهل الحدیث" (الجرح والتعدیل ۶/۳۰۳ وسنده صحیح)

''وہ اہل حدیث میں سے نہیں تھا۔''

6۔ترمذی: امام ترمذی نے ابوزید نامی ایک راوی کے بارے میں فرمایا:

"وابو زید رجل مجهول عند اهل الحدیث" (سنن الترمذی:۸۸)

''اور اہل حدیث کے نزدیک ابوزید مجہول آدمی ہے۔''

7۔ابوداؤد: امام ابوداؤد السجستانی نے فرمایا:

"عند عامة اهل الحدیث" (رسالة ابی داؤد الی مکه فی وصف سننه ص ۳۰، ومخطوط ص ۱)

عام اہل حدیث کے نزدیک

8۔نسائی: امام نسائی نے فرمایا:

"ومنفعة لاهل الاسلام ومن اهل الحدیث والعلم والفقه والقرآن" (سنن النسائی ۷/۱۳۵ ح ۴۱۴۷، التعلیقات السلفیة: ۴۱۵۲)

''اور اہل اسلام کے لئے نفع ہے اور اہلِ حدیث، علم وفقہ وقرآن والوں میں سے۔''

9۔ابن خزیمہ: امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ النیسابوری نے ایک حدیث کے بارے میں فرمایا:

"لم نر خلافا بین علماء اهل الحدیث ان هذا الخبر صحیح من جهة النقل" (صحیح ابن خزیمه ۱/۲۱ ح ۳۱)

''ہم نے علمائے اہل حدیث کے درمیان کوئی اختلاف نہیں دیکھا کہ یہ حدیث روایت کے لحاظ سے صحیح ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

10۔ابن حبان: حافظ محمد بن حبان البستی نے ایک حدیث پر درج ذیل باب باندھا:

"ذکر خبر شنع به بعض المعطلة علی اهل الحدیث، حیث حرموا توفیق الاصابة لمعناه" (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۵۶۶ دوسرا نسخہ: ۵۶۵)

اس حدیث کا ذکر جس کے ذریعے بعض معطلہ فرقے والے اہلِ حدیث پر تنقید کرتے ہیں کیونکہ یہ (معطلہ) اس کے صحیح معنی کی توفیق سے محروم ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر حافظ ابن حبان نے اہل الحدیث کی یہ صفت بیان کی ہے:

"ینتحلون السنن ویذبون عنها ویقمعون من خالفها" (صحیح ابن حبان، الاحسان: ۶۱۲۹ دوسرا نسخہ: ۶۱۶۲) نیز دیکھئے الاحسان (۱/۱۴۰ قبل ح ۶۱)

"وہ حدیثوں پر عمل کرتے ہیں، ان کا دفاع کرتے ہیں اور ان کے مخالفین کا قلع قمع کرتے ہیں۔"

11۔ ابوعوانہ: امام ابوعوانہ الاسفرائنی ایک مسئلے کے بارے میں امام مزنی کو بتاتے ہیں:

"اختلاف بین اهل الحدیث" (دیکھئے مسند ابی عوانہ ج۱ ص۴۹)

"اس میں اہل حدیث کے درمیان اختلاف ہے۔"

12۔عجلی: امام احمد بن عبداللہ بن صالح العجلی نے امام سفیان بن عیینہ کے بارے میں فرمایا:

"وکان بعض اهل الحدیث یقول: هو اثبت الناس فی حدیث الزهری" (معرفة الثقات ۱/۴۱۷ ت ۶۳۱، دوسرا نسخہ: ۵۷۷)

"اور بعض اہلِ حدیث کہتے تھے کہ وہ زہری کی حدیث میں سب سے زیادہ ثقہ ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

13۔ حاکم: ابوعبداللہ الحاکم النیسابوری نے امام یحییٰ بن معین کے بارے میں فرمایا:

"امام اهل الحديث" (المستدرك ۱/ ۱۹۸ ح ۷۱۰)

''اہلِ حدیث کے امام''

14۔ حاکم کبیر: ابواحمد الحاکم الکبیر نے ایک کتاب لکھی ہے:

"شعار اصحاب الحديث" (یہ کتاب راقم الحروف کی تحقیق اور ترجمے سے چھپ چکی ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۹ص ۴ تا ۲۸)

''اہلِ حدیث کا شعار''

15 فریابی: محمد بن یوسف الفریابی نے کہا:

"راينا سفيان الثورى بالكوفة وكنا جماعة من اهل الحديث" (الجرح والتعدیل ۱/ ۶۰ وسندہ صحیح)

''ہم نے سفیان ثوری کو کوفہ میں دیکھا اور ہم اہلِ حدیث کی ایک جماعت تھے۔''

16۔ فریابی: جعفر بن محمد الفریابی نے ابراہیم بن موسیٰ الوزدولی کے بارے میں کہا:

"وله ابن من اصحاب الحديث يقال له: اسحاق" (الکامل لابن عدی ۱/ ۲۷۱ دوسرا نسخہ ۱/ ۴۴۰ وسندہ صحیح)

''اس کا بیٹا اہلِ حدیث میں سے ہے، اسے اسحاق کہتے ہیں۔''

17۔ ابوحاتم الرازی: اسماء الرجال کے مشہور امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں:

"واتفاق اهل الحديث على شئ يكون حجة" (کتاب المراسیل ص ۱۹۲ فقرہ: ۷۰۳)

''اور کسی چیز پر اہلِ حدیث کا اتفاق حجت ہوتا ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

18۔ ابوعبید: امام ابوعبید القاسم بن سلام ایک اثر کے بارے میں فرماتے ہیں:

"وقد یاخذ بھذا بعض اھل الحدیث" (کتاب الطھور لابی عبید: ۱۷۴، الاوسط لابن المنذر ۱/۲۶۵)

"بعض اہلِ حدیث اسے لیتے ہیں۔"

19۔ ابوبکر بن ابی داؤد: امام ابوداؤد السجستانی کے صدوق عندالجمہور صاحب زادے ابوبکر بن ابی داؤد فرماتے ہیں:

"ولاتك من قوم تلھو بدینھم فتطعن فی اھل الحدیث وتقدح" (کتاب الشریعۃ لمحمد بن الحسین الآجری ص ۹۷۵ وسندہ صحیح)

"اور تو اس قوم میں نہ ہونا جو اپنے دین سے کھیلتے ہیں (ورنہ) تو اہلِ حدیث پر طعن و جرح کر بیٹھے گا۔"

20۔ ابن ابی عاصم: امام احمد بن عمرو بن الضحاک بن مخلد عرف ابن ابی عاصم ایک راوی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"رجل من اھل الحدیث ثقۃ" (الآحاد والمثانی ۱/ ۴۲۸ ح ۶۰۴)

"وہ اہلِ حدیث میں سے ایک ثقہ آدمی ہے۔"

21۔ ابن شاہین: حافظ ابوحفص عمر بن شاہین نے عمران العمی کے بارے میں یحییٰ القطان کا قول نقل کیا:

"ولکن لم یکن من اھل الحدیث" (تاریخ اسماء الثقات لابن شاھین: ۱۰۸۴)

"لیکن وہ اہلِ حدیث میں سے نہیں تھا۔"

22۔ الجوزجانی: ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی نے کہا:

"ثم الشائع فی اھل الحدیث" (احوال الرجال ص ۴۳ رقم: ۱۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''پھر اہل حدیث میں مشہور ہے۔'' نیز دیکھئے ص ۲۱۴

23۔ احمد بن سنان الواسطی: امام احمد بن سنان الواسطی نے فرمایا:

"لیس فی الدنیا مبتدع الا وھو یبغض اھل الحدیث" (معرفة علوم الحدیث للحاکم ص ۴ رقم: ۶ وسندہ صحیح)

دنیا میں کوئی ایسا بدعتی نہیں ہے جو کہ اہل حدیث سے بغض نہیں رکھتا۔

معلوم ہوا کہ جو شخص اہلِ حدیث سے بغض رکھتا ہے یا اہلِ حدیث کو برا کہتا ہے تو وہ شخص پکا بدعتی ہے۔

24۔ علی بن عبداللہ المدینی: امام بخاری وغیرہ کے استاد امام علی بن عبداللہ المدینی ایک روایت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

"یعنی اھل الحدیث" (سنن الترمذی: ۲۲۲۹، عارضة الاحوذی ۹/۷۴)

یعنی وہ اہلِ حدیث (اصحاب الحدیث) ہیں۔

25۔ قتیبہ بن سعید: امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا:

"اذا رایت الرجل یحب اھل الحدیث...... فانه علی السنة"

(شرف اصحاب الحدیث للخطیب: ۱۴۳ وسندہ صحیح)

''اگر تُو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ اہل الحدیث سے محبت کرتا ہے تو یہ شخص سنت پر (چل رہا) ہے۔

26۔ ابن قتیبہ الدینوری: المحدث الصدوق امام ابن قتیبہ الدینوری (متوفی ۲۷۶ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے:

"تاویل مختلف الحدیث فی الرد علی اعداء اھل الحدیث"

اس کتاب میں انہوں نے اہل حدیث کے دشمنوں کا زبردست رد کیا ہے۔

27۔ بیہقی: احمد بن الحسین البیہقی نے مالک بن انس، اوزاعی، سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید، حماد بن سلمہ، شافعی، احمد اور اسحاق بن راہویہ وغیرہم کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''من اھل الحدیث'' اہل حدیث میں سے، لکھا ہے۔ (کتاب الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد للبیہقی ص ۱۸۰)

28۔ اسماعیلی: حافظ ابوبکر احمد بن ابراہیم الاسماعیلی نے ایک راوی کے بارے میں کہا:

''لم یکن من اھل الحدیث'' (کتاب المعجم ۱/۴۶۹ ت ۱۲۱، محمد بن جبریل النسوی)

''وہ اہلِ حدیث میں سے نہیں تھا۔''

29۔ خطیب: خطیب بغدادی نے اہلِ حدیث کے فضائل پر ایک کتاب شرف اصحاب الحدیث لکھی ہے جو کہ مطبوع ہے۔ خطیب کی طرف نصیحۃ اھل الحدیث نامی کتاب بھی منسوب ہے۔ نیز دیکھئے تاریخ بغداد (۱/۲۲۴ ت ۵۱)

30۔ ابونعیم الاصبہانی: ابونعیم الاصبہانی نے ایک راوی کے بارے میں کہا:

''لا یخفی علی علماء اھل الحدیث فسادہ'' (المستخرج علی صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۷ فقرہ: ۸۹)

''علمائے اہلِ حدیث پر اس کا فساد مخفی نہیں ہے۔''

ابونعیم الاصبہانی نے کہا:

''وذھب الشافعی مذھب اھل الحدیث'' (حلیۃ الاولیاء ۹/۱۱۲)

اور شافعی اہلِ حدیث کے مذہب پر گامزن تھے۔

31۔ ابن المنذر: حافظ محمد بن ابراہیم بن المنذر النیسابوری نے اپنے ساتھیوں اور امام شافعی وغیرہ کو ''اہل الحدیث'' کہا۔ دیکھئے الاوسط (۲/۳۰۷) تحت ح: ۹۱۵)

32۔ الآجری: امام ابوبکر محمد بن الحسین الآجری نے اہلِ حدیث کو اپنا بھائی کہا:

''نصیحۃ لاخوانی من اھل القرآن واھل الحدیث واھل الفقہ وغیرھم من سائر المسلمین'' (الشریعۃ ص ۳، دوسرا نسخہ ص ۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’میرے بھائیوں کے لئے نصیحت ہے۔ اہلِ قرآن، اہلِ حدیث اور اہلِ فقہ میں (جو) تمام مسلمانوں میں سے ہیں۔‘‘

تنبیہ: منکرینِ حدیث کو اہلِ قرآن یا اہلِ فقہ کہنا غلط ہے۔ اہلِ قرآن، اہلِ حدیث اور اہلِ فقہ وغیرہ القاب اور صفاتی نام ایک ہی جماعت کے نام ہیں۔ والحمد للہ۔

33۔ ابن عبدالبر: حافظ یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر الاندلسی نے کہا:

”وقالت طائفة من اهل الحديث“ (التمہید ج۱ص ۱۶)

اہلِ حدیث کے ایک گروہ نے کہا۔

34۔ ابن تیمیہ: حافظ ابن تیمیہ الحرانی نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

”الحمد لله رب العالمين، امام البخاری وابوداود فاما مان فی الفقه من اهل الاجتهاد، واما مسلم والترمذی والنسائی وابن ماجه وابن خزيمة وابو يعلى والبزار ونحوهم فهم على مذهب اهل الحديث، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ولا هم من الائمة المجتهدين على الاطلاق......“ (مجموع فتاوی ج۲۰ص۴۰)

الحمد للہ رب العالمین، بخاری اور ابوداود تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ اور البزار وغیرہم تو وہ اہلِ حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے اور نہ مجتہد مطلق تھے۔

تنبیہ: ابن تیمیہ کا ان کبار ائمہ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ ’’نہ مجتہد مطلق تھے‘‘ محلِ نظر ہے۔

35۔ ابن رشید: ابن رشید الفہری (متوفی ۷۲۱ھ) نے امام ایوب السختیانی وغیرہ کبار علماء کے بارے میں فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"من اهل الحديث" (السنن الابین ص ۱۹۹، نیز دیکھئے السنن الابین ص ۱۲۴)

(وہ) اہلِ حدیث میں سے (تھے)

36۔ ابن القیم: حافظ ابن القیم نے اپنے مشہور قصیدے نونیہ میں کہا:

يا مبغضاً اهل الحديث وشاتما

ابشر بعقد ولاية الشيطان

اے اہلِ حدیث سے بغض کرنے والے اور گالیاں دینے والے، تجھے شیطان سے دوستی قائم ہونے کی بشارت ہو۔ (الكافية الشافعية فی الانتصار للفرقة الناجية ص ۱۹۹ فصل فی ان اهل الحديث هم انصار رسول الله ﷺ و خاصة)

37۔ ابن کثیر: حافظ اسماعیل بن کثیر الدمشقی نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت: ۷۱ کی تفسیر میں فرمایا:

"وقال بعض السلف: هذا اكبر شرف لاصحاب الحديث لان امامهم النبی ﷺ" (تفسير ابن كثير ۴/۱۶۴)

"بعض سلف (صالحین) نے کہا: یہ (آیت) اہل حدیث کی سب سے بڑی فضیلت ہے کیونکہ ان کے امام نبی ﷺ ہیں۔"

38۔ ابن المنادی: امام ابن المنادی البغدادی نے قاسم بن زکریا یحیٰی المطرز کے بارے میں کہا:

"وكان من اهل الحديث والصدق" (تاريخ بغداد ۱۲/۴۴۱ ت ۶۹۱۰ وسنده حسن)

اور وہ اہلِ حدیث میں سے (اور) سچائی والوں میں سے تھے۔

39۔ شیرویہ الدیلمی: دیلم کے مشہور مؤرخ امام شیرویہ بن شہردار الدیلمی نے عبدوس (عبدالرحمٰن) بن احمد بن عباد الثقفی الہمدانی کے بارے میں اپنی تاریخ میں کہا:

"روى عنه عامة اهل الحديث ببلدنا وكان ثقة متقنا" (سير

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلام النبلاء ۱۴/۴۳۸ والاحتجاج به صحیح لأن الذھبی یروی من کتابه)

''ہمارے علاقے کے عام اہلِ حدیث نے ان سے روایت بیان کی ہے اور وہ ثقہ متقن تھے۔''

40۔محمد بن علی الصوری: بغداد کے مشہور امام ابوعبداللہ محمد بن علی بن عبداللہ بن محمد الصوری نے کہا:

قل لمن عاند الحدیث و

اضحی عائبا اھله و من یدعیه

ابعلم تقول ھذا، ابن لی

ام بجھل فالجھل خلق السفیه

ایعاب الذین ھم حفظوا

الدین من الترھات و التحویه

(تذکرۃ الحفاظ للذھبی ۳/۱۱۱۷ ت ۱۰۰۲ وسندہ حسن، سیراعلام النبلاء ۱۷/۶۳۱، المنتظم لابن الجوزی ۱۵/۳۲٤)

''حدیث سے دشمنی اور اہلِ حدیث کی عیب جوئی کرنے والے سے کہہ دو کیا تو علم سے یہ کہہ رہا ہے؟ بتا دے۔ اگر جہالت سے، تو جہالت بیوقوف کی عادت ہے۔ کیا ان لوگوں کی عیب جوئی کی جاتی ہے جنھوں نے دین کو باطل اور بے بنیاد باتوں سے بچایا ہے؟''

41۔سیوطی: آیت کریمہ

﴿یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ﴾ (بنی اسرائیل:۷۱)

کی تشریح میں جلال الدین السیوطی فرماتے ہیں:

''لیس لاھل الحدیث منقبة اشرف من ذلك لانه لا امام لھم غیرہ ﷺ'' (تدریب الراوی ۲/۱۲٦، نوع ۲۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کے لئے اس سے زیادہ فضیلت والی اور کوئی بات نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے سوا اہلِ حدیث کا کوئی امام نہیں ہے۔

42۔ قوام السنہ: قوام السنہ اسماعیل بن محمد بن الفضل الاصبہانی نے کہا:

"ذکر اهل الحديث وانهم الفرقة الظاهرة على الحق الى ان تقوم الساعة" (الحجة في بيان المحجة وشرح عقيدة اهل السنة ۱/ ۲۴۶)

''اہلِ حدیث کا ذکر اور وہی قیامت تک حق پر غالب فرقہ ہے۔''

43۔ رامہرمزی: قاضی حسن بن عبدالرحمٰن بن خلاد الرامہرمزی نے کہا:

"وقد شرف الله الحديث وفضل اهله" (المحدث الفاصل بين الراوي والواعي ص ۱۵۹ رقم:۱)

اللہ نے حدیث اور اہلِ حدیث کو فضیلت بخشی ہے۔

44۔ حفص بن غیاث: حفص بن غیاث سے اصحاب الحدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا:

"هم خير اهل الدنيا" (معرفة علوم الحديث للحاكم ص ۳ ح ۳ وسنده صحيح)

''وہ دنیا میں سب سے بہترین ہیں۔''

45۔ نصر بن ابراہیم المقدسی: ابوالفتح نصر بن ابراہیم المقدسی نے کہا:

"باب فضيلة اهل الحديث" (الحجة على تارك المحجة ج ۱ ص ۳۲۵)

''اہلِ حدیث کی فضیلت کا باب''

46۔ ابن مفلح: ابوعبداللہ محمد بن مفلح المقدسی نے کہا:

"اهل الحديث هم الطائفة الناجية القائمون على الحق"

(الآداب الشرعية ۱/ ۲۱۱)

اہل حدیث ناجی گروہ ہے جو حق پر قائم ہے۔

47۔ الامیر الیمانی: محمد بن اسماعیل الامیر الیمانی نے کہا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"علیك باصحاب الحدیث الافاضل تجد عندهم كل الهدى و الفضائل" (الروض الباسم فی الذب عن سنة ابی القاسم ج۱ص۱۴۶)

"فضیلت والے اہل حدیث کو لازم پکڑو، تم ان کے پاس ہر قسم کی ہدایت اور فضیلتیں پاؤ گے۔"

48۔ ابن الصلاح: صحیح حدیث کی تعریف کرنے کے بعد حافظ ابن الصلاح الشہر زوری لکھتے ہیں:

"فهذا هو الحدیث الذی یحکم له بالصحة بلا خلاف بین اهل الحدیث" (علوم الحدیث عرف مقدمة ابن الصلاح مع شرح العراقی ص۲۰)

یہ وہ حدیث ہے جسے صحیح قرار دینے پر اہلِ حدیث کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔

49۔ الصابونی: ابو اسماعیل عبدالرحمٰن بن اسماعیل الصابونی نے ایک کتاب لکھی ہے:

عقیدة السلف اصحاب الحدیث سلف، اصحاب الحدیث کا عقیدہ، اسمیں کہتے ہیں:

"و یعتقد اهل الحدیث و یشهدون ان الله سبحانه و تعالىٰ فوق سبع سموات علىٰ عرشه" (عقیدة السلف اصحاب الحدیث ص۱۴)

اہل حدیث یہ عقیدہ رکھتے اور اس کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سات آسمانوں سے اوپر عرش پر ہے۔

50۔ عبدالقاہر البغدادی: ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بن محمد البغدادی نے شام وغیرہ کی سرحدوں پر رہنے والوں کے بارے میں کہا:

"کلهم علىٰ مذهب اهل الحدیث من اهل السنة" (اصول الدین ص۳۱۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ سب اہل سنت میں سے اہل حدیث کے مذہب پر ہیں۔

ان پچاس حوالوں سے ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا مہاجرین، انصار اور اہلِ سنت کی طرح صفاتی نام اور لقب اہلِ حدیث ہے اور اس لقب کے جواز پر امتِ مسلمہ کا اجماع ہے۔ کسی ایک امام نے بھی اہل حدیث نام و لقب کو غلط، ناجائز یا بدعت ہرگز نہیں کہا۔ لہٰذا بعض خوارج اور ان سے متاثرین کا اہلِ حدیث نام سے نفرت کرنا، اسے بدعت اور فرقہ وارانہ نام کہہ کر مذاق اڑانا اصل میں تمام محدثین اور امت مسلمہ کے اجماع کی مخالفت کرنا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں جن سے اہل الحدیث یا اصحاب الحدیث وغیرہ صفاتی ناموں کا ثبوت ملتا ہے۔ محدثین کرام کی ان تصریحات اور اجماع سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث ان صحیح العقیدہ محدثین و عوام کا لقب ہے جو بغیر تقلید کے کتاب و سنت پر فہم سلف صالحین کی روشنی میں عمل کرتے ہیں اور ان کے عقائد بھی کتاب و سنت اور اجماع کے بالکل مطابق ہیں۔ یاد رہے کہ اہل حدیث اور اہل سنت ایک ہی گروہ کے صفاتی نام ہیں۔

بعض اہل بدعت یہ کہتے ہیں کہ اہل حدیث صرف محدثین کو کہتے ہیں چاہے وہ اہل سنت میں سے ہوں یا اہلِ بدعت میں سے، ان لوگوں کا یہ قول فہم سلف صالحین کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ اہلِ بدعت کے اس قول سے یہ لازم آتا ہے کہ گمراہ لوگوں کو بھی طائفۂ منصورہ قرار دیا جائے حالانکہ اس قول کا باطل ہونا عوام پر بھی ظاہر ہے۔ بعض راویوں کے بارے میں خود محدثین نے یہ صراحت کی ہے وہ اہلِ حدیث میں سے نہیں تھے۔
(دیکھئے فقرہ: ۵، ۲۱، ۲۸)

دنیا کا ہر بدعتی اہلِ حدیث سے نفرت کرتا ہے تو کیا ہر بدعتی اپنے آپ سے بھی نفرت کرتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق یہ ہے کہ اہلِ حدیث کے اس صفاتی نام ولقب کا مصداق صرف دو گروہ ہیں:

① حدیث بیان کرنے والے (محدثین)

② حدیث پر عمل کرنے والے (محدثین اوران کے عوام)

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ونحن لا نعني باهل الحديث المقتصرين على سماعه او كتابته او روايته، بل نعني بهم: كل من كان احق بحفظه ومعرفته وفهمه ظاهرا وباطنا، واتباعه باطناً وظاهرا، وكذلك اهل القرآن" (مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ۹۵/۴)

اہل حدیث کا ہم یہ مطلب نہیں لیتے کہ اس سے مراد صرف وہی لوگ ہیں جنہوں نے حدیث سنی، لکھی یا روایت کی ہے بلکہ اس سے ہم یہ مراد لیتے ہیں کہ ہر وہ آدمی جو اس کے حفظ، معرفت اور فہم کا ظاہری و باطنی لحاظ سے مستحق ہے اور ظاہری و باطنی لحاظ سے اس کی اتباع کرتا ہے اور یہی معاملہ اہلِ قرآن کا ہے۔

حافظ ابن تیمیہ کے اس فہم سے معلوم ہوا کہ اہلِ حدیث سے مراد محدثین اور ان کے عوام ہیں۔ آخر میں عرض ہے کہ اہلِ حدیث کوئی نسلی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک نظریاتی جماعت ہے۔ ہر وہ شخص اہلِ حدیث ہے جو قرآن و حدیث و اجماع پر سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں عمل کرے اور اسی پر اپنا عقیدہ رکھے۔ اپنے آپ کو اہل حدیث (اہلِ سنت) کہلانے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ اب یہ شخص جنتی ہو گیا ہے۔ اب اعمالِ صالحہ ترک، خواہشات کی پیروی اور من مانی زندگی گزاری جائے بلکہ وہی شخص کامیاب ہے جس نے اہلِ حدیث (اہل سنت) نام کی لاج رکھتے ہوئے اپنے اسلاف کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزاری۔ واضح رہے نجات کے لئے صرف نام کا لیبل کافی نہیں ہے بلکہ نجات کا دارومدار قلوب واذہان کی تطہیر اور ایمان وعقیدے کی درستی کے ساتھ اعمال صالحہ پر ہے۔ یہی شخص اللہ کے فضل وکرم سے ابدی نجات کا مستحق ہوگا۔ انشاء اللہ۔'' (منقول مقالات ص ۱۶۱ تا ۱۷۳)

*****

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اعتراض اور اس کا جواب

بعض نا اہل ولاعلم حضرات اپنی کم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے بکثرت بلاتحقیق ایک بے بنیاد اعتراض اہل حدیث پر کر کے لوگوں کو مغالطے کا شکار کرتے ہیں کہ اہل حدیث سے مراد اہل فن محدثین ہیں عام (آج کے) اہل حدیث نہیں۔

جواب:

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا اے درد بس
جی میں رہ نہ جائے یہ آہ بھی کر دیکھنا

اگرچہ اس اعتراض کا جواب پہلی عبارتوں میں واضح ہو چکا ہے۔ مگر وہ شاید صرف صاحبِ عقل وفراست دانش مندوں ہی کی سمجھ میں آ سکتا ہے اس لیے پھر صراحت سے واضح کر کے بیان کرتا ہوں۔

(۱) جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے کہ جب مسلمان کہلوانے والے اہل الرائے نمودار ہوئے تو اس وقت اس لقب (اہل حدیث) کو شہرت ہوئی اور لوگ ان دونوں فریقوں میں فرق کرنے کے لئے ایک کو اہل الرائے اور دوسرے کو اہل حدیث کہتے تھے۔ جیسا کہ علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ثم المجتهدون من آئمة الامة فی صنفين لا يعدون الیٰ ثالث اصحاب الحديث واصحاب الرائے" (الملل والنحل علی کتاب الفصل ص ۴۵ جلد۲)

کہ مجتہد دو ہی قسم کے ہیں تیسری کوئی قسم نہیں ایک اہل حدیث دوم اہل رائے۔ یعنی یہ بات واضح ہے کہ اس وقت مسلمان کہلانے والے دو گروہوں میں منقسم تھے ایک اہل حدیث دوم اہل رائے۔ یہی بات امام ابن حزم اپنی کتاب "الفصل فی الملل والنحل" میں بھی ارشاد فرماتے ہیں اور یہی بحث ابن خلدون نے اپنے مقدمہ میں بھی کی ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کہا ہے کہ اہل الرائے کا مرکز کوفہ و بغداد تھا جبکہ اہلحدیث کا مرکز حجاز مقدس تھا۔ جیسا کہ ہم پیچھے لکھ آئے ہیں۔

اسلیے اگر ہم اہل حدیث سے مراد صرف اور صرف محدثین لیں تو اہل رائے کے خلاف عام مسلمانوں (محدثین کے علاوہ) کو کیا کہیں گے؟ جب کہ مسلمان کہلوانے والے دو گروہ ہو چکے تھے۔

(۲) حدیث مصطفیٰ ﷺ:

"سیفترق امتی علیٰ ثلاث و سبعین فرقة کلها فی النار الا فرقة واحدة"

کہ میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے جن میں سے صرف ایک جنت میں جائے گا۔ باقی تمام جہنم میں) کے تحت اس حدیث کی شرح میں امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

"ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلا ادری من هم"

کہ اگر اس سے مراد اہل حدیث نہیں تو میں کسی اور کو جنتی نہیں جانتا۔ (شرف اصحاب الحدیث ص۱۴)

اسی طرح اسی کتاب کے اسی صفحہ پر ابوالحسین محمد بن عبداللہ بن بشیر رحمہ اللہ کی ایک روایت ہے کہ:

"رایت النبی ﷺ فی المنام فقلت من الفرقة الناجية من ثلاث و سبعین فرقة قال انتم یا اصحاب الحدیث"

کہ میں نے خواب میں آنحضرت ﷺ سے سوال کیا ناجی فرقہ کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اے اہل حدیثو! تم۔

نوٹ: یہ پہلے گزر چکا ہے کہ مومن کا خواب نبوت صادقہ کا چھیالیسواں حصہ ہے۔

نیز ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"من رانی فی المنام فقد رانی فان الشیطان لا یتمثل بی"
کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا (کسی اور کو نہیں) کیونکہ شیطان میری شکل اختیار کرنے سے قاصر ہے۔" (ترمذی ابواب الرؤیا)

اسی طرح حدیث رسول اللہ ﷺ:

"لاتزال طائفة من امتی منصورین علی الحق لا یضرهم من خذلهم حتی تقوم الساعة"
"کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔"

اس حدیث کی شرح میں امام یزید ہارون رحمہ اللہ فرماتے:

"ان لم یکونوا اصحاب الحدیث فلا ادری من هم" (شرف اصحاب الحدیث ص ۱۵)
کہ اگر حق جماعت سے مراد اہل حدیث نہیں تو میں کسی جماعت حقہ سے آشنا نہیں۔

امام عبداللہ ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هم عندی اصحاب الحدیث
(وہ اہل حدیث ہی ہیں)

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی اصحاب الحدیث (حق جماعت اہل حدیث ہیں)
امام بخاریؒ کے استاذ محمد بن علی المدینیؒ فرماتے ہیں:

هم اصحاب الحدیث
(کہ وہ اہل حدیث ہی ہیں)

امام احمد بن حنبل اور احمد بن سنان رحمہما اللہ بھی بعینہ یہی ارشاد فرماتے ہیں: (حوالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جات از شرف اصحاب الحدیث ص ۱۵)

اب ان تمام حوالہ جات مذکورہ سے ہر ذی شعور اندازہ لگا سکتا ہے کہ اہل حدیث کہلوانے کے لئے محدث و ماہر فن حدیث ہونے کی شرط نہیں کیونکہ اگر جنتی اور حق والے صرف محدثین ہیں تو عام (محدثین کے علاوہ) مسلمان کہاں جائیں گے؟

دراصل یہ تمام کارروائی عام (محدثین کے علاوہ) مسلمانوں کو دینِ حق (اسلام) سے برگشتہ کرنے کی کارروائیوں میں سے ایک ہے ؎

مانند حباب آنکھ تو کُھلی اے دردؔ
کھینچا نہ اس بحر میں عرصہ کوئی دم

(۳) امام ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر تمیمی بغدادی رحمہ اللہ اپنی کتاب اصول الدین جلد اول ص ۳۱۷ پر رقم طراز ہیں کہ ”یہ بھی واضح ہو کہ حدود رومۃ الکبریٰ، جزیرۃ العرب ملک شام اور آذربائیجان وغیرہ تمام علاقوں کے باشندے ایک وقت میں سب اہل حدیث تھے۔

براعظم افریقہ کے مفتوحہ ممالک اور اندلس کے علاوہ اہالیان بحیرہ مغرب بھی اہل حدیث کہلاتے تھے۔ اسی طرح ملک یمن اور حبش کے رہنے والے بھی اہل حدیث (کے لقب سے ملقب تھے) (کتاب مذکورہ جلد ۱ ص ۳۱۷)

اس حوالہ کے بعد بھی ہر عاقل انسان سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ کیا ان تمام علاقوں میں اہل حدیث کہلانے والے مسلمان تمام محدث تھے؟

ایسے ہی مقدمہ ابن خلدون جلد دوم میں جناب ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

”اہل حجاز اکثر اہل حدیث ہیں۔“

جناب عبدالصمد صارم ازہری، تاریخ الحدیث میں مشہور و معروف عالم سیاح ابوالقاسم مقدسی کی زبانی ”سیادت سندھ“ کے تحت لکھتے ہیں: فاکثرھم اصحاب الحدیث (سندھ کے مسلمانوں میں اکثریت اہل حدیث کی ہے) اب پھر سوچئے کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہندوستان و حجاز کے مسلمانوں میں اکثریت محدثین کی تھی یا عامیوں کی؟ اور اگر عام لوگ اکثریت میں تھے تو اعتراض کا کیا فائدہ؟

این چه بو العجبی است؟

فی الحال اگر صرف محدثین کو بھی مان لیا جائے تو پھر بھی یہ بات کسی طرح درست نہیں۔

(۴) شیخ الاسلام حجۃ الہند شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اپنی شہیر عالم کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں رقمطراز ہیں کہ:

"قد علم من هذا ان مذهب العامی فتویٰ مفتیه ...... ان كان عامیا لیس له مذهب فمذهبه فتویٰ مفتیه كما صرحوا"

(حجة الله البالغه ص ۱۵۸)

کہ عامی مسلمان کا کوئی مذہب نہیں بلکہ جو اس کے مفتی کا فتویٰ ہے وہی اس کا مذہب ہے۔ ردالمختار شرح درمختار میں ہے۔ العامی لا مذهب له بل مذهبه مذهب مفتیه (کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں اس کا مذہب وہی ہوگا جو اس کے مفتی کا ہے)

غرض کہ اس طرح کی عبارتیں فقہی کتب میں عام ملیں گی کہ:

"ان الناس علیٰ دین ملوکهم، لا مذهب لعامی الا مذهبه مذهب امامه وغیره"

خالق آباد ضلع نوشہرہ (سرحد) سے دیوبندی احباب کا ایک ماہنامہ ''القاسم'' شائع ہوتا ہے، اس کے شمارہ نمبر ۴ مجریہ اگست ۲۰۰۸ء ص ۲۶ پر مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی کے ذوق شعر و ادب کے حوالے سے ان کی کتاب ''کشکولِ معرفت ص ۱۰۸ کا ایک اقتباس نقل کیا ہے، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ''دین کی سلامتی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے میں ہے۔ اور بحمد اللہ ہر محدث اور حدیث کا ہر طالب یہ شرف حاصل کر رہا ہے، اور بقول ملا علی قاری:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهل الحديث هم اهل النبي
ان لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

''کہ حدیث پر عمل کرنے والے لوگ ہی نبی ﷺ کے ساتھی اور خاندان والے ہیں اگرچہ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ ملاقات نہیں کی لیکن آپ ﷺ کے الفاظ سے بہرہ ور ہو گئے۔''

قاضی زاہد الحسینی نے اہل الحدیث کا ترجمہ ''حدیث پر عمل کرنے والے'' کیا ہے۔

اور یہی ہمارا مؤقف ہے کہ ہر وہ مسلمان جو حدیث پر عمل کرے وہ اہل حدیث کے لقب سے ملقب ہوگا، خواہ عالم ہو یا عامی۔

ان تمام حوالہ جات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ عام مسلمان بھی اہل حدیث کہلوا سکتے ہیں لقب اہل حدیث صرف محدثین کے لئے ہی مخصوص نہیں۔ اور یہ مغالطہ کہ اہل حدیث صرف اہل فن کا نام ہے تعصب، کم علمی اور قلتِ مطالعہ کا نتیجہ ہے۔

؎ ذکرِ وفا کیجئے اس سے جو واقف نہ ہو
کہتے ہو، کس سے تم، ٹک تو ادھر دیکھنا

؎ اهل الحديث عصابة الحق
فازو بدعوة سيد الخلق

محدثین کی خدمات سے نہ کوئی انکار کر سکا ہے اور نہ ہی کوئی راہِ فرار اختیار کر سکا ہے لیکن سوچنے اور غور کرنے کی بات یہ ہے کہ تمام محدثین نے احادیث کو حاصل کرنے، جمع کرنے، مدون کرنے، لکھ لینے اور حفظ کر لینے کے بعد اپنا منہج ونظریہ کون سا بنایا؟ جب آپ محدثین کرام کے منہج ونظریہ سے آگاہی حاصل کریں گے تو بعینہٖ وہی نظریہ ومنہج آپ کو نظر آئے گا جو آج کے اہلِ حدیث کا ہے۔

کھولئے! مؤطا امام مالک، مسند احمد، صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن نسائی، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ، بیہقی، دارمی وغیرہ ان تمام کتب احادیث کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مؤلفین محدثین کرام نے اپنی اپنی کتب میں پہلے تبویب کی صورت میں ایک عنوان قائم کیا اور پھر اس کے تحت حدیثِ رسول ﷺ ذکر کر کے اس عنوان کو ثابت کیا یا اس کی تردید کی یعنی تمام محدثین عظام یہ انداز، یہ طرز اپنا کر زبانِ حال سے اپنے منہج اور نظریہ کا اظہار فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی چیز پایۂ ثبوت کو پہنچ سکتی ہے تو حدیثِ رسول ﷺ کے ذریعے اور اگر کسی چیز کی نفی کی جا سکتی ہے تو وہ بھی حدیثِ رسول ﷺ کے ذریعے۔ بعینہٖ یہی منہج و نظریہ ہے آج کے اہلِ حدیث کا ہے، آج اہلِ حدیث بھی یہی کہتے ہیں کہ اپنے عقائد و ایمانیات اور اپنی عبادات، معیشت و معاشرت، تجارت و لین دین، نکاح و طلاق کے تمام مسائل و معاملات کو حدیثِ رسول ﷺ کی روشنی میں بجا لایئے۔ اور کتب احادیث میں محدثین کرام کا بھی یہی منہج ہے۔ جب اس منہج کی وجہ سے محدثین کی بڑی شان و فضیلت بیان کی جا سکتی ہے تو اسی منہج کے حاملین آج کے اصحاب الحدیث کو اس شان و فضیلت سے کیسے محروم کیا جا سکتا ہے؟ تلك اذا قسمة ضيزى

امام ابنِ قتیبہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "تاویل مختلف الحدیث" میں محدثین اور اہلِ حدیث کے تعارف کے طور پر ایک اہم بات ارشاد فرمائی ہے جس سے محدثین اور آج کے اہلِ حدیث کے مابین اہم ترین تعلق کی نشاندہی ہوتی ہے۔

فرماتے ہیں کہ: "محدثین نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو حاصل کرنے کیلئے اور جمع کرنے کیلئے بحر و بر، مشرق و مغرب کا سفر کر کے اللہ تعالیٰ کے ہاں تقرب حاصل کیا اور اس سفر میں نوع نوع کی صعوبتیں اس لئے برداشت کیں کہ ان احادیث کو براہِ راست اصل ناقلین سے سن کر حاصل کر سکیں اور جماعت اہلِ حدیث نے حق یہیں سے حاصل کیا۔ (تاویل مختلف الحدیث ص ۸۸)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ اپنی گراں قدر تصنیف منہاج السنۃ ج ۲ ص ۱۷۹ میں تعارفِ اہلِ حدیث یوں بیان فرماتے ہیں:

"من المعلوم لكل من له خبرة ان اهل الحديث من اعظم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناس بحثا عن اقوال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وطلباء العلم وارغب الناس فی اتباعھا وابعد الناس اتباع ھوی فانھم یتبعون قولہ ایمانا بہ ومحبۃ لمتابعتہ لالغرض لھم فی الشخص الممدوح فھم من اھل الاسلام فی اھل الملل“

”جسے علم ہے وہ یہ بات جانتا ہے کہ حدیث میں بحث کرنا دوسروں کو ان کی طرف راغب کرنا اور رائے سے دور رہنے میں جماعت اہل حدیث کو بلند مرتبہ اور نمایاں حیثیت حاصل ہے کیوں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی کسی لالچ یا کسی خاص فرد کو راضی رکھنے کی غرض سے نہیں بلکہ یقین اور محبت کے ساتھ تابعداری کرتے ہیں پس وہ مسلمان کہلانے والے فرقوں میں اس طرح ممتاز اور فائق ہیں جس طرح اہلِ اسلام باقی ادیان کے ماننے والوں میں ممتاز اور فائق ہیں۔“

امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ کی تعارفِ اہل حدیث پر مبنی ایمان افروز تقریر ملاحظہ ہو فرمائیں۔

”اہل حدیث کا حدیث کی علاوہ کوئی مشغلہ نہیں۔ انہوں نے حدیث کی خاطر دنیا کی نعمتوں کو ٹھکرایا۔ چنانچہ کتابت حدیث ان کی غذا ہے ایک دوسرے کو حدیثیں سنانا ان کی رات کی گفتگو ہے۔ تھکن سے ان کا آرام حدیث کا ورد ہے۔ کتابتِ حدیث کی سیاہی ان کیلئے عطر اور خوشبو ہے احادیث ...... رہنا ان کی نیند ہے۔ جن چراغوں کی روشنی میں وہ حدیث لکھتے اور پڑھتے ہیں سردی میں وہ چراغ ان کیلئے ہیٹر ہیں ان کیلئے حدیث سیکھنا باعثِ خوشی اور حدیث کی مجالس ان کیلئے باعثِ زینت ہیں۔“ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۳)

علامہ عبداللہ بن عبدالحمید الاثری نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الوجیز میں صفحہ ۲۹ تا ۳۲ اہلِ حدیث کا بالتفصیل تعارف کرایا ہے ان میں سے چند چیدہ چیدہ مقامات ہدیۂ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قارئین ہیں!

(الف) "اقتصارھم فی التلقی علی السنة والاھتمام بھما والتسلیم للنصوصھما وفھمھما علی مقتضی منھج السلف"

(یہ اہل حدیث) صرف قرآن وحدیث سے استفادہ کرتے ہیں اور ان کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اور قرآن وحدیث کا فہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج کے مطابق حاصل کرتے ہیں۔

(ب) "لیس لھم امام معظم یاخذون کلامه کله ویدعون ماخالفه الا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم وھم اعلم الناس باحواله وباقواله وافعاله لذالك ھم اشد الناس حبا للسنة واحرصھم علی اتباعھا واکثرھم موالاة لاھلھا"

ان کا کوئی ایسا خاص امام نہیں جس کی تمام باتیں وہ تسلیم کرلیں اور جو باتیں اس کے خلاف ہوں وہ سب چھوڑ دیں سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جو ان کے امام ہیں لہٰذا یہ (اہل حدیث) سنت نبوی کے بہت پابند اور سنت جاننے والے علماء سے بہت محبت کرتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

(ج) "انھم اعظم الناس صبرا علی اقوالھم ومعتقداتھم ودعوتھم"

اپنے عقیدے، قول اور اپنی دعوت پر مضبوطی سے ثابت قدم رہتے ہیں کسی کی طرف سے تکلیف پہنچنے یا لوگوں کے پروپیگنڈوں سے خائف ہوکر صحیح عقیدہ سے منحرف نہیں ہوتے۔

صحیح بخاری کی حدیث جس کے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں فرماتے ہیں کہ:

"احب بنی تمیم لثلث خصال"

میں بنوتمیم قبیلے سے تین خصلتوں کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے دیکھا ایک جانب صدقات کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں دریافت فرمایا کہ یہ کہاں سے آئے ہیں؟ بتایا گیا کہ یہ صدقات بنوتمیم قبیلے کی طرف سے آئے ہیں فرمایا ھذہ صدقات قومی یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔

(ب) رسول اللہ ﷺ سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو ان کے پاس ایک لونڈی موجود تھی، آپ ﷺ نے استفسار فرمایا اس کا تعلق کس قبیلے سے ہے بتایا بنوتمیم قبیلے سے۔ ارشاد فرمایا فاعتقیھا فانھا من قوم اسماعیل اسے آزاد کر دو اس لئے کہ اس کا تعلق قوم اسماعیل علیہ السلام سے ہے۔

(ج) ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا تذکرہ کرتے ہوئے قبیلہ بنوتمیم کے متعلق فرمایا کہ ھم اشد امتی علی الدجال میری امت میں سے دجال پر سب سے زیادہ سخت قبیلہ بنوتمیم ہوگا۔

حدیث کے اس حصے سے معلوم ہوا کہ بنوتمیم کے افراد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بھی تھے اور دجال کے آنے تک رہیں گے اور چونکہ دجال اس امت کا سب سے بڑا اور ہولناک فتنہ ہے لہٰذا اس کی سرکوبی کرنے والے اہلِ حق ہی ہوں گے یعنی بنوتمیم کے افراد حق پر ہوں گے۔

کیوں نہ آج تحقیق کر لی جائے کہ اس وقت قبیلہ بنوتمیم کے افراد کے عقائد، منہج اور نظریات کیا ہیں؟ جب اس بارے میں جستجو کی، تحقیق کی جائے تو پتہ چلے گا کہ خوشی کا اس لئے کہ قبیلہ بنوتمیم کے افراد جہاں جہاں بھی پائے گئے سب کے سب اہل حدیث ہیں۔ (الحمد للہ علی ذالک)

ناظرین کرام! شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ جن کے نظریات منہج وعقائد کسی سے ڈھکے چھپے نہیں آپ کا تعلق بھی بنوتمیم قبیلہ سے ہے۔ اہل حدیث چاہے عالم دین ہو یا اس کا تعلق عوام الناس سے ہو دونوں یقین جیسی اس نعمت سے مستفید بھی ہوتے ہیں اور اپنی اس سعادت مندی پر شاداں وفرحاں بھی ہیں۔ اس نعمت کا تذکرہ کرتے ہوئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث دیارِ سندھ ابو محمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ خطبات راشدیہ میں یوں رقم طراز ہیں:

اہل حدیث کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ ملتا ہے وہ اس پر مکمل یقین اور ایمان رکھتے ہیں اس میں کسی قسم کا شک و تردد نہیں کرتے اور نہ ہی اس کیلئے کسی دوسری شہادت اور تائید کو تلاش کرتے ہیں۔ علماء تو اپنی جگہ، اہل حدیث عوام کا بھی یہی حال ہے کہ حدیث کا ترجمہ دیکھ کر ان کو یقین حاصل ہو جاتا ہے اور ان کو اس پر عمل کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں ہوتی۔

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس نعمت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا ہے:

”فاما ما اوتیه علماء اهل الحدیث وخواصهم من التیقن والمعرفة الهدی فامر یحل عن الوصف لکن عند عوامهم من الیقین والعلم النافع مالم یحعل منه شیء لائمة المتفلسفة المتکلمین وهذا ظاهر مشهود لکل احد“ (نقض المنطق ص۲۶)

”یعنی علمائے اہل حدیث کو جو یقین، معرفت دین اور ہدایت حاصل ہے وہ تو ہے ہی بیان سے باہر، لیکن عوام اہل حدیث کو جو یقین اور علم نافع حاصل ہے اس میں سے ذرا یقین اور علم نافع بڑے بڑے فلاسفر اور علم الکلام کے اماموں کو حاصل نہیں۔“

اسی صفحہ پر شیخ الاسلام مزید فرماتے ہیں:

”هم اعظم الناس علماً ویقیناً وطمانیة وسکینة وهم الذین یعلمون ویعملون، انهم یعلمون وهم بالحق یوقنون لایشکون ولا یمترون“

وہ (اہل حدیث) علم و یقین، اطمینان اور سکون کے حصول کے اعتبار سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام لوگوں سے بلند مقام پر فائز ہیں اور وہ اس بات سے باخبر ہیں اور شک و تردد کے بجائے حق بات پر یقین رکھتے ہیں۔

اہل حدیث کے برعکس تقلید کی اندھیری خندقوں اور کھائیوں میں گرے پڑے لوگ تردد ہی تردد اور شک ہی شک کا شکار ہیں، اس کا اندازہ فقہ حنفی کے مشہور کتاب الدرالمختار کے مقدمہ میں موجود اس عبارت سے بخوبی کیا جا سکتا ہے۔

”مذهبنا صواب يحتمل الخطا ومذهب مخالفنا خطا يحتمل الصواب“

”یعنی ہمارا مذہب درست ہے لیکن اس کے غلط ہونے کا بھی احتمال ہے۔ اور ہمارے مخالف کا مذہب غلط ہے لیکن اس کے صحیح ہونے کا بھی احتمال ہے۔“

یہ شک اور تردد اس حد تک پہنچا ہوا ہے کہ اگر حدیث رسول اللہ ﷺ پیش کی جاتی ہے تو اس کے جواب میں کہا جاتا ہے کہ ”پتہ نہیں جی! ہماری سمجھ سے باہر ہے، ہمارے امام کا تو یہ قول ہے، یہ حدیث ہمارے امام کو بھی معلوم ہوگی اس کے باوجود ان کا یہ قول ہے، لہٰذا ہم ان کے قول پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔

⊙⊙⊙⊙⊙

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث یا وھابی

اب جان ذرا کوچہ بتاں کی باتیں
ہو چکا تذکرۂ باغ جناں اے واعظ

اہل حدیث، اہل سنت، اہل اثر، محمدی، سلفی وغیر القاب تو صحیح ہیں مگر لقب وہابی سے ہمیں مقلب کرنا غلط اور بہتان صریح کے طور پر ہے۔

عرب میں جب محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی زیر کمان شرک و بدعت کی جڑیں اکھاڑی گئیں تو اس وقت سے آج تک ان کے ساتھیوں کو وہابی کہا جاتا ہے۔ہمیں ان موحدین سے کوئی غرض نہیں کہ انہیں وہابی کیوں کہا جاتا ہے؟ حالانکہ وہ صرف محمد بن عبدالوہابؒ کے ساتھی تھے، متبع نہیں۔

اسی طرح جب اہل حدیثوں نے انگریز و سکھ اور شرک و بدعت کے خلاف جہاد کیا تو انگریزوں نے عیاری سے کام لے کر عام ہندوستانی افراد کو اہل حدیث کے خلاف کرنے کے لئے انہیں وہابی کے لقب سے ملقب کیا۔ تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ بھی بیرونی طاقت ہے جو انگریزوں کی طرح ہندوستان میں اپنا عمل دخل کرنا چاہتی ہے۔ تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ انگریزوں کی یہ چال کامیاب ہوئی اور آج تک لوگ ان کی عیاری نہ سمجھ سکے۔

چنانچہ محمد مسلم عظیم آبادی ''ہندوستان میں وہابی تحریک'' کے ص ۱۵ پر لکھتے ہیں:

''وہ جماعت مجاہدین ہند کہ انگریزوں کے تھوپے ہوئے خطاب ''وہابی'' کے اختیار کرنے پر اس لئے مجبور تھی کہ ان کے شاطرانہ پروپیگنڈے سے ایک طرف مسلمانانِ ہند فریب کھا کر ان کو نجدی وہابیوں کا پیرو سمجھنے لگے اور اسی نام سے پکارنے لگے دوسری طرف انگریزوں اور ہندوستانیوں نے بھی اس موضوع پر جو کتابیں اور رسالے لکھے یا سرکاری دفاتر میں ان سے متعلق جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رپورٹیں دستاویزیں اور جتنے ماخذ ہیں سب میں ان کو اسی لقب سے یاد کیا گیا ہے۔ اسی طرح یہ داغ ان کی پیشانی پر ایسا چپکا کہ چھڑائے نہ چھوٹا۔''

(ہندوستان میں وہابی تحریک ص ۱۵)

اسی طرح انگریز مصنف ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر لکھتا ہے کہ ''ہم نے سادہ اور بھولے افراد کو وہابیوں کے خلاف بھڑکا دیا۔'' (ہندوستانی مسلمان ص ۶۳)

متعصب مورخ ایوب قادری اپنی تصنیف ''جنگ آزادی'' کے ص ۶۱، ۶۲ پر لکھتا ہے:

''انگریز نے تحریک جہاد کو بری طرح کچلا مجاہدین و مصلحین کو وہابی کے نام سے موسوم کر کے بدنام کیا گیا...... انگریزی حکومت نے باغی اور وہابی مترادف لفظ قرار دیئے۔ عامۃ المسلمین میں ان کے خلاف نفرت کا جذبہ پیدا کیا اور ایک عام معاشرتی انقطاع شروع ہوگیا۔ بہت سے علماء نے مذہبی خدمات سمجھتے ہوئے وہابیوں کی مخالفت کی۔ حکومت کی طرف سے ایسے علماء کو بنظر احسن دیکھا جاتا اور بالواسطہ یا بلاواسطہ معاوضہ دیا جاتا۔'' (کتاب مذکور ص ۶۱، ۶۲)

مولانا سلیمان ندوی مقدمہ تراجم علماء حدیث ص ۳۳ پر لکھتے ہیں:

''وہابی اور باغی مترادف لفظ قرار دیئے گئے''

یہ اسی انگیز چال کا کیا دھرا تھا کہ جب اہل حدیث انگریز سے جہاد کر رہے تھے، جانیں قربان کر رہے تھے۔ مال و اسباب لٹا رہے تھے، تو مسلمان کہلوانے والے ایک گروہ نے ان مجاہدین پر تکفیر کی مشین چلا دی۔ جیسا کہ ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک کے ص ۳۶ پر مسعود عالم ندوی لکھتے ہیں:

''ایک طرف ان نفوس قدسیہ کی یہ قربانیاں اور فداکاریاں ہیں اور دوسری طرف ہندوستان کے بے شرم مسلمانوں کی طرف سے تکفیر و فسق کا صد سالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لٹریچر جو بدایوں سے لے کر مدارس تک پھیلایا گیا اور اب تک پھیلایا جا رہا ہے۔"

خانقاہوں میں بیٹھ کر جوگیوں کی طرح مالا جپنے والے مجاہدین امت پر کفر کے فتویٰ لگائیں؟ مسلمانانِ ہند پر اس سے زیادہ کوئی منحوس گھڑی نہیں آئی اور یہ بدنصیبی ہے کہ بدبختوں نے آج تک اللہ کے ان برگزیدہ بندوں کو معاف نہیں کیا۔ شہدائے بالاکوٹ کو آج سو برس گزر گئے مگر ان پاک ارواح پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری ہے۔

تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

(کتاب مذکور ص ۳۶)

یہ تو تھا اس بات کا ثبوت کہ وہابی کا لقب انگریزوں کا دیا ہوا ہے اور عام مسلمانوں کو مجاہدین سے برگشتہ کرنے کے لئے علماء سو نے انگریزوں کا ساتھ دیا اور آج تک انگریز کے وارث ہم (اہل حدیثوں) کو وہابی کہے جا رہے ہیں۔

اب ملاحظہ کیجئے لقب وہابی کی ابتداء اور اہل حدیث حضرات کے ملقب ہونے کا قصہ کتاب "ہندوستان میں وہابی تحریک" کی زبانی۔

"وہابی تحریک حقیقۃً اس تحریک کا نام ہے جو شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدی المتوفی ۱۲۰۶ھ، ۱۷۹۲ء نے نجد میں چلائی تھی۔ یہ ایک اصلاحی تحریک تھی جس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں میں جو غیر ضروری اوہام اور غیر شرعی اعمال و رسوم پیدا ہو گئے ہیں انہیں ختم کر کے دین کو اپنی قدیم سادگی پر واپس لایا جائے۔ اور دین پر مر مٹنے کی جو تمنا صحابہ کرامؓ میں موجود تھی اسے پھر سے زندہ کر دیا جائے۔ ظاہر ہے اس مقصد کے حصول میں وہابیوں کو مختلف طاقتوں سے ٹکرانا پڑا، اور وہ ٹکرائے۔

ہندوستان کی وہابی تحریک کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ مگر چونکہ یہ لوگ بھی دینی خدمات سے لبریز تھے ان میں بھی روح جہاد کارفرما تھی، اور یہ دین کو عہد اول کی سادگی پر لانا چاہتے تھے۔ اس لئے یہ لوگ بھی وہابی مشہور ہو گئے یا دوسروں نے اس تحریک کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہابی تحریک سے موسوم کر دیا۔ (وہابی تحریک ص ۱۲، ۱۳)

اسی طرح وہابیت کی اصل جناب مسعود عالم ندوی کی زبانی سنیے کہ: ''وہابیت کی نسبت عام طور پر محمد بن عبدالوہاب کی طرف جاتی ہے (حالانکہ اگر نسبت) محمد بن عبدالوہاب کی طرف کی جائے تو قاعدے کی رو سے محمدی کہیں گے مگر محمدی کا لقب تو بدنام کرنے کے لئے کافی نہ تھا۔ محمد بن عبدالوہاب کے والد عبدالوہاب کی طرف نسبت کر کے وہابیت کا لقب ایک مذہبی گالی کے طور پر ایجاد کیا گیا۔ (کتاب مذکورہ ص ۲۰، ۲۱)

آگے چل کر لکھتے ہیں:

''ترکوں اور انگریزوں کا یہ پروپیگنڈہ خالص سیاسی حیثیت رکھتا تھا۔ مگر انہوں نے اسے مذہبی رنگ دینا شروع کر دیا۔ تاکہ مشائخ اور خوش عقیدہ مسلمانوں کو بآسانی مشتعل کیا جاسکے۔ مولویوں اور پیروں کی خدمات کا فائدہ اٹھایا گیا۔ مکہ معظّمہ کے شیخ احمد زینی دحلان (ف ۱۳۰۴ھ) اور بدایوں کے مولوی فضل رسول (ف ۱۲۹۷ھ) اور ان کے پیروں کی کوششوں سے افترا پردازیوں اور بہتان طرازیوں کا انبار لگ گیا (ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک)

آگے چل کر مولانا مسعود عالم ندوی وہابیت پر دشنام طرازیوں کی حقیقت بیان کرتے ہیں کہ:

''یہ اسی پروپیگنڈے کا اثر تھا کہ ہندوستان میں حضرت سید احمد شہید (۱۲۰۱، ۱۲۴۲ھ) اور مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی (۱۱۹۶۔ ۱۲۴۶ھ) کے ماننے والے اور نقشِ قدم پر چلنے والے بھی وہابی کے لقب سے یاد کئے گئے۔ حالانکہ نجد کے موحدین سے انہیں کوئی تعلق نہ تھا یہ اور بات ہے کہ اصل سرچشمہ (کتاب وسنت) کی وحدت کے باعث دونوں تحریکوں کے درمیان بہت کچھ مماثلت تھی۔ (ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص ۲۱)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے چل کر یہی مصنف لکھتا ہے کہ:

''لیکن پروپیگنڈے اور سیاسی وسیسہ کاری کا برا ہو اسلامی ہند کی اس پہلی تحریک تجدید و جہاد کو بھی وہابیت کا نام دے کر بری طرح بدنام کیا اور انگریز مصنفوں کی دیکھا دیکھی اپنوں نے بھی اس بدنام لقب وہابیت سے یاد کیا۔

(کتاب مذکور ص ۲۴)

اسی طرح ایوب قادری رقم طراز ہے کہ: (مجاہدین اہل حدیث نے) اپنوں اور غیروں کے اس (نازیبا) رویے سے تنگ آکر اپنے لئے وہابی کی بجائے اہل حدیث کا لقب مروج و مشتہر کیا۔ (جنگ آزادی ص ۶۴)

نوٹ: اس جیسے قابلِ اوہام مضامین سے کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اہل حدیث برصغیر میں اس سے قبل نہ تھے حالانکہ یہ ان کا وہم ہے۔ میں اپنے مضامین ''اہل حدیث اور برصغیر'' اہل حدیث در پاکستان'' میں بالوضاحت لکھ چکا ہوں کہ برصغیر میں اہل حدیث کی ابتداء عہد رسول اللہ میں ہو چکی تھی۔ چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

''عن سربانك هندی زعم ان النبی ﷺ ارسل الیه حذیفة واسامة وصهیبا وغیره''

کہ سرباتک ھندی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس حذیفہ، اسامہ، صہیب وغیرہ اصحاب رضی اللہ عنہم کو بھیجا۔ (اصابہ بحوالہ تاریخ الحدیث ص ۶۴)

نوٹ یہ لکھا جا چکا ہے کہ اصحابِ رسول ﷺ اہل حدیث تھے۔

۲: بیت المقدس کا عرب و عالم سیاح ابوالقاسم مقدسی ۳۷۵ھ میں (سندھ) ہندوستان آیا۔ اس کا قول ہے: فاکثرهم اصحاب الحدیث (ہندوستان میں اکثر اہل حدیث ہیں) تاریخ الحدیث للصارم زہری ص ۷۱۔

ابوالقاسم بشار مقدسی کا یہ قول چچ نامہ، تاریخ سندھ میں بھی ہے اور ایک الگ مضمون میں احسن التقاسیم کا الگ حوالہ بھی موجود ہے۔ جبکہ نقوش کے رسول نمبر جلد ۳

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سید سلیمان ندوی کے حوالے سے بھی موجود ہے۔

کتنا چھپایا رازِ محبت نہ چھپ سکا
افسانہ ان کے عشق کا مشہور ہو گیا

بعض نادان قسم کے لوگ اہل حدیث وں کی ہندوستانی تحریک آزادی وتجدید و احیائے دین کو وہابی تحریک ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں اور ثبوت میں ہنٹر کا یہ حوالہ دیتے ہیں کہ:

''سید جب حج کرنے مکہ گیا تو وہاں محمد بن عبدالوہاب سے ملاقات ہوئی اور اس کی تعلیمات سے متاثر ہوکر ہندوستان آیا۔'' (ہندوستانی مسلمان)

حالانکہ اگر چشم بینا سے ملاحظہ کیا جائے تو تاریخی اوراق سے معلوم ہوگا کہ یہ تمام باتیں ذہنی اختراع ہیں ان کا حقیقت سے دور کا واسطہ نہیں کیونکہ ''محمد بن عبدالوہاب'' نامی کتاب مؤلفہ احمد عبدالغفور عطار کے ص ۱۰۰ پر ہے۔

وفی آخر یوم من شهر ذی القعده ١٢٠٦ ه‍ (۲۲ یونیہ ۱۷۹۲)
عحدت روح الشيخ الى بارئها

اس کے اردو ترجمہ میں لکھا ہے ''شیخ الاسلام ذی قعدہ ۱۲۰۶ھ مطابق ۲۲ جون ۱۷۹۶ء کو فوت ہوئے۔ (ص ۱۰۶)

بالکل یہی تاریخ ''ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک'' کے ص ۱۸ اور ''ہندوستان میں وہابی تحریک'' کے ص ۱۵ پر ہے۔

لیکن سید احمد شہیدؒ ۱۲۰۱ھ/ ۱۷۸۵ء کے مولود اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ ۱۱۹۶ھ/ ۱۷۸۰ء کی پیدائش ہیں۔ اور پھر جب سید احمد شہیدؒ حج کے لئے ۱۸۲۱ء کو گئے تو اس وقت شیخ محمد بن عبدالوہابؒ کو فوت ہوئے ۱۹ سال بیت چکے تھے۔

اور پھر بقول جناب مسعود عالم ندوی ''حضرت سید احمد شہید اور ان کے رفقاء ۱۲۳۷ھ میں حج بیت اللہ سے فارغ ہوئے جب کہ مکہ مکرمہ میں نجدیوں کا نام ونشان نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا بلکہ مکہ کے حکام حاجیوں کو اہل نجد سے ادنیٰ تعلق کے شبہ پر تنگ کرتے تھے اس سے سید صاحبؒ کے نجدیوں سے ملنے اور متاثر ہونے کا واقعہ ایک افسانہ نہیں تو اور کیا نظر آتا ہے؟ نیز یہ بھی پیش نظر رہے کہ سید صاحبؒ حج سے پیشتر ہی سکھوں سے جہاد کا عزم کر چکے تھے۔ (کتاب مذکور ص ۴۴)

''کسی وہابی کے لئے ممکن نہ تھا کہ جان جوکھوں میں ڈالے بغیر مکہ کی سڑکوں پر چل سکے۔ یہ حال ۱۸۱۳ء سے ۱۸۳۰ء تک رہا۔ (ہندوستانی مسلمان بحوالہ ہندوستان میں وہابی تحریک ص ۴۵)

ہندو یونیورسٹی بنارس میں 17 مارچ 2008ء کو ایک سیمینار ہوا، جس میں جامعہ سلفیہ بنارس کے مولانا ابوالقاسم نے ایک مقالہ پڑھا، اس کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

''وہابی تحریک کے تعارف سے قبل مناسب سمجھتا ہوں کہ لفظ ''وہابی'' کے پس منظر پر روشنی ڈالوں کیونکہ یہی وہ لفظ ہے جس نے اللہ کے ان بے نفس اور بے لوث بندوں پر ایسا قہر ڈھایا اور مظالم کے وہ پہاڑ توڑے کہ آسمان کانپ اٹھا اور زمین لرز گئی یہ وہ پاکباز اور اصحاب عزیمت بندے تھے جنہوں نے دین اور وطن کے تحفظ کے لئے جان و مال سب کچھ قربان کر دیا اور مسکراتے ہوئے موت کو گلے لگا لیا، اسی لفظ وہابی نے انہیں فرنگیوں کی نظر میں غدار بنایا، اسی لفظ نے انہیں ماضی میں مطعون کیا اور آج بھی لوگ انہیں بخشنے کو تیار نہیں ہیں۔

سید احمد رائے بریلوی اور شاہ اسماعیل دہلوی کی مظلوم تحریک کو وہابی تحریک کے نام سے اس قدر شہرت دی گئی کہ لوگ اس کی حقیقت اور اصلیت ہی بھول گئے، سید احمد شہید، ان کے رفقا اور پیروکاروں نے اپنی تحریروں میں کبھی یہ نام استعمال نہیں کیا، وہ خود کو محمدی، موحد اور اہل حدیث کہتے تھے، چنانچہ سرجیمس اور کنلے لکھتا ہے: ''اس جماعت کے افراد اپنے کو محمدی کہتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔" (مسلمانوں کا روشن مستقبل ص ۸۷)

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی والا جاہ (۱۸۹۰ء-۱۸۳۱ء) کے خیال میں وہابی کا لفظ سب سے پہلے مولانا فضل رسول بدیوانی نے بطور تضحیک استعمال کیا، آپ نے وہابیت کی تاریخ کے سلسلے میں "ترجمان وہابیہ" میں بالتفصیل بحث کی ہے۔ (نواب صدیق حسن خان بھوپالی: "ترجمان وہابیہ" مطبوعہ ۱۳۱۵ھ، مطبع سعید المطابع دارانگر بنارس) لیکن حقیقت یہ ہے کہ ولیم ہنٹر پہلا مصنف تھا جس نے یہ لکھا کہ سید احمد بریلوی اپنے سفر حج کے بعد ہندوستان آئے تو عبدالوہاب نجدی کے خیالات سے متاثر ہو کر آئے اور ان کے نقش قدم پر وہابی تحریک چلائی۔ (ہنٹر: ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۶۴ تا ۶۷) اس نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں کوئی حوالہ نہیں دیا، یہ محض اس کی افسانہ طرازی تھی جو ایک خاص مقصد کے تحت تھی، تاریخی شواہد مکمل طور پر اس کی نفی کرتے ہیں، بقول مولانا مسعود عالم ندوی "تحریک شہیدین اگر محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کا شاخسانہ تھی تو اسے محمدی کہنا چاہئے نہ کہ وہابی۔" (مسعود عالم ندوی: ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک) دونوں تحریکوں میں مماثلت محض اس وجہ سے ہے کہ دونوں کا منبع اور ماخذ کتاب وسنت ہے، دونوں کا نصب العین شرک و بدعات، اوہام پرستی، قبر پرستی غیر شرعی رسوم و رواج کی بیخ کنی تھی لیکن سیاسی اعتبار سے دونوں تحریکیں مختلف تھیں، تحریک شہیدین کا نصب العین اصلاح معاشرہ کے ساتھ ہندوستان کو فرنگیوں سے آزاد کرانا تھا، جب کہ وہابی تحریک کا مقصد صرف اصلاح معاشرہ تھا، مولانا اسماعیل دہلوی خانوادہ ولی اللہی کے ایک فرد تھے اور سید احمد شہید اسی خانوادہ کے تربیت یافتہ اور فیض یافتہ تھے، تحریک شہیدین کے افکار و خیالات اور ان کی عملی جدوجہد شاہ ولی اللہؒ اور ان کے صاحب زادے شاہ عبدالعزیز (م

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۲۴ء) کے خوابوں کی تعبیر تھی۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا انتقال ۱۷۹۲ء میں ہوا، ایک معاہدہ کے تحت دینی سیاست آل شیخ (محمد بن عبدالوہاب کے خاندان) کے ہاتھوں میں تھی اور سیاسی قیادت درعیہ کے امیر محمد بن سعود کے خاندان میں تھی، ۱۸۰۳ء میں امیر عبدالعزیز بن سعود (۱۸۰۳ء-۱۷۶۴ء) کے عہد میں مکہ معظّمہ پر سعودیوں کا قبضہ ہوگیا، امیر مذکورہ کا اصلاحی طریقہ کار ہندوستان ہی نہیں دنیا کے ان تمام مسلمانوں کو ناگوار تھا جو اوہام پرستی، قبر پرستی اور رسوم و رواج کو اصل ایمان سمجھتے ہیں، ہندوستان میں وہابی تحریک کے مخالفین کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، بڑے بڑے ثقہ بزرگ ان پر کفر کا فتویٰ لگانا عین سعادت اور ایمان کی دلیل سمجھتے تھے، سید احمد کے پیروکاروں کو انگریزوں نے وہابی کا نام دے کر ایک تیر سے دو شکار کئے، مجاہدین کو پہلے وہ جنونی اور باغی کہتے تھے، ۱۸۵۷ء اور اس کے بعد وہابی اور غدار مترادف لفظ بن گئے، دوسری طرف ہندوستانی مسلمانوں میں مسلکی اختلاف کو ہوا دی گئی اور انہیں یہ تاثر دیا گیا کہ یہ ایک نیا فرقہ ہے جس کا کوئی تعلق اہل سنت والجماعۃ سے نہیں ہے۔ (برطانوی حکومت محمد بن عبدالوہاب کی تحریک کی سخت مخالف تھی، وہ وہابی تحریک کی فتوحات کو تشویش کی نظر سے دیکھتی تھی اور خلیج فارس میں وہابی اقتدار کو اپنے لئے ایک سیاسی خطرہ سمجھتی تھی، انگریزوں نے وہابیوں کے مقابلے میں ترکوں کی حمایت کی اور ۱۸۰۹ء میں بمبئی حکومت نے ایک بحری بیڑہ بھیجا، جس نے امام مسقط سے مل کر وہابیوں کو شکست دی، انگریزوں اور محمد بن عبدالوہاب کے مخالفین نے اس تحریک کا نام محمدی کے بجائے وہابی رکھا، ان لوگوں نے زبردست شاطرانہ چال چلی، دراصل دوسری صدی ہجری میں وہبیہ اور وہابیہ کے نام سے ایک فرقہ معرض وجود میں آیا تھا، اس فرقہ کا تعلق خارجیوں سے تھا، جن کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس فرقہ کا بانی عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن رستم تھا جو فارسی النسل تھا، اسی شخص کی نسبت سے فرقہ کا نام وہابیہ پڑا، علماء اندلس اور شمالی افریقہ کے علماء نے اس فرقہ کے خلاف فتاوے صادر کیے، مخالفین نے شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی تحریک کو وہابی تحریک کا نام دے کر یہ تاثر دینا چاہا کہ یہ لوگ خارجی ہیں اور اس جماعت کے افراد اسلام سے خارج ہیں، تفصیل کے لئے دیکھئے محمد بن سعد الشویعر کی کتاب: ''تصحیح خطأ تاریخی حول الوھابیۃ'' طبع تحت رئاسۃ وزارۃ التعلیم العالی، الجامعۃ الاسلامیۃ بالمدینۃ المنورۃ، الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۱۹ھ)

وہابی کا لفظ بطور تحقیر و دشنام سید احمد شہید کے پیروکاروں اور اہل حدیث کے لئے اس طرح مخصوص ہو گیا ہے کہ وہابیت کا لفظ جب بھی استعمال کیا جاتا ہے، ذہن سیدھے تحریک شہیدین اور اہل حدیثوں کی طرف جاتا ہے، لفظ وہابی کی عمومیت اور شہرت ہی کی وجہ سے مقالے کا عنوان تحریک شہیدین کے بجائے ۱۸۵۷ء اور وہابی تحریک رکھا گیا، آج ہندوستان کے مختلف صوبوں اور شہروں میں یہ لفظ مختلف معنوں میں استعمال کیا جانے لگا ہے۔''

اس لیے ہم پورے وثوق سے یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہابی لقب، اہل حدیث کے لیے کسی طور مناسب نہیں، نہ ہی یہ تاریخی طور پر صحیح ہے، بلاوجہ اہل حدیث کو اس لقب سے مطعون کرنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ اہل حدیث نے کبھی اس لقب کو اپنے لیے مناسب نہیں جانا۔ ہاں! البتہ یہ ضرور ہوا کہ جب ہر طرح سے اہل حدیث کو وہابی کہہ کر مطعون کرنے کی انتہا کر دی گئی تو بعض شعراء نے کہا۔

وہابی کا معنیٰ ہے رحمان والا
کچھ اور ہی سمجھتا ہے شیطان والا

جبکہ مولانا محمد سورتی نے کہا تھا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کان ھدی محمد وسیلہ

ذاك التوھب فادعنی وھابی

''کہ اگر آپ ﷺ کی سنت اور طریقے پر عمل کرنے سے نام وہابی ہے تو ہاں ہوں!''

ان تمام حوالہ جات و مکمل بحث سے ثابت ہو چکا ہے کہ:

① لقب اہل حدیث اصحاب رسول کا لقب تھا۔

② تابعین و تبع تابعین و امامانِ دین بھی لقب اہل حدیث سے ملقب تھے۔

③ ابتدائے لقب علی لسانِ رسول اللہ ﷺ عہد رسولؐ سے ہے۔

④ قرآن و سنت کی رو سے لقب اہل حدیث وغیرہ رکھنا جائز و درست ہے۔

⑤ اہل سنت، اہل اثر، اہل حق وغیرہ بھی اہل حدیث ہی کے لئے مختص ہیں۔

⑥ لقب اہل حدیث کی تشہیر اہل الرائے کے نمودار ہونے پر ہوئی۔

⑦ وہابی یا نجدی انگریز کے دیئے ہوئے لقب ہیں جو اہل حدیث پر صحیح موسوم نہیں۔

⑧ جن علماء سو نے لقب وہابی عام کیا، انگریز کی طرف سے انہیں انعام وغیرہ ملے۔

⑨ محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریک سے تحریک آزادی اہل حدیث کی مشارکت کے لئے جو روایات کتابوں میں لکھی جاتی ہیں بالکل غلط ہیں اور ہندوستانی اہل حدیث اس بہتان سے مبرا ہیں۔

⑩ اہل حدیث کی آمد رسول اللہ ﷺ کے وقت سے جاری و ساری ہے۔ اور قیامت تک یہ جماعت قائم رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز

تلك عشرہ کاملة

بقول مولانا حالی

گروہ اک جو یا علم نبیؐ کا
لگایا پتہ جس نے ہر مفتری کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ چھوڑا رخنہ کذب خفی کا
کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا
کیے جرح و تعدیل کے وضع قانون
نہ چلنے دیا کوئی باطل کا فسون

❋❋❋❋❋

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدث البانی رحمہ اللہ کی بحث!

محدثِ زماں، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''سلسلة الاحادیث الصحیحہ'' کی جلد اول ص ۵۳۹ تا ۵۴۸ پر ''من هي الطائفة الظاهرة المنصورة'' کے عنوان سے ''اہل حدیث'' کے لقب اور فضائل پر جامع بحث کی ہے۔ ہم ذیل میں اس کا اردو ترجمہ نقل کر رہے ہیں، وہ لکھتے ہیں، کہ:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق حتى تقوم الساعة))

''کہ میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا یہاں تک کہ قیامت برپا ہو جائے۔''

رامہرمزی نے اسے ''المحدث الفاصل'' میں عمران بن حسین سے مرفوعاً نقل کیا ہے اور اس کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ یزید بن ہارون کہتے ہیں:

((ان لم يكونوا اصحاب الحديث، فلا ادري من هم؟))

''اگر اس سے مراد اہل حدیث نہیں ہیں تو مجھے نہیں معلوم کہ پھر وہ کون ہیں؟''

مؤلف کہتے ہیں: اس سند کے تمام رجال ثقہ ہیں اور صحیح کے رجال میں سے ہیں ''تستری'' کے علاوہ، جو کہ ثقہ نہیں ہے اس پر جھوٹ اور حدیث چوری کرنے کا الزام ہے لیکن ظاہر یہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث اس سند کے علاوہ کسی دوسری سند کے ساتھ مروی ہے جسے امام سیوطیؒ نے ''الجامع الکبیر'' (۱/۳۴۱/۱) میں ابن قانع، ابن عساکر سے ذکر کیا ہے، اور ضیاء المقدسی نے ''المختارہ'' میں قتادة عن انس سے ذکر کیا ہے، پھر فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((قال البخاری: هذا خطاء، انما هو قتادة عن مطرف عن عمران))

امام بخاریؒ کہتے ہیں: یہ صحیح نہیں ہے بلکہ یہ سند قتادہ عن مطرف عن عمران سے ہے۔ مؤلف کہتے ہیں: یہ امام بخاریؒ کی نص ہے اس بنیاد پر کہ یہ حدیث عمران بن حصین کی سند سے محفوظ ہے۔

اور یہ بات جان لینی چاہیے کہ یہ حدیث صحیح، ثابت، مستفیض یا متواتر ہے جو کہ صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ جن کے اسماء درج ذیل ہیں:

① معاویۃ بن ابی سفیان، عندالشیخین واحمد نمبر (۱۹۵۸)

② مغیرۃ بن شعبۃ، عندھما، نمبر (۱۹۵۵)

③ ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ عند مسلم والترمذی وابن ماجۃ واحمد نمبر ۲۷۸، ۲۷۹ اور ابوداؤد نے ''کتاب الفتن'' اور حاکم نے (۴/۴۴۹) اور یہ ۱۹۵۷ کے تحت آئے گی۔

④ عقبۃ بن عامر عند مسلم۔

⑤ قرۃ المزنی ابن ماجۃ میں نمبر (۶) اور المسند میں ۳/۴۳۶ اور ۵/۳۴ صحیح سند کے ساتھ اور امام ترمذی نے اسے صحیح کہا ہے جس کی تفصیل (۴۰۳) کے تحت آئے گی۔

⑥ ابوامامۃ ''المسند'' میں (۵/۲۶۹)

⑦ عمران بن حصین، عند احمد (۴/ ۴۲۹، ۴۳۷) دوسری سند کے ساتھ عن حماد بن سلمۃ (بغیر اضافے کے) اور ابوداؤد نے بھی اسے اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کتاب الجہاد کے شروع میں۔ اور حاکم نے (۴/۴۵۰ کے تحت) اور امام ذہبیؒ نے اسے صحیح کہا ہے اور اس کی موافقت کی ہے۔

⑧ عمر بن الخطاب سے المستدرک میں (۴/۴۴۹) جسے امام ذہبیؒ نے صحیح کہا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی موافقت کی۔

⑨ جابر سے مسلمہ وغیرہ کے ہاں۔

⑩ مسلمۃ بن نفیل، اسے نسائی وغیرہ نے متن میں بہت زیادہ اضافے کے ساتھ نقل کیا ہے اور صحیح سند کے ساتھ (تفصیل، ۱۹۳۵)

ان کے علاوہ بہت سے دوسرے صحابہ کرام سے بھی مروی ہے۔

حدیث قطعی طور پر صحیح ہے جسے میں نے اس اضافے کیلئے نقل کیا ہے یزید بن ہارون سے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ سند ضعیف ہے۔

اسے ابوبکر الخطیب نے بھی اپنی کتاب ''شرف اصحاب الحدیث'' میں اسی سند کے ساتھ روایت کیا ہے (۱/۳۴) میرے خیال میں یہ وہم کے سوا کچھ نہیں۔ میں نے اس سے متعلق تلاش کی، لیکن مجھے کچھ نہ ملا۔ مجھے صرف وہی ملا جو امام احمد سے منقول ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

یہ اضافہ معروف اور اہل حدیث کی ایک جماعت یزید بن ہارون وغیرہ کے طبقہ کے لوگوں سے ثابت ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

① عبداللہ بن المبارک (۱۱۸، ۱۸۱) خطیب نے اپنی سند کے ساتھ سعید بن یعقوب طالقانی یا اس کے علاوہ سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں:

ابن مبارک نے نبی کریم ﷺ کی حدیث لاتزال طائفة...... ذکر کی ہے،

ابن مبارک فرماتے ہیں:

ھم عندی اصحاب الحدیث

''کہ میرے نزدیک وہ اہل حدیث ہیں۔''

② علی بن المدینی (۱۶۱۔۲۳۴) اور خطیب نے بھی اسی طرح ترمذی کے طریق سے نقل کیا ہے۔ جو کہ سنن میں ہے۔ (۲/۳۰) حدیث بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل البخاری فرماتے ہیں۔ علی بن المدینی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:

ھم اصحاب الحدیث

کہ وہ اہل حدیث ہیں۔

③ احمد بن حنبل (۱۶۴۔۲۴۱) حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث میں روایت کیا ہے۔ (ص ۲) اور خطیب نے دو سندوں کے ساتھ، ان میں سے ایک کو حافظ ابن حجر نے صحیح کہا، امام احمد سے روایت ہے کہ ان سے اس حدیث کے معنی سے متعلق سوال کیا گیا آپ نے فرمایا:

ان لم تکن ھذہ الطائفۃ المنصورۃ اصحاب الحدیث، فلا ادری من ھم

اگر اس طائفہ منصورۃ سے مراد اہل حدیث نہیں ہیں تو مجھے نہیں معلوم کہ پھر وہ کون ہیں؟

اور خطیب نے (۳/۳۴) میں فرقہ ناجیہ کی تفسیر میں بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

④ احمد بن سنان الثقۃ الحافظ (/۔۲۵۹) خطیب نے ابی حاتم سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں: میں نے احمد بن سنان کو سنا اور پھر یہ حدیث ذکر کی:

لاتزال طائفۃ من امتی علی الحق

''میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا۔''

اور فرمایا:

((ھم اھل العلم واصحاب الاثار))

''کہ وہ اہل علم اور اصحاب آثار (اہل حدیث) ہیں۔''

⑤ محمد بن اسماعیل البخاری (۱۹۴۔۲۵۶)، خطیب اسحٰق بن احمد سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں محمد بن اسماعیل البخاری نے بیان کیا اور پھر موسیٰ بن عقبۃ عن الزبیر عن صابر عن النبی ﷺ والی حدیث ذکر کی کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا تزال طائفة من امتی

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: ''یعنی اصحاب الحدیث''

میرے نزدیک وہ اصحاب الحدیث ہیں۔

اور اپنی صحیح میں فرمایا حدیث معلق ہے اور اسے باب بنایا، فرمایا: ''وھم اھل العلم'' کہ وہ اہل علم ہیں۔ اور اس کے اور اس سے پہلے والی روایت میں کسی قسم کی نفی نہیں ہے، جیسا کہ ظاہر ہے کیونکہ اہل علم ہی اہل حدیث ہیں، اور آدمی جتنا زیادہ حدیث کا علم رکھتا ہوگا وہ علم میں اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ سوائے ان لوگوں کے جو حدیث میں علم نہیں رکھتے، اور یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے۔

اور آپ (کتاب خلق افعال العباد ص ۷۷۔ ہندی طبع) میں فرماتے ہیں اور آپ نے اپنی سند کے ساتھ ابوسعید الخذری والی روایت ''وکذلک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس'' کی تفسیر کرتے ہوئے امام بخاری فرماتے ہیں:

((ھم الطائفة التی قال النبی ﷺ))

کہ اس سے مراد وہی گروہ ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا، پھر حدیث ذکر کی۔ بعض لوگ ائمہ کرام کی اس فرقہ ناجیہ سے مراد اہل حدیث پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں حالانکہ اس میں تعجب کرنے والی کوئی بات نہیں رہتی اگر ہم مندرجہ ذیل چیزوں کو سامنے رکھیں۔

(الف) اہل حدیث (سنت کی درس و تدریس اور اس سے متعلق راویوں کے تراجم کی معرفت اور حدیث کے علل وطرق کے اہتمام کی وجہ سے) اپنے نبی کریم ﷺ کی سنت، آپ کے اخلاق، غزوات اور آپ سے متعلق امور کو سب سے زیادہ جاننے والے اور علم رکھنے والے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) امت کا مختلف فرقوں اور مذاہب میں تقسیم ہو جانا، پہلی صدی ہجری میں نہ تھا آج ہر شخص کسی نہ کسی مذہب یا فرقے کی طرف منسوب ہے اور ہر فرقے اور مذہب کے اپنے اصول و فروع اور احادیث ہیں۔ جن سے وہ استدلال کرتے اور ان پر اعتماد کرتے ہیں، کسی ایک مذہب کو اختیار کر لینے سے آدمی تعصب کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ کسی دوسرے مذہب کو جانچے بغیر اپنے مذہب پر سختی سے کاربند ہو جاتا ہے، وہ اپنے مذہب کے علاوہ دوسرے مذہب کو نہیں دیکھتا کہ شاید اس میں ایسی احادیث بھی ہوں جو وہ اپنے مذہب میں نہیں پاتا۔ اور اہل علم کے ہاں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ہر مذہب کے پاس بعض ایسی احادیث وسنت ہیں جو کہ دوسرے مذہب میں نہیں پائی جاتیں، اور کسی ایک شخصی مذہب کو اختیار کر لینا اور اس پر تعصب کرنا انسان کو گمراہ کر دیتا ہے، جبکہ دوسرے مذاہب کے ہاں احادیث کے ذخیرے کو جاننا ضروری ہے اور اہل حدیث کا یہ وطیرہ نہیں ہے۔ اہل حدیث کسی خاص مذہب و فرقے کا نام نہیں اور نہ ہی ان میں تعصب ہے بلکہ وہ ہر اس حدیث کو لیتے ہیں جس کی اسناد صحیح ہوں، خواہ وہ کسی مذہب یا گروہ میں کیوں نہ ہو، بشرطیکہ اس حدیث کا راوی مسلمان اور ثقہ ہو، یہاں تک وہ شیعہ، قدری یا خارجی ہی کیوں نہ ہو، قطع نظر اس کے کہ وہ حنفی، مالکی وغیرہ ہو۔ اس کی صراحت امام شافعیؒ نے ان الفاظ کے ساتھ کی ہے جو انہوں نے امام احمد کو مخاطب کرتے ہوئے کہے: کہ "آپ مجھ سے زیادہ حدیث کو جاننے والے ہیں، جب آپ کے پاس کوئی صحیح حدیث آئے تو مجھے اس کی ضرور خبر دینا، بلکہ میں خود اس راوی کے پاس چل کر جاؤں گا خواہ وہ حجازی، کوفی یا مصری ہی کیوں نہ ہو۔"

اہل حدیث (اللہ ہمیں ان کے ساتھ اٹھائے) کسی معین شخص کی بات پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعصب رکھنے والے نہیں، چاہے وہ شخصیت کتنی بلند و عالی مرتبت کیوں نہ ہو۔ سوائے حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کے۔ جبکہ وہ لوگ جو نہ تو حدیث کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور نہ ہی ان کا عمل اس کے مطابق ہے وہ اپنے آئمہ کے اقوال پر تعصب رکھتے ہیں (حالانکہ انہوں (ائمۃ) نے اس سے منع کیا ہے) جیسا کہ اہل حدیث اپنے نبی ﷺ کی احادیث کے ساتھ تعصب رکھتے ہیں، اس تفصیل کے بعد کسی قسم کا تعجب نہیں ہونا چاہیے کہ اہل حدیث ہی وہ گروہ (جماعت) اور فرقہ ناجیہ ہیں، بلکہ امت وسط ہیں جو کہ حق پر قائم ہیں۔

مجھے اس سلسلے میں خطیب بغدادی کا وہ قول بہت پسند ہے جو انہوں نے اپنی کتاب ''شرف اصحاب الحدیث'' کے مقدمہ میں اہل حدیث کی حمایت اور ان کے مخالفین کا رد کرتے ہوئے ذکر کیا ہے: کہ ''اگر مذموم صاحب الرائے علوم نافعہ کو اختیار کرتا اور سنت رسول کے علم کو حاصل کرتا اور فقہاء و محدثین کے آثار پر اکتفاء کرتا ہے تو وہ اس میں سب کچھ پالے گا جو اسے دوسروں سے مستغنی کر دے گا، جب اس نے اپنی رائے کے بجائے اثر پر اکتفاء کیا، کیونکہ حدیث اصول توحید کی معرفت پر مشتمل ہے، اور اس میں وعد و وعید کے اسباب اور رب تعالیٰ کی صفات کا بیان ہے (جس کی ذات ملحدین کی بے ہودہ باتوں سے مبرا ہے) اس میں جنت و دوزخ کے احوال اور جو اللہ تعالیٰ نے نیک و بد لوگوں کیلئے ان میں تیار کیا ہے اس کا بیان ہے، اسی طرح جو کچھ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان میں پیدا کیا، اس کی عظیم نشانیاں، عجائب، مقرب فرشتوں کے ذکر، اور مخلص و پارسا ذکر و اذکار کرنے والوں کی صفات کا بیان ہے۔

حدیث میں انبیاء کے واقعات، اولیاء و نیک لوگوں کی خبریں، فصیح و بلیغ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کے وعظ، فقہاء کی کلام، عرب و عجم کے بادشاہوں کی تاریخ، پہلی امتوں کے بزرگوں کا بیان، رسول اللہ کے غزوات و سرایا، احکام و مسائل آپ کے خطبے و وعظ و نصیحت آپ کے معجزات، آپ کی ازواج مطہرات و اولاد، آپ کے صحابہ و رشتہ داران کے فضائل و مراتب کا ذکر، ان کے فضائل و مناقب، ان کی عمریں اور ان کے حسب و نسب کا بیان ہے۔

اس میں قرآن عظیم کی تفسیر اور جو اس میں خبریں اور اللہ کریم کی صفات کا ذکر ہے کا بیان، شرعی احکام و مسائل میں صحابہ کرام کے اقوال، اور بعد میں آنے والے ائمہ کرام و فقہاء جو ان میں سے کسی ایک کی طرف گیا، کے اسماء کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کے اہل کو شریعت کا رکن بنایا، ان کے ذریعے ہر تباہ کن بدعت کو ختم کیا وہ آپ کے اللہ کی طرف سے امین ہیں، امت اور نبی ﷺ کے درمیان واسطہ ہیں اور ملت کی حفاظت کرنے والے ہیں، ان کے چراغ روشن ہیں، ان کے فضائل، نشانیاں، مذاہب و دلائل واضح و ظاہر ہیں، جب بھی کوئی گروہ راستے سے بھٹکتا ہے تو وہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے، اس کی رائے کو مستحسن گردانتے ہوئے اس پر اعتماد کرتا ہے۔ سوائے اہل حدیث کے کہ قرآن کریم جن کا زاد راہ ہے سنت ان کی حجت ہے، رسول اللہ ﷺ ان کا گروہ ہیں، انہی کی طرف ان کی نسبت ہے وہ خواہشات اور اپنی آراء کی پیروی نہیں کرتے، جو کچھ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا وہ قبول کیا جاتا ہے، وہی عادل و باعث اعتماد ہیں، وہ دین حنیف کے محافظ و وارث ہیں، علم کے حامل و راسخ ہیں، جب کسی بات میں اختلاف ہوتا ہے تو ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے، جو انہوں نے فیصلہ دیا وہ قبول کیا جاتا ہے۔

ان میں علماء و فقہاء، ائمہ، زاہد، اصحاب علم و فضل، قراء و نامور خطیب ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی بہت بڑے جمہور ہیں، ان کا راستہ صراط مستقیم ہے، ان کے اعتقاد سے ہر بدعتی کے عقائد ظاہر ہوتے ہیں، کوئی بھی فصیح و بلیغ ان کے مسلک کے بغیر جسارت نہیں کر سکتا، جو ان سے دشمنی وعداوت رکھے اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل و رسواء کر دیتے ہیں، اور نہ ہی کسی کی دشمنی ان کو کوئی نقصان پہنچا سکتی ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قادر ہیں۔

پھر علی بن المدینی سے روایت کرتے ہوئے کہا:

هم اهل الحديث والذين يتعاهدون مذاهب الرسول ويذبون عن العلم

کہ وہ اہل حدیث ہی ہیں جو مذھب رسول کی حفاظت کرنے والے ہیں، اگر وہ نہ ہوتے تو آپ معتزلہ، رافضہ، جہمیہ، اھل الرائے کے ہاں سنت سے کچھ نہ پاتے۔

خطیب کہتے ہیں: اللہ رب العالمین نے اس طائفہ منصورہ کو دین کا محافظ بنایا، اور دشمنوں کے مکر وفریب سے محفوظ رکھا، ان کے شریعت پر پابندی کرنے اور صحابہ وتابعین کرام کے آثار پر اکتفاء کرنے کی وجہ سے، ان کی شان یہ ہے کہ وہ آثار کو حفظ کرنے والے اور ہر حال میں نبی کریم ﷺ کی اتباع کرنے والے ہیں۔ وہ کسی رائے یا خواہش کی پیروی کرنے والے نہیں۔ انہوں نے قولی وعملی طور پر شریعت کو اپنایا، اور ہر لحاظ سے سنت کی حفاظت کی، یہاں تک کہ انہوں نے اس کے اصل کو ثابت رکھا، وہی اس کے اہل وحق دار ہیں، کتنے ہی ملحدین نے شریعت کو خلط ملط کرنا چاہا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل حدیث کے ذریعے اس کا دفاع کیا، وہی اس (شریعت) کے ارکان کی حفاظت کرنے والے، اس کے اوامر ونواہی کو قائم رکھنے والے ہیں، جب بھی اس کے دفاع کی ضرورت پڑی، انہوں نے اس کا دفاع کیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہی حزب اللہ ہیں اور حزب اللہ ہی فلاح پانے والے ہیں۔

پھر خطیب رحمہ اللہ نے ابواب کو اس ترتیب سے نقل کیا جو کہ اہل حدیث کے شرف و فضل پر دلالت کرتے ہیں، ان میں سے بعض کے ذکر کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ بات لمبی ہی کیوں نہ ہو جائے، کیونکہ اس سے فائدے کی تکمیل ہوتی ہے ان میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

① آپ کا فرمان، "نصر الله امرا سمع منا حديثا فبلغه" اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جس نے ہم سے کوئی حدیث سنی اور اسے آگے پہنچایا۔

② نبی کریم ﷺ کی وصیت کہ اہل حدیث کی تعظیم کی جائے۔

③ آپ کا یہ فرمان کہ: يحمل هذا العلم من كل خلف عدوله

④ اہل حدیث ہی آپ کی بات پہنچانے میں آپ کے بہترین خلیفہ ہیں۔

⑤ رسول کریم ﷺ نے اہل حدیث کے ایمان کی تعریف کی ہے۔

⑥ اہل حدیث سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے والے ہیں۔

⑦ نبی کریم ﷺ کا اپنے صحابہ کرام کو یہ خوشخبری دینا کہ تمہارے بعد حدیث کے طالبعلم ہی آپ کے اور اپنے درمیان اتصالِ سند کا ذریعہ ہوں گے۔

⑧ اس چیز کا بیان کہ سندیں ہی احکام شریعت کی پہچان کا ذریعہ ہیں۔

⑨ اہل حدیث ہی رسول اللہ ﷺ کے امین، سنن کے محافظ اور انہیں بیان کرنے والے ہیں۔

⑩ اہل حدیث ہی سنن کا دفاع کرنے والے اور دین کے محافظ ہیں۔

⑪ اہل حدیث ہی رسول کریم ﷺ بعد سنت وحکمت کے وارث ہیں۔

⑫ وہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینے والے ہیں۔

⑬ وہی بہترین لوگ ہیں۔

⑭ جس نے کہا کہ: ابدال اور اولیاء اللہ صرف اہل الحدیث ہیں۔

⑮ جس نے کہا کہ: اگر اہل حدیث نہ ہوتے تو ہم اسلام نہ پڑھ سکتے۔

⑯ اہل حدیث آخرت میں لوگوں میں سے سب سے زیادہ نجات پانے والے اور جنت میں داخل ہونے والے ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑰ حدیث سننے اور لکھنے میں دنیا و آخرت کی بھلائی جمع ہوتی ہے۔

⑱ اہل حدیث کے حجت ہونے کا اثبات ہے۔

⑲ اہل سنت پر یہ یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ وہ اصحاب الحدیث سے محبت کرنے والے ہیں۔

⑳ اہل بدعت پر استدلال کہ وہ حدیث اور اہل حدیث سے بغض رکھنے والے ہیں۔

㉑ جس نے اصحاب حدیث کی تعریف اور اہل الرائے و کلام خبیث کی مذمت کو جمع کیا۔

㉒ جس نے کہا کہ: حدیث کے علم کا حصول افضل عبادت ہے۔

㉓ جس نے کہا: حدیث کا روایت کرنا ذکر کرنے سے بہتر ہے۔

㉔ حدیث بیان کرنا نفلی نماز سے افضل ہے۔

㉕ جس نے خلفاء سے روایت کرنے کی تمنا کی اور محدثین و اہل حدیث کو افضل علماء جانا۔

مندرجہ بالا اور (خطیب بغدادی کی) کتاب کے اہم باب اور فصلیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ایسے شخص پر آسانی فرمائے جو انصار حدیث اور اس کے اہل میں سے ہو جو اس کے طبع کا اہتمام کرے، جس سے میرے جیسے لوگوں کیلئے آسانی پیدا ہو جائے۔ جو بہترین احادیث اور ائمہ کرام سے منقول اشیاء کو جاننے کی کوشش کریں۔

میں ایسی بات کو ہندوستان کے علمائے احناف کے بڑے عالم ابوالحسنات محمد عبدالحیٔ لکھنوی کی اس شہادت پر ختم کرتا ہوں جو انہوں نے اہل حدیث کے حق میں دی، فرماتے ہیں کہ:

”جس نے تعصب سے بالاتر، انصاف اور بنظر عمیق فقہ اور اصول فقہ کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطالعہ کیا وہ یہ بات جان لے گا کہ اکثر فروعی اور اصولی مسائل جن میں علماء کا اختلاف ہے ان کے بارے میں محدثین کا مذہب دوسروں سے زیادہ قوی ہے، میری نظر میں جہاں کہیں بھی مختلف فیہ مسئلہ گزرا، تو میں نے اس میں محدثین (واہل حدیث) کی بات کو انصاف کے زیادہ قریب پایا، (اللہ ان پر رحم کرے) یہ اس لیے کہ وہی تو ہیں جو حق بات میں نبی کریم ﷺ کے وارث ہیں، اور سچائی کے ساتھ شریعت کی نیابت کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں روز قیامت ان کے ساتھ اٹھائے، ان سے محبت اور ان کی اقتداء کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین!'' (سلسلہ الاحادیث الصحیحہ جلد اول ص ۵۳۹ تا ۵۴۸)

*****

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک سعودی کتاب کی بحث

سعودی عرب کی وزارت مذہبی امور (وزارۃ الشئون الاسلامیہ والاوقاف والدعوۃ والارشاد) 1419ء میں محمد بن عبدالرحمٰن الخمیس کی کتاب ''اعتقاد اھل السنۃ شرح اصحاب الحدیث، جملۃ ما حکاہ عنھم ابوالحسن الاشعری وقررہ فی مقاتلہ'' شائع کر کے بڑے پیمانے پر تقسیم کی۔ (اس کتاب کے نام ہی سے ہمارا مسئلہ حل ہو جاتا ہے) کتاب کے آغاز میں ص ۹ پر مذکور ہے۔

''سموا اھل الحدیث لاتباعھم الحق بدلیلہ من الکتاب والسنۃ ولتتبعھم احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للعمل بھا وتقدیمھا علی کل قول (مقدمۃ اعتقاد ائمۃ اھل الحدیث، ص ۴) فھم الطائفۃ المنصورۃ والفرقۃ الناجیۃ الثابتۃ علی ما کان علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ کیف لا وھم یتقربون الی اللہ تعالیٰ باتباع سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وطلبھم لآثارہ

قال علی بن المدینی فی تفسیرہ لحدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم: ((لا تزال طائفۃ من امتی ظاھرین علی الحق ولا یضرھم من خالفھم)) قال: (ھم اھل الحدیث والذین یتعاھدون مذاھب الرسول ویذبون عن العلم) (شرف اصحاب الحدیث ص ۱۰) وسئل الامام احمد عن معنی ھذا الحدیث فقال: (ان لم تکن ھذہ الطائفۃ المنصورۃ اصحاب الحدیث فلا ادری من ھم) (معرفۃ علوم الحدیث ص ۲)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال الحاكم: (لقد احسن احمد بن حنبل في تفسير هذا الخبر ان الطائفة المنصورة التى يرفع الخذلان عنهم الى قيام الساعة هم اصحاب الحديث، ومن احق بهذا التاويل من قوم سلكوا محجة الصالحين واتبعوا آثار السلف من الماضين ومنعوا اهل البدع والمخالفين بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى آله اجمعين) (معرفة علوم الحديث ص ٢) وقال ابن حبان فى قول النبى صلى الله عليه وسلم: ((فعليكم بسنتى)) (اخرجه ابوداود (١٣/٥) ح ٤٦٠٧ فى السنة، باب فى لزوم السنة، والترمذى (٤٤/٥) ح ٢٦٧٦ فى العلم، باب ما جاء فى الاخذ بالسنة وغيرهما، من حديث العرباض بن سارية مرفوعاً وهو حديث صحيح) قال: (ان من واظب على السنن وقال بها ولم يعرج على غيرها من الآراء فهو من الفرق الناجية) (الاحسان (١٠٥/١)

وهذا رد بالغ على من يزعم ان اهل الحديث ليسوا طائفة معينة۔ ومنشأ هذا الزعم الفاسد ان لفظ (اهل الحديث) يطلق على اصطلاحين

الاول: كل من اشتغل بعلم الحديث فهذا يدخل فيه اهل السنة والجماعة واهل البدع فعلى هذا الاصطلاح ليس اهل الحديث طائفة معينة۔

الثاني: من يعتقد عقيدة ائمة الحديث والسنة فعلى هذا لا يدخل فيهم اهل البدع فكلام ائمة السنة فى الثناء على (اهل الحديث) وانهم الفرقة الناجية والطائفة المنصورة ينصب

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هذا على الاصطلاح الثانى ويدخل فى ذلك كل من كان على عقيدة ائمة السنة ولو لم يكن من علماء اهل الحديث۔ (انظر شرح اصول اعتقاد اهل السنة (۲۴/۱)

تنبیہ:

كلمة: (اهل الظاهر) يستخدمها اهل البدع ويطلقونها على اهل السنة وهى ايضا تطلق على معنين۔

الاول: عدم تاويل نصوص الوحى سواء كانت فى المسائل العلمية العقدية او المسائل الفقهية العملية وتقديم نصوص الشرع على جميع اقوال الناس كائنا من كان والذهاب خلف النصوص اينما سارت ركائبها فكلمة اهل الظاهر على هذا الاصطلاح تساوي كلمة اهل الحديث واصحاب الحديث واهل السنة والجماعة والطائفة المنصورة۔

الثاني: هو من يقصر نصوص الشرع عن دلالتها الوضعية والالتزامية والتضمنية كمن يزعم فى قول النبى صلى الله عليه وسلم: **((لا يبولن احدكم فى الماء الدائم))** (اخرجه البخارى (۳۱۲/۱) فى الوضوء، باب البول فى الماء الدائم، من حديث الاعرج عن ابى هريرة مرفوعا) انه لا يجوز التبول فى الماء الدائم ولكن لو بال فى الاناء ثم صب ما فى الاناء من البول فى الماء الدائم جاز۔

ووجه بطلان هذا الزعم انه قصر نص الشارع عن دلالاته المعنوية فانه ان لم يجز التبول فى الماء الدائم فصب ما فى الاناء من البول فى الماء الدائم اولى الا يجوز، فان البول فى

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الماء الدائم قد تدعو الحاجة اليه، اما البول فى الاناء ثم صبه فيه فلا موجب له بل هو محض العبث فى الماء، فهذه الطريقة ليست طريقة اهل الحديث۔

فاهل الظاهر على هذا المعنى الثانى: هم على طرفى نقيض مع متعصبة اهل الراى الذين حرفوا نصوص الشرع واولوها لكى توافق مذاهبهم، وقدموا اقوال ائمتهم وآراءهم على نصوص الشرع۔

واهل الحديث هم وسط بين افراط اهل الراى وتفريط اهل الظاهر۔ وقد اطلق المبتدعة على اصحاب الحديث انهم (اهل الظاهر) وانهم (حشوية) و (مشبهة) و (مجسمة) لتنفير الناس عن طريقة اهل الحديث: وهم كاذبون فى رميهم لهم بالحشوية والمتشبهة والمجسمة، واما رميهم (بانهم اهل الظاهر) ان قصدوا المعنى الاول فهذا لا يضرهم ويقال لاهل البدع: هل انتم باطنية فترمون اهل الحديث بالظاهرية؟ بل يقال لاهل البدع: انتم لا شك باطنية فى كثير من تاويلاتكم وتحريفاتكم لنصوص الشرع فى العقائد والمسائل الفقهية۔

فاهل الحديث على هذا اهل ظاهر وليسوا باطنية مثلكم فهذه منقبة لهم لا مثلبة، والحمد لله۔

وان قصدتم المعنى الثانى: (اهل الظاهر) فعامة اهل الحديث براء من هذا، والله اعلم"

"اہل حدیث کی وجہ تسمیہ قرآن وسنت سے ثابت شدہ، حق کی اتباع کرنا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور احادیث رسول ﷺ کا اتباع، اسی پر عمل کرنا اور اسی کو ہر ایک قول پر ترجیح دینا ہے۔ (مقدمہ اعتقاد ائمہ اہل حدیث ص ۴) پس یہی لوگ یقیناً ''طائفہ منصورہ'' اور فرقہ ناجیہ ہیں جس پہ رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے اصحاب کاربند تھے۔ اور وہ کیسے نہ ہوتے کیونکہ وہ سنتِ رسول کی اتباع اور آپ کے نقش قدم پہ چل کر ہی اللہ کے مقرب ہوئے۔

علی بن مدینی نبی اکرم ﷺ کی حدیث کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لا تزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق ولا يضرهم من خالفهم

''وہ اہل حدیث ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سنتوں کا خیال رکھتے ہیں اور علم الرسول یعنی حدیث کا دفاع کرتے ہیں۔ (شرف اصحاب الحدیث ص ۱۰)

امام احمد بن حنبل سے اس حدیث کا معنی پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر یہ جماعت ''کامیاب جماعت'' (طائفہ منصورہ) نہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کونسی جماعت ہے۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۲)

امام حاکم فرماتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ نے اس حدیث کی کیا خوب تفسیر فرمائی ہے...... بے شک طائفہ منصورہ اہل حدیث ہی ہیں جن سے اللہ نے قیامت تک ذلالت کو دور کر دیا ہے۔

اور اس تاویل کے حقداران سے زیادہ کون ہو سکتے ہیں جو صالحین کے روشن راستے کے راہی ہیں اور گزشتہ اسلاف (صحابہ، تابعین اور تبع تابعین) کی پیروی کرنے والے ہیں، اور اہل بدعت اور مخالفین سنت رسول ﷺ کو روکنے والے ہیں۔ (معرفۃ علوم الحدیث ص ۲)

ابن حبان نبی اکرم ﷺ کے اس قول کہ ''فعلیکم بسنتی'' کے بارے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں: بے شک جو سنت رسول ﷺ پر عمل کرتا ہے اور اسی کی تلقین کرتا ہے اور کسی دوسری آراء کی طرف توجہ نہیں دیتا تو وہ فرقہ ناجیہ سے ہے۔ (الاحسان ۱/۱۰۵)

یہ قول ان لوگوں کے لیے قاطع دلیل ہے جو یہ دعویٰ باطل کرتے ہیں کہ اہل حدیث طائفہ معینہ نہیں ہے۔

اور اس دعویٰ باطل کا مقصد یہ ہے کہ لفظ اہل حدیث دو اصطلاحوں پہ استعمال ہوتا ہے۔

اول: جو بھی علم حدیث کے ساتھ مشغول رہتا ہے چاہے وہ اہل سنت والجماعۃ سے ہو یا اور اہل بدع میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ اس اصطلاح میں داخل ہے۔ اس لیے اس اصطلاح کے مطابق اہل حدیث فرقہ معینہ (ایک مخصوص فرقہ یا جماعت) نہیں ہے۔

الثانی: جو کوئی بھی ائمہ حدیث وسنۃ کے عقیدۃ کے مطابق اعتقاد رکھتا ہے پس اس وجہ سے اہل بدع اس میں داخل نہیں۔

پس جو اقوال ائمہ سنۃ نے اہل حدیث کی تعریف میں فرمائے ہیں کہ وہ فرقہ ناجیہ ہے اور طائفہ منصورہ ہے تو یہی اصطلاح صحیح وثواب ہے۔ اور اس فرقہ میں ہر وہ شخص داخل ہے جو ائمۃ سنۃ کے عقیدہ کا حامل ہے اس لیے ضروری نہیں کہ وہ علماء اہل حدیث سے ہو۔ (شرح اصول اعتقاد اهل السنۃ ۱/۲۴)

تنبیہ: کلمہ اهل الظاهر

اسے اہل بدعت استعمال کرتے ہیں اور اس سے مراد اہل سنت لیتے ہیں یہ بھی دو معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

① یہ کہ وحی کی نصوص میں کوئی تاویل نہیں کی جا سکتی چاہے وہ نص عقیدے کے علمی مسائل پر ہو یا فقہ کے (علمی) مسائل پر ہو۔ اور تمام لوگوں (وہ کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی ہو) کے اقوال پر شرعی نصوص کو مقدم رکھا جائے۔ اور ان نصوص کی پیروی کی جائے اس نص کے اتارنے والے نے اس سے جو معنی بھی لیے ہیں۔

پس اس اصطلاح میں یہ کلمہ یعنی ''اهل الظاهر'' اهل الحدیث اور ''اصحاب الحدیث'' ہی کے برابر اور مساوی ہے۔ اور یہ لوگ اهل السنة والجماعت اور طائفہ منصورۃ ہیں۔

② وہ جو نصوص شرع کو اپنی فرسودہ دلیل سے اور فرض کر کے کم کرتا ہے مثلاً اس شخص کی طرح جو اس حدیث کہ لا یبولن احدکم فی الماء الدائم کے متعلق یہ دعویٰ کرے کہ ''کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا جائز نہیں'' لیکن ''اگر برتن میں پیشاب کرے اور پھر برتن والے پیشاب کو کھڑے پانی میں پھینک دے تو یہ جائز ہے۔''

تاویل باطل ہے اور اس دعویٰ کے باطل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے شارع (نبی کریم ﷺ) کی نص کو اپنے معنوی دلائل سے کم کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ اگر کھڑے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا جائز نہیں تو برتن میں پیشاب کر کے کھڑے پانی میں پھینکنا بالاولیٰ جائز نہیں۔ اور رہی بات کھڑے پانی میں پیشاب کرنے کی تو اس کی ضرورت درپیش ہو سکتی ہے لیکن برتن میں پیشاب کرنا اور اسے کھڑے پانی میں گرانے کی کوئی ضرورت درپیش نہیں ہو سکتی، یہ مفروضہ فضول ہے۔

پس یہ طریقہ اہل حدیث کا نہیں ہے۔

اور اہل الظاھر اس دوسرے معنی کے اعتبار سے، متعصب بھی ہیں اور اہل الرائے کے نقیض بھی، یہ وہ لوگ ہیں جو نصوص شرعیہ کو اپنے مذہب کے موافق کرنے کیلئے توڑتے مروڑتے ہیں۔ اور ان کی تحریف و تاویل کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اپنے اماموں کے اقوال اور ان کی آراء کو نصوص شرعیہ یعنی قرآن و حدیث پر ترجیح دیتے ہیں۔

اور اہل حدیث اھل الرای کے افراط اور اھل الظاھر کی تفریط کے درمیان والے راستہ پر ہیں۔ بدعتیوں نے اصحاب حدیث پر اہل الظاھر کا اطلاق کیا کہ یہ لوگ اھل حدیث کا روپ بہروپ دھارے لوگوں کو اصل اہل حدیث سے دور رکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہ لوگ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں، صرف اہل حدیث کی شکل وصورت اور تشبیہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔

اور ان کا یہ کہنا کہ یہ اہل الظاھر ہیں اگر تو اس کا مقصد پہلا معنی ہے تو یہ ان کو کوئی نقصان نہیں دے سکتا اور اہل بدعت سے یہ پوچھا جائے گا کہ کیا تم اہل باطن ہو جو اہل حدیث کو اہل الظاھر کا طعنہ دے رہے ہو؟ بلکہ ان سے یہ کہا جائے گا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ تم اہل باطن ہو کیونکہ تمہاری روش بہت سے مسائل فقہ اور عقائد کے متعلق نصوص شرعیہ کی تاویل وتحریف میں اہل باطن کی طرح ہے کہ وہ بھی ان میں تاویل اور تحریف سے کام لیتے ہیں۔

اس لحاظ سے اہل حدیث اھل ظاھر ہیں تمہاری طرح اھل باطن نہیں اور یہ ان کے لیے فخر کی بات ہے بے عزتی کی نہیں۔ الحمدللہ

اور اگر تمہاری مراد دوسرے معنی سے ہے ''اہل الظاھر'' تو عامۃ اہل حدیث اس سے بری ہیں۔ (واللہ اعلم)

اور ص ۱۷۶۔۱۷۷ پر ''من آداب اھل الحدیث'' کے عنوان کے تحت بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''كل هذه الآداب مما اتفق عليه اهل السنة والجماعة رحمهم الله، وقد قال شيخ الاسلام ابو عثمان الصابوني في كتابه عقيدة السلف اصحاب الحديث (ص۹۹)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ويتواصون بقيام الليل والسعى فى الخيرات والأمر بالمعروف والنهى عن المنكر والبدار الى فعل الخيرات اجمع واتقاء شر عاقبة الطمع، ويتواصون بالحق والصبر، ويتحابون فى الدين ويتباغضون فيه) وقال قبل ذلك فى (ص ٩٧) (ويحرم اصحاب الحديث المسكر من الاشربة المتخذة من العنب او الزبيب او التمر او العسل او الذرة او غير ذلك مما يسكر كثيره، يحرمون قليله وكثيره ويجتنبونه ويوجبون به الحد، ويرون المسارعة الى اداء الصلوات المكتوبات، واقامتها فى اوائل الاوقات افضل، من تاخيرها الى آخر الاوقات) فكل هذه الامور المذكورة هى من الآداب التى تادب بها اهل الحديث، وكلها من الآداب التى ارشد اليها وحث عليها الكتاب والسنة، واهل الحديث هم اولى الناس بالتادب بهذه الآداب الاسلامية السامية"

کتاب کے صفحہ ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸ پر "مجانة اهل البدع" کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ،

"هجران اهل البدع ومجانبتهم من المسائل التى تكلم فيها اهل السنة، وقولهم فيها هو اجتناب الداعى الى بدعته، هذا ما قرره الحافظ الامام ابوبكر الاسماعيلى فى كتابه اعتقاد ائمة اهل الحديث (ص ٧٨) حيث قال: (ويرون مجانبة البدعة والآثام وترك الغيبة الا لمن اظهر بدعة وهوى يدعو اليها فالقول فيه ليس بغيبة عندهم)

وكذا قال شيخ الاسلام ابو عثمان الصابونى فى كتابه

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقيدة السلف اصحاب الحديث (ص ٩٩، ١٠٠، ١٠٦) حيث قال: (ويتجانبون اهل البدع والضلالات ويعادون اصحاب الاهواء والجهالات ويبغضون اهل البدع الذين احدثوا فى الدين ما ليس منه، ولا يحبونهم ولا يصحبونهم، ولا يسمعون كلامهم ولا يجالسونهم، ولا يجادلونهم فى الدين ولا يناظرونهم، ويرون صون آذانهم عن سماع اباطيلهم التى اذا مرت بالآذان وقرت فى القلوب ضرت وجرت اليها من الوساوس والخطرات الفاسدة ما جرت وقد انزل الله عزوجل قوله: **﴿واذا رايت الذين يخوضون فى ايٰتنا فاعرض عنهم حتى يخوضوا فى حديث غيره﴾** (سورة الانعام، الآية:٦٨) وعلامات البدع على اهلها بادية ظاهرة، واظهر آياتهم وعلاماتهم شدة معاداتهم لحملة اخبار النبى صلى الله عليه وسلم واحتقارهم لهم واستخفافهم بهم وتسميتهم اياهم حشوية وجهلة وظاهرية ومشبهة اعتقاداً منهم فى اخبار رسول الله صلى الله عليه وسلم انها بمعزل عن العلم، وان العلم ما يلقيه الشيطان اليهم من نتائج عقولهم الفاسدة ووساوس صدورهم المظلمة وهواجس قلوبهم الخالية من الخير وكلماتهم وحججهم الباطلة **﴿اولٰئك الذين لعنهم الله فاصمّهم واعمى ابصٰرهم﴾** (سورة محمد، الآية: ٢٣) **﴿ومن يهن الله فماله من مكرم ان الله يفعل ما يشاء﴾** (سورة الحج، الآية: ١٨) قال ابوعثمان: قلت: انا رايت اهل البدع فى هذه الاسماء التى لقبوا بها

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اهل السنة، ولا يلحقهم شيء منها فضلاً من الله ومنة، سلكوا معهم مسلك المشركين لعنهم الله مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فانهم اقتسموا القول فيه فسماه بعضهم ساحراً، وبعضهم كاهناً، وبعضهم شاعراً، وبعضهم مجنوناً، وبعضهم مفتوناً، وبعضهم مفتريا مختلقا كذابا۔ وكان النبي صلى الله عليه وسلم من تلك المعائب بعيداً بريئا، ولم يكن الا رسولاً مصطفى نبيا، قال الله عزوجل: **﴿انظر كيف ضربوا لك الامثل فضلّوا فلا يستطيعون سبيلا﴾** (سورة الفرقان، الآية:۹) وكذلك المبتدعة، خذلهم الله۔ اقتسموا القول في حملة اخبار ونقلة آثاره ورواة احاديثه المقتدين به المهتدين بسنته المعروفين باصحاب الحديث، فسماهم بعضهم حشوية، وبعضهم مشبهة، وبعضهم نابتة، وبعضهم ناصبة، وبعضهم جبرية۔ واصحاب الحديث عصامة من هذه المعايب بريئة زكية نقية، وليسوا الا اهل السنة المضية والسيرة المرضية والسبل السوية والحجج البالغة القوية، فقد وفقهم الله جل جلاله لاتباع كتابه ووحيه وخطابه والاقتداء برسوله صلى الله عليه وسلم)

وقد احسن الشيخ فيما قال في حقهم فلله درّه، كم من عظيم السجايا والصفات التي اتصف بها اهل الحديث ولم يقر لهم بها اهل البدع، وكم رموا بالتهم وهم منها براء، وكم تجنّى عليهم السفهاء فبراهم الله مما قاله الشانئون،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

ان تمام آداب پر اہل سنت والجماعۃ ﷭ کا اتفاق ہے۔

شیخ الاسلام ابوعثمان الصابونی اپنی کتاب ''العقیدۃ السلف اصحاب الحدیث'' میں ص ۹۹ پر فرماتے ہیں:

''اور یہ ایک دوسرے کو قیام اللیل بھلائی کے کاموں میں مسابقت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرتے ہیں۔''

اور اچھائی کے کاموں کی طرف دعوت دینا طمع کے شر سے بچاتا ہے اور حق اور صبر کی تلقین کرتے ہیں اور دین کی وجہ سے محبت کرتے ہیں اور اسی وجہ سے بغض رکھتے ہیں۔

اور اس سے پہلے ص ۷۱ پر فرماتے ہیں۔

اصحاب حدیث، انگور، انار، کھجور، شہد، جو یا ایسی ہی قسم کی اشیاء سے لیا گیا شربت جس میں نشہ ہو حرام قرار دیتے ہیں۔ اور جس کا زیادہ نشہ آور ہو اس کی تھوڑی مقدار کو بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ اور اس سے اجتناب برتتے ہیں اور یہ ہر حد کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اور فرض نمازوں کی ادائیگی میں جلدی اور انہیں اول وقت میں ادا کرنا اس کے آخری وقت تک تاخیر سے افضل سمجھتے ہیں۔

پس تمام ایسے مذکورہ آداب سے اہل حدیث مزین ہیں۔ اور یہ تمام آداب جس کی طرف اشارہ کیا گیا قرآن وسنت میں مذکور ہیں۔ اور اہل حدیث ان آداب اسلامی کو اپنانے میں زیادہ حق بجانب ہیں۔''

اھل بدعت کا ان مسائل سے جس کے متعلق اھل سنت نے بحث کی ہے اجتناب کرنا اور ان مسائل میں ان کا قول داعی کا بدعت سے اجتناب کرنا ہے۔ اس کی تشریح حافظ امام ابوبکر اور اسماعیلی نے اپنی کتاب ''اعتقاد ائمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اھل حدیث ص ۷۸ میں یوں کی ہے، کہتے ہیں:

اور اھل حدیث بدعت، گناہ اور غیبت سے بچتے ہیں، سوائے اس کی غیبت کے جس کا بدعتی ہونا ظاہر اور واضح ہو جائے اور اس غیبت کو غیبت نہیں سمجھتے۔

اور اسی طرح شیخ الاسلام ابوعثمان الصابونی اپنی کتاب ''عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث ص ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۶ میں لکھتے ہیں:

(اہل حدیث) اہل بدعت و گمراہی سے پرہیز کرتے ہیں اور اصحاب الشہوۃ اور علم سے نابلد لوگوں سے عداوت رکھتے ہیں اور جو لوگ دین میں کئی چیزیں جو کہ دین کا حصہ نہیں ہیں شامل کرتے ہیں۔ ان سے ''اھل الحدیث'' بغض رکھتے ہیں۔ ان سے پیار محبت کا رویہ اور اپنی صحبت میں جگہ نہیں دیتے اور نہ ہی ان کی بات سنتے ہیں، اور نہ ان کی مجلسوں میں جاتے ہیں۔ اور نہ ان سے دین کے معاملے میں الجھتے اور مناظرے کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتّٰى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهٖ﴾ (سورۃ انعام ٦٨)

اور علامات بدعت یہ ہیں کہ وہ اپنے ہی لوگوں میں بے گانی ہوتی ہے۔ اور واضح نشانی نبی مکرم ﷺ کی احادیث کی شان میں گستاخی اور ان کو لوگوں سے چھپانا اور اپنی بدعات کو احادیث کا نام دینا ہے۔ یہ لوگ اپنی بدعت کو مروج کرنے کیلئے نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو مشتبہ بنا کر پیش کرتے اور ان کو علم سے عاری قرار دیتے ہیں۔

اور اصل علم اسی کو سمجھتے ہیں جو شیطان ان کی طرف ان کی عقل کو دلیل بنا کر پیش کرتا ہے۔ اندھیرے سینے کے وساوس اور خیر سے خالی دل میں اٹھنے والے خیالات اور بے تکی دلیلیں ہی ان کو دلائل شرعی کی شکل میں دکھاتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ أَبْصَارَهُمْ﴾ (سورة محمد: ۲۳)

ابوعثمان کہتے ہیں:

میں نے دیکھا ہے کہ یہ اہل بدعت اپنی طرف اہل سنت کے لقب کو منسوب کرتے ہیں تو یہ لقب بھی اللہ کے فضل وکرم سے ان کو کوئی بھلائی نہیں دے سکا۔ وہ اس لقب کے باوجود مشرکین کے طریقہ کو اپناتے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مشرکین پر لعنت کرے اللہ کے رسول کے ساتھ ایسا سلوک۔

یہ ہی وہ لوگ تھے جو نبی مکرم ﷺ کو جادوگر، کاہن، مجنوں، فسادی جھوٹا مفتری جیسے کے ناموں سے پکارتے تھے۔ جبکہ رسول مکرم ﷺ اس قسم کے الزامات سے بری تھے۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور چنے ہوئے پیغمبر تھے، اس کے علاوہ کچھ نہ تھے۔

اس طرح مبتدعۃ نے ''اللہ ان کو ذلیل کرے'' بہت سی فضول باتیں ان لوگوں کے متعلق کہی ہیں جو اہل حدیث کے نام سے مشہور ہوئے یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ کی احادیث، آثار۔ رواۃ احادیث کے متبع اور سنت کی روشنی میں ہدایت پر ہیں۔ بعض لوگوں نے ان کو حشویۃ کہا بعض نے مشبہۃ، نابتۃ، ناصبۃ اور بعض نے جبریہ کہا۔

اصحاب حدیث ان تمام عیوب سے مبرا اور پاک ہیں۔ یہ اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ یہ سنت کے حامل، سیرۃ الرسول پر اکتفا کرنے والے، سیدھے راستے پر گامزن اور ایسے دلائل کے حامل ہیں جو انتہائی پختہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب وحی اور سنت رسول کا متبع بنایا ہے اور اقتدار رسول ﷺ کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابوعثمان الصابونی نے بہت خوبصورت پیرائے میں اہل حدیث کے حق میں بیان فرمایا ہے۔ الحمدللہ

اور کتنے ہی ایسے القابات اور کتنی صفات میں جو اہل حدیث کے لیے (شرف کا باعث ہیں) لائق ہیں۔ جن کا اہل بدعت نے کبھی اقدار نہیں کیا۔ بلکہ وہ کتنے ہی الزامات ان پہ لگا چکے ہیں جبکہ یہ ان سے بری الذمہ ہیں۔ کتنے ہی بے وقوف لوگ ہیں جو ان پہ بے وقوف ہونے کا الزام لگا چکے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو ان تمام شرانگیزوں کے شر سے محفوظ رکھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔''

جبکہ ص ۱۸۵، ۱۸۴ پر ایک بار پھر ''من آداب اہل الحدیث'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ،

''جمیع ما ذکر من آداب اهل الحدیث، وقد قال الامام الحافظ ابوبکر الاسماعیلی فی کتابه اعتقاد ائمة اهل الحدیث (ص ۷۹) (مع لزوم الجماعة والتعفف فی الماکل والمشرب والملبس، والسعی فی عمل الخیر والامر بالمعروف والنهی عن المنکر والاعراض عن الجاهلین حتی یعلموهم ویبینوا لهم الحق ثم الانکار والعقوبة من بعد البیان واقامة العذر بینهم ومنهم)

وقال شیخ الاسلام ابو عثمان الصابونی فی کتابه عقیدة السلف اصحاب الحدیث (ص ۹۸، ۹۹) (ویتواصون بقیام اللیل للصلاة بعد المنام، وبصلة الارحام علی اختلاف الحالات، وافشاء السلام واطعام الطعام والرحمة علی الفقراء والمساکین والایتام، والاهتمام بامور المسلمین،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والتعفف في الماكل والمشرب والملبس والمنكح والمصرف، والسعي في الخيرات والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والبدار الى فعل الخيرات اجمع، واتقاء شر عاقبة الطمع، ويتواصون بالحق والصبر، ويتحابون في الدين ويتباغضون فيه، ويتقون الجدال في الله والخصومات فيه) وجميع ما ذكره الشيخ رحمه الله تعالىٰ هنا مع سابقه، كل ذلك هو من الآداب التي تادب بها اهل الحديث، فهم اعلم الناس بالله وشريعته، وحكمه وحكمته، فهم اولى الناس بان يتبعوا، وان يقتفى اثرهم فيما هم عليه من الآداب، اذهي آداب الاسلام التي دعا اليها الكتاب والسنة وحرصاً عليها، فالوا جب على كل مسلم ان يقتدى بهم في ذلك، وان يقتفى اثرهم، وان يهتدى بهداهم حتى يلحق بهم"

وہ تمام آداب جن کا ذکر کیا گیا ہے ان کے متعلق امام الحافظ ابوبکر اسماعیلی اپنی کتاب ''اعتقاد آئمۃ اہل حدیث ص ۷۹'' میں لکھتے ہیں۔

''یہ جماعت کے ساتھ وابستہ اور کھانے پینے اور پہننے کے متعلق انتہائی عفیف طرز عمل سے آراستہ ہیں۔ اور عمل صالح، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیلئے ہر وقت کوشاں ہیں۔ جاہلوں سے الجھنے سے اس وقت تک گریزاں رہتے ہیں جب تک انہیں اس بات کا علم نہ ہو جائے۔ صاحب انکار پر حق واضح ہو چکا ہے اور وہ پھر بھی اس کا منکر ہے۔ اور جب حق کو واضح کر دیں اور عذر جاتا رہے تو پھر عقوبت اور سزا پر کسی سے مفاہمت نہیں کرتے۔''

ان کے متعلق شیخ الاسلام ابوعثمان الصابونی اپنی کتاب عقیدہ السلف اصحاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحدیث کے صفحہ ۹۸، ۹۹ پر رقمطراز ہیں:

''یہ ایک دوسرے کو نماز تہجد، اس حالت جب حالات کشیدہ ہوں صلہ رحمی، سلام عام کرنے، کھانا کھلانے، فقراء، مساکین اور یتیموں پر شفقت و رحمت مسلمانوں کے معاملہ میں اہتمام، کھانے پینے، پہننے، نکاح کرنے، اور مال کو خرچ کرنے کے معاملے کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔

اور بھلائی کے کام کرنے، امر بالمعروف اور نہی المنکر اور لوگوں کو بھلائی کے کاموں کے لیے جمع کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ طمع و لالچ کے شر سے بچتے ہیں اور حق بات کہنے اور پھر اس پر صبر کرنے کی تلقین کرتے ہیں (اللہ کے لیے) دین ہی ان کے نزدیک محبت و بغض کا معیار ہے اور اللہ کے معاملہ میں لڑائی جھگڑا کرنے سے بچتے ہیں۔

یہ تمام آداب جن کو شیخ ابوعثمان الصابونی نے یہاں یا اس سے قبل ذکر کیا ہے تو یہ اہل حدیث کے ہی شایان شان ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کو اور اس کی شریعت کو (اور اس کے حکم و حکمت کو) سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

پس یہ لوگ اتباع کے لائق ہیں۔

نیز جن آداب سے یہ آراستہ ہیں ان کی پیروی کی جائے کیونکہ یہ آداب وہی ہیں جن کی دعوت ہمیں کتاب و سنت دیتے ہیں اور وہ اس پر حریص ہیں۔

پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ان کی اقتدا کرنے ان کے اقوال کو اہمیت دے اور ان کے طریقہ پر گامزن ہوتا کہ ان سے مل سکے۔''

(یاد رہے کہ علامہ ابوالحسن اشعری کی کتاب ''مقالات الاسلامیین'' جس کا ترجمہ مولانا محمد حنیف ندویؒ نے کیا تھا اور اس کو ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے شائع کیا تھا، کے ص ۳۲۶ سے ص ۳۳۶ پر ''اہل حدیث کے عقائد'' کے عنوان سے تفصیلی بیان موجود ہے۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ کا ایک فتویٰ

''اہل حدیث کوئی فرقہ نہیں جس کی وجہ سے فرقہ بندی کا الزام ان پر عائد ہوتا ہو۔ بلکہ یہ اہل حدیث محض ایک امتیازی لقب ہے جو ان کو اصحاب الرائے والمقلدین ومبتدعین سے ممتاز کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس لقب ''اصحاب الحدیث'' یا ''اہل حدیث'' کا پتہ خیر القرون میں ملتا ہے۔ امام احمدؒ سے پوچھا گیا کہ ''ابدال'' کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اہل حدیث نہیں ہیں تو پھر مجھے پتہ نہیں کہ وہ کون ہیں۔ بلکہ صحابہؓ کے دور میں بھی اس کا سراغ ملتا ہے۔

اور اگر آپ کتب تاریخ کی ورق گردانی کریں مثلاً تاریخ ابن خلدون وغیرہ تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ تابعین وتبع تابعین کے زمانے ہی میں ان سلف صالحین کو اپنے آپ کو اصحاب الرائے سے ممتاز کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی اور اس لیے انہوں نے اپنے آپ کو اہل حدیث کا لقب دے دیا اور یہ اس لیے کہ لفظ حدیث کا اطلاق قرآن وحدیث دونوں پر ہوتا ہے۔ قرآن میں ہے۔

فبای حدیث بعدہ یومنون اور فلیاتوا بحدیث مثلہ ان کانوا صادقین

اور جناب رسول اللہ ﷺ خطبہ میں یہ الفاظ فرماتے تھے۔ ''احسن الحدیث کتاب اللہ'' اور قرآن مجید میں ہے۔ ''اللہ نزل احسن الحدیث''

﴿واذا سر النبی الی بعض ازواجه حدیثا﴾ (التحریم:۳)

یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ آنحضرت ﷺ کے قول کو حدیث کہتا ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ سے ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک بات دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ میں جانتا تھا کہ تم ہی اس کے متعلق پوچھو گے کیونکہ میں تیرا ''حدیث'' پر حریص ہونا جانتا ہوں بہرحال حدیث کا لفظ قرآن وسنت دونوں پر بولا گیا ہے اس لئے ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محدثین کرام وفضلاء عظام نے یہی لقب اختیار کیا ہے اکہ اس کو سننے والا جان لے کہ یہ جماعت صرف قرآن وسنت پر ہی عمل کرتی ہے۔ بخلاف اہل الرائے کے اور جس نیک بات سے انسان کو زیادہ تعلق ہوتا ہے اس کی طرف وہ لفظ اہل سے منسوب ہوتا ہے۔ ذیل میں صحیح بخاری کی ایک حدیث نقل کرتا ہوں غور فرمائیں۔ امام بخاری کتاب الصوم میں باب الریان للصائمین کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث لائے ہیں:

"ان رسول الله ﷺ قال من انفق زوجین فی سبیل الله نودی من ابواب الجنة یا عبدالله هذا خیر فمن کان من اهل الصلوٰة دعی من باب الصلاة ومن کان من اهل الجهاد دعی من باب الجهاد ومن کان من اهل الصیام دعی من باب الریان ومن کان من اهل الصدقه دعی من باب الصدقه الحدیث"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کا کسی نیک کام سے زیادہ تعلق ہوتا ہے وہ اس کام کی طرف لفظ "اہل" سے منسوب ہوتا ہے لہٰذا جو آدمی قرآن وسنت سے زیادہ شغف رکھتا ہے اور اپنا اوڑھنا بچھونا انہیں کو بنا دیتا ہے تو کیوں نہ اس کو اہل حدیث کہا جائے اور ہمیں تو یہی امید ہے کہ انشاء اللہ قیامت کے دن اللہ کے فضل سے ہمیں قرآن وسنت سے زیادہ تعلق رکھنے کی وجہ سے انشاء اللہ باب الحدیث سے بلایا جائے گا۔ (اللھم آمین)

یہ اس لئے کہ لفظاً حدیث کتاب وسنت دونوں کو شامل ہے ہاں اگر اہل القرآن لقب رکھا جاتا تو یہ صرف قرآن کے ساتھ مخصوص ہو جاتا باقی سنت کی طرف کوئی اشارہ نہ رہتا۔ الحاصل اگر اسی امتیاز کو مدنظر رکھ کر جو اوپر مذکور ہوا۔ ہم اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے ہیں تو اس میں کونسی قباحت ہے اور اس سے کونسی شناخت لازم آتی ہے اور یہ بدعت کیسے ہوا؟ ہاں اس امتیازی لقب کی ضرورت اس لئے تھی اور ہے کہ دوسرے سب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقے بھی اپنے آپ کو مسلم کہتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں ابتداء میں سلف صالحین کے زمانے میں بھی سب کے سب اپنے آپ کو مسلمون کہتے تھے خواہ وہ معتزلہ ہوں، بدعتی ہوں، خارجی ہوں، شیعہ و روافض میں سے ہوں غرض کہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں لیکن کہتے اپنے آپ کو وہ مسلمان ہی تھے۔ اب آپ ہی فرمائیں کہ وہ محدثین عظام اور سلف صالحین جو ما انا علیہ واصحابی پر عامل تھے وہ اپنے آپ کو ان سے کیسے ممتاز کرتے؟ میں آج کی بات آپ کو بتاتا ہوں ہم سے بسا اوقات پوچھا جاتا ہے کہ صاحب آپ کس مسلک کے ہیں؟ ہم ان کو یہی جواب دیتے ہیں کہ بھائی ہم مسلمان ہیں لیکن وہ پھر بول پڑتے ہیں کہ صاحب مسلمان تو ہم سب ہیں لیکن آپ کس مسلک کے پیرو ہیں؟ دو تین بار کے اس سوال و جواب کے بعد جب ان کو یہ جواب دیا جاتا ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں تو وہ پھر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ انہیں ان کے سوال کا جواب مل گیا۔ بس یہی وجہ تھی اور ہے کہ ہم اس لقب مبارک کو اپنائے ہوئے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ آخر اس میں فرقہ بندی کیسے ہوئی اور یہ بدعت کیسے ہوئی؟ باقی اہل حدیث کا اپنے آپ کو فرقہ ناجیہ کہنا وہ اس بنا پر ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائیگی ناجی ان میں سے صرف ایک ہوگا اور وہ وہی ہے جو ما انا علیہ واصحابی پر عامل ہو۔ اور یہ بات صرف اہل حدیث پر صادق آتی ہے کیونکہ صرف یہی جماعت ہے جو کتاب و سنت کو امام بناتی ہے اور اسی کو ہی مستند مانتی ہے اور کسی جماعت کی یہ حالت نہیں۔ حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ وغیرہ ہم پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ واقعی جماعت اہل حدیث ہی وہ جماعت ہے جو صرف کتاب و سنت پر عمل کرتی ہے۔ بہرحال اہل حدیث کوئی خاص فرقہ مخترعہ و مبتدعہ نہیں ہے بلکہ وہ مسلمانوں کی ہی جماعت ہے جو صرف کتاب و سنت پر عمل کرتی ہے اور اپنے آپ کو دوسری فرقہ بندیوں سے ممتاز کرنے کے لئے اپنا لقب ''اہل حدیث'' رکھ لیا ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہاں اگر کوئی جاہل اس حقیقت کے برخلاف اہل حدیث کو بھی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرقہ مخترعہ سمجھ لے تو اس سے اصل حقیقت پر کیا اثر پڑتا ہے؟ دیکھئے جماعت المسلمین کے چند افراد ایسے ہیں کہ وہ میرے اور بھائی صاحب حضرت علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی (اب ﷫) کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں سمجھتے اور صاف صاف کہتے ہیں کہ ہم آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ حالانکہ ان کا امیر سید مسعود احمد صاحب ہمارے پیچھے ہمیشہ نماز پڑھتا رہا ہے تو کیا ان کم فہم اور کم علم لوگوں کے اس طرز عمل سے ہم یہ فرض کر لیں کہ واقعۃً جماعت المسلمین من حیث الجماعۃ کا یہی عقیدہ وعمل ہے کہ ہمارے پیچھے نماز جائز نہیں؟ میں تو یہی سمجھتا ہوں کہ اس کا جواب جماعت المسلمین کے سربرآوردہ لوگ یہ دیں گے کہ ہمارا یہ خیال نہیں ہے بلکہ یہ جاہل لوگوں کا خیال ہے یا عمل ہے ان کا یہ خیال اور عمل جماعت المسلمین من حیث الجماعۃ پر لازم نہیں آئے گا، اسی طرح یہی سمجھ لیں کہ اگر کوئی جاہل اپنے آپ کو اہل حدیث کہہ کہ یہ تصور کرتا ہے کہ یہ امتیازی لقب سے بڑھ کر ایک الگ اور علیحدہ مخترعہ فرقہ ہے تو اس سے جملہ اہل حدیث کس طرح بدعتی یا فرقہ بندی کے مرتکب قرار پائیں گے؟ باقی رہا قرآن عظیم کا ہم کو مسلم کہنا تو وہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں اور ہم یہی کہتے ہیں کہ ہم مسلم ہیں۔ اس سے انکار تو کیا ہی نہیں ہے البتہ امتیاز کیلئے یہ مزید لقب اختیار کر لیا ہے اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اصل نام جو اللہ تعالیٰ نے ہمارا رکھا ہے اس سے انکار یا اس سے انحراف اختیار کر رہے ہیں ان دونوں باتوں میں اچھی طرح سے غور کر کے ان کا فرق معلوم کر لیا جائے۔ اگر اس کے باوجود جماعت المسلمین کو اصرار ہے کہ آپ سے نام کا ثبوت نہیں ہمارے نام کا ثبوت ہے لہٰذا آپ کا نام بدعت اور ہمارا نام صحیح تو اس کے متعلق میں یہ گزارش کروں گا کہ جناب اگر جناب کے زعم کے بموجب ہمارے نام کا ثبوت نہیں تو آپ کے نام و جماعت المسلمین کا بھی ثبوت نہیں۔ اللہ کی کتاب نے تو ھو سماکم المسلمین (الحج پ ۱۷) یہ کہ تمہارا نام المسلمون رکھا ہے پھر آپ نے یہ جماعت کے لفظ کا ٹانکا کیوں لگا رکھا ہے۔ آپ کو تو اپنے آپ کو صرف ''المسلمون'' یا ''المسلمین'' کہنا چاہئے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جماعت کا لفظ قرآن پر زیادتی ہے جو آپ کو تو قطعاً جائز نہیں پھر کیوں آپ اپنے آپ کو جماعت المسلمین کہتے ہیں۔ ہاں جماعت المسلمین والے اپنے نام کے ثبوت میں ایک صحیح حدیث جو صحیح بخاری میں ہے آگے پیچھے کو چھوڑ کر محض اپنے مطلب کے الفاظ پیش کرتے ہیں اور لوگوں کو مغالطہ دیتے ہیں کہ دیکھو ہم نے اپنے نام کا ثبوت دے دیا ہے۔ لیجئے میں پہلے صرف وہ ٹکڑا ذکر کرتا ہوں جو یہ حضرات اپنے مفروضہ کے اثبات کے لئے پیش کرتے ہیں۔

"فماتامرنی ان ادرکنی ذلك قال تلزم جماعة المسلمین وامامهم"

اب یہ قطعہ پیش کر کے کہتے ہیں کہ ہمارے نام کا حدیث صحیح سے ثبوت مل گیا۔ حالانکہ اگر بنظر انصاف وتدبر کے ساتھ ساری حدیث کو اور اس کے سیاق وسباق، آگے پیچھے کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے تو ان کی یہ دلیل تار عنکبوت سے بھی کمزور نظر آئے گی اور ان کے مغالطہ کی ساری قلعی کھل کر رہ جائے گی۔ لیجئے میں عرض کرتا ہوں غور سے ملاحظہ فرمایئے۔

اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث میں جماعۃ المسلمین سے ترکیب اضافی کا پورا مفہوم مراد ہے یعنی اس وقت تم مسلمانوں کی جماعت سے چمٹ جاؤ یعنی مسلمانوں کی جماعت سے الگ نہ ہو جاؤ اسی وجہ سے دوسری حدیث میں آتا ہے کہ من شذ شذ فی النار

اگر آنحضرت ﷺ صرف یہ فرماتے ..... "التزام المسلمین" تو اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا تھا کہ مسلمانوں میں شامل رہو یعنی مسلمانوں کے کام کرتے رہو حالانکہ آپؐ کے فرمان کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی جماعت سے ملے رہو اگر کوئی آدمی موحد بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سب فرائض بجا لاتا ہے اور عبادات سنت کے مطابق ادا کرتا ہے لیکن وہ جماعت کے ساتھ نہیں رہتا بلکہ جماعت سے الگ ہو گیا ہے تو گو وہ مسلم تو ہے لیکن وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بڑے جرم کا بھی ارتکاب کر رہا ہے یعنی جماعت سے الگ ہو جانا۔ فرداً فرداً تو ہر ایک ہے۔ لیکن جماعت تو تب تشکیل پائے گی جب مسلمانوں کے افراد کا مجموعہ ایک جگہ ہو۔ لہٰذا آپؐ کے ارشاد کا مطلب یہی تھا کہ جماعتی نظام جب تک قائم ہے اس کو چھوڑنا نہیں چاہیے اگر آنحضرت ﷺ کا مقصد یہ ہوتا کہ تم اپنی جماعت کا نام جماعت المسلمین رکھ لو تو آپؐ یہ نہ فرماتے کہ "التزام المسلمین" بلکہ اسم جماعة المسلمین یا سمو انفسکم جماعة المسلمین فرماتے حالانکہ آپؐ نے اس طرح نہیں فرمایا ہم نے جو مطلب عرض کیا ہے حدیث کا بقیہ کا حصہ بھی اس پر واضح طور پر دلالت کرتا ہے چنانچہ ہم ذیل میں وہ حدیث پوری کی پوری نقل کرتے ہیں پھر آپ دیکھیں کہ کتنا بڑا مغالطہ یہ حضرات دیتے ہیں۔

"انه سمع حذيفة بن اليمان يقول كان الناس يسالون رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الخير وكنت اساله عن الشر مخافة ان يدركني فقلت يا رسولؐ الله انا كنا في جاهلية وشر فجاء نالله بهذا الخير فهل بعد هذا الخير من شر قال نعم قلت وهل بعد ذلك الشرمن خير قال نعم وفيه دخن قلت وما دخنه قال قوم يهدون بغير هديى تعرف منهم وتنكر قال قلت وهل بعد ذلك الخير من شر قال نعم دعاة على ابواب جهنم من اجابهم اليها قذفوه فيها قلت يا رسولؐ الله صفهم لنا قال هم من جلدتنا ويتكلمون بالسنتنا قلت فماتا مرني ان ادركني ذلك قال تلزم جماعة المسلمين واما مهم قلت فان لم يكن لهم جماعة ولا امام قال فاعتزل تلك الفرق كلها ولو ان تعض باصل شجرة حتى يدرك الموت ولنت على ذلك" (الصحیح البخاری ۱۰۳۹ کتاب الفتن باب کیف الام اذا لم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تکی جماعۃ)

آپ نے یہ حدیث ملاحظہ کر لی ہوگی اس حدیث میں صاف طور پر نظر آ رہا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک زمانے کا ذکر فرما رہے ہیں جس میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جو جہنم کی طرف بلانے والے ہوں گے یعنی اپنے غیر شرعی اعمال و اعتقادات کی طرف دعوت دیتے ہوں گے جن کا انجام جہنم ہوگا۔ صحابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پوچھنے پر ان کی صفات بیان فرمائیں پھر جب اسی صحابیؓ نے پوچھا کہ ایسے زمانے کے متعلق مجھے کیا ارشاد ہے اگر یہ زمانہ میں پاؤں تو آپ نے فرمایا: التزام جماعۃ المسلمین و امامھم یعنی اس وقت تم مسلمانوں کی جماعت اور اس کے امام سے ملے اور چمٹے رہو ان سے الگ نہ ہو جاؤ اور نہ ان سے علیحدگی اختیار کرو۔ یہ عبارت خود بخود بتا رہی ہے کہ یہاں جماعت کے ساتھ ملے رہنے کا حکم ہو رہا ہے نہ کہ ان کو یہ امر کیا جا رہا ہے کہ تم یہ نام اپنی جماعت کا رکھ لو اور یہی وجہ ہے کہ آگے پھر اس صحابیؓ نے دریافت کیا کہ اگر جماعت و امام نہ ہو تو؟ آپ نے جواب فرمایا کہ فاعتزل الخ۔ یعنی اگر جماعتی نظام ہی نہ ہو تو پھر تم بالکل علیحدہ ہو جاؤ گو تجھے درخت کی جڑوں کو کھانا پڑے یعنی اور کمانا میسر نہ ہوتا ہو تم بالکل ان سے الگ تھلگ رہو۔ بہر حال یہاں تو جماعت کے ساتھ جماعتی نظام برقرار رکھنے کا ارشاد ہو رہا ہے اور یہ حضرات فرماتے ہیں لو جی! ہمیں حکم ہو گیا ہے کہ اپنا نام جماعت المسلمین رکھ لو حالانکہ یہاں جماعت کے تسمیہ کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہاں مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ ملے رہنے کا حکم ہو رہا ہے۔ الغرض اگر جماعت المسلمین والے اپنی جماعت کا نام صرف وہی رکھنا چاہتے ہیں جو قرآن میں ہے اور یہ سمجھتے ہیں کہ اس کے سوائے جو بھی نام گو امتیاز کے لئے ہی ہوتا ہم وہ بھی بدعت ہے تو انہیں اپنی جماعت کا نام صرف 'المسلون'' یا ''المسلمین'' رکھنا چاہئے یہ جماعت کا لفظ اپنی طرف سے بڑھا رہے ہیں جو قطعاً جائز نہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ نام و جماعت المسلمین پسند ہوتا تو وہ یہ نہ فرماتا کہ ''ھو سما کم المسلمین'' بلکہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتا "هو سماكم جماعة المسلمين" اور اللہ کو بھول وغیرہ نہیں ہوتی "وما كان ربك نسيا" اب آپ نے دیکھ لیا کہ جو نام ان حضرات نے اختیار کر رکھا ہے اس کا بھی ثبوت قرآن و حدیث سے نہیں ملتا لیکن پھر بھی اس سے چمٹے ہوئے ہیں اور ہمیں الزام دیا جاتا ہے کہ تمہارا نام بے ثبوت ہے۔ حالانکہ ہم اوپر مذکورہ صفحات میں یہ واضح کر کے آئے ہیں کہ ہمارا نام مسلم ہی ہے اور اہل حدیث لقب یا ممتاز کرنے والا نام ہے جو یہ دوسرے فرقوں سے صحیح مسلک والوں کو ممتاز کرتا ہے اس لیے کہ صرف مسلم ہونے کا دعویٰ تو سب کے سب فرقے کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی کسی حنفی یا کسی بدعتی وغیرہ کو یہ کہے کہ تم مسلمان نہیں ہو یا تم مسلمانوں کی جماعت سے خارج ہو تو وہ اس پر غضبناک ہو جائے گا اور یہ کبھی برداشت نہیں کرے گا کہ اس کو مسلمانوں کی جماعت سے خارج تصور کیا جائے پھر بتایئے ان سے امتیاز کیسے ہو؟

بات تو بالکل واضح ہے کہ یہ لقب "اہل حدیث" ہم نے صرف امتیاز کے لئے اختیار کر رکھا ہے اور امتیاز کے لئے کوئی نام اپنا لینا بدعت کے تحت نہیں آ سکتا یہی وجہ ہے کہ امام المحدثین ابوعبداللہ البخاریؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام شافعیؒ، امام مالکؒ وغیرہم سب کے سب اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے رہے۔ کیا ان کو معلوم نہیں تھا کہ ہمارا نام تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے "المسلمون" رکھا ہے جو چودھویں صدی کے اختتام پر ایسے لوگ وجود میں آئے ہیں جن کو اصلی اور صحیح نام معلوم ہوا ہے۔ باقی گزشتہ صدیوں کے سب کے سب لوگ اسی بدعتی نام کو ہی اپناتے رہے؟

"والله اعلم بالصواب وانا احقر العباد محب الله شاه الراشدي عفي الله عنه" (منقول از صحیفہ اہل حدیث مجریہ ۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ء)

❀❀❀❀❀

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدیم ادوار کی کتابوں میں اہل حدیث کا تذکرہ

معروف مصنف و مؤرخ مولانا محمد اسحاق بھٹی مدظلہ اپنے ایک مضمون میں مفصل بحث کرتے ہیں کہ

''علم شریعت مختلف شعبوں پر مشتمل ہے، مثلاً تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، کلام اور تاریخ وغیرہ۔ ان میں سے ہر شعبے کی قدیم و جدید تصانیف میں اہلحدیث کا ذکر بے حد احترام کے ساتھ کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان تصانیف کے مصنفین کے نزدیک یقیناً ایک ایسی جماعت موجود تھی جس کے ارکان کی تحقیقات و تنقیدات کے سب محتاج تھے۔ بعض مقامات پر اس جماعت کا ذکر لفظ ''اہل حدیث'' سے ہوا ہے، بعض جگہ انہیں ''اصحاب حدیث'' لکھا گیا ہے۔ بعض کتابوں میں ''اہل اثر'' قرار دیا گیا ہے اور بعض حضرات نے انہیں ''محدثین'' کے لقب سے تعبیر کیا ہے۔ مقصد ان تمام القاب سے سب کا یہی ہے کہ چوں کہ اس جماعت کو احادیث پیغمبر اور آثار نبویہ سے خاص شغف و تعلق ہے اس لئے اور ان پر ''از مصطفی شنیدن واز دیگراں بریدن'' والی بات صادق آئی۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کسی چیز کے نام کا مقصد اس کا دوسرں سے تمیز وتعارف ہوتا ہے۔ صدرِ اول اور قرنِ ثانی میں مسلمان، صحابہ وتابعین اور تبع تابعین کی مقدس جماعت سے عبارت تھے۔ مختلف مسلکی فرقوں میں تقسیم نہیں ہوئے تھے، صرف کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کا تقید تھا۔ نبی ﷺ کی ذاتِ اقدس و اطہر کے سوا کسی شخصیت کو شریعت میں داخل نہیں کیا جاتا تھا۔ یعنی کوئی دوسرا فرقہ سرے سے موجود ہی نہ تھا کہ کسی سے تمیز ہونے کے لئے الگ نام کی ضرورت پڑتی۔ اس کے بعد جب ائمہ مجتہدین کا دور آیا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اقوال و ارشادات کو حجت گردانا گیا اور مختلف مذاہب کی بنیادیں قائم ہو گئیں تو جن لوگوں نے طرزِ اول اور زمانۂ سابق کی طرح کسی شخصیت کو دین میں داخل کرنے کے بغیر صرف کتاب و سنت سے حصول دین کو اپنا دستور قرار دیے رکھا اور اپنے عمل و اعتقاد کی بنا فقط قرآن و حدیث پر رکھی، وہ اہل حدیث، اصحاب حدیث، اہل اثر اور محدثین کہلائے۔ اس کی تفصیل شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ میں بیان فرمائی ہے۔ باقی سب لوگ یا تو اپنے اپنے امام و مقتدیٰ کی طرف منسوب ہوئے، جس کی شخصیت کو انہوں نے دوسرے فرقوں میں حدِ فاصل قرار دیا تھا اور اس شخصیت کے مجتہدات کو مسائل و احکام کے لئے اصل و سند مانا، مثلاً حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کہلائے۔ یعنی امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کی طرف منسوب ہوئے۔ اور یا پھر اس مسئلے کی طرف منسوب ہوئے، جس میں انہوں نے اصحاب حدیث سے اختلاف کیا، مثلاً قدریہ مسئلہ تقدیر کے منکر ہونے کی وجہ سے قدریہ کہلائے، جبریہ، جبر محض کے قائل ہونے کی بنا پر جبریہ کے نام سے موسوم ہوئے اور مرجئہ، اعمال کو ایمان سے جدا کرنے اور محض ایمان پر نجات کی امید و رجا رکھنے کے سبب مرجئہ کے نام سے پکارے گئے۔

ائمہ مجتہدین سے قبل عہدِ صحابہ میں بھی ایک عظیم اختلاف پیدا ہوا تھا۔ جس کی بنیاد امورِ سیاست تھی، لیکن بعد کو وہ اختلاف مذہبی اور اعتقادی شکل اختیار کر گیا اور امت میں اس کی وجہ سے ایسا تہلکہ بپا ہوا جو روز بروز بڑھتا چلا گیا۔ وہ اختلاف یہ تھا کہ شیعہ درحقیقت اس گروہ کا نام تھا جو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا حامی تھا، اور خارجی اس طائفے کو کہا جاتا تھا جو تحکیم کے سلسلے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے الگ ہو گیا تھا لیکن اس کے بعد حالات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ایسی تبدیلی اختیار کی کہ معتقدات میں یہ دونوں گروہ یعنی شیعہ اور خارجی اہل سنت کیمقابلے میں آ گئے اور تاریخی حقیقت یہ ہے کہ ''اہل سنت'' کا لقب انہی اوران جیسے دیگر بدعی فرقوں کے مقابلے میں وضع کیا گیا تھا۔

متداول کتب حدیث میں سب سے قدیم کتاب موطا امام مالک ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کی ولادت مدینہ طیبہ میں ۹۳ھ میں خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کے زمانے میں ہوئی اور انہوں نے مدینہ طیبہ ہی میں ۱۷۹ھ کو خلیفہ ہارون الرشید عباسی کے زمانے میں وفات پائی۔ اس وقت عرب کے علاوہ شمالی افریقہ بھی مسلمانوں کے قبضے میں آ چکا تھا اور سپین وغیرہ یورپ کے بعض ملکوں پر اسلامی پرچم لہرا رہا تھا اور امام مالک کا فیضِ حدیث تمام ممالک اسلامی میں پہنچ چکا تھا، چنانچہ موطا کا آخری نسخہ جو عام طور پر اہل علم میں متداول ہے، یحیٰی بن یحیٰی مصمودی کا روایت کردہ ہے جو امام مالک کے بلاواسطہ شاگرد تھے اور سپین کے باشندے تھے۔ لیکن موطا میں فرقہ بندی کا کہیں ذکر نہیں ہے اور نہ اس میں کسی فرقے کی تردید کے انداز میں مسائل بیان کئے گئے ہیں۔

اب ذیل میں ان مصنفین کا تذکرہ کیا جاتا ہے جنہوں نے اپنی تصانیف میں اہل حدیث کا ذکر کیا ہے۔

① امام مالک رحمہ اللہ کے لائق شاگردوں میں امام شافعی رحمہ اللہ نے بے حد شہرت پائی جو ۱۵۰ ہجری میں پیدا اور ۲۰۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ اس وقت تبع تابعین کا زمانہ ختم ہو گیا تھا۔ امام شافعی کا سفر نامہ ''رحلۃ الشافعی'' کے نام سے امام سیوطی نے تالیف کیا تھا، جو انہوں نے اپنے شاگرد ربیع بن سلیمان مصری کو املا کرایا تھا لکھتے ہیں:

''یلقانی الرجال واصحاب الحدیث منھم احمد بن حنبل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و سفیان بن عیینه و اوزاعی" (صفحہ۱۴)

یعنی مجھے عام لوگ بھی ملتے ہیں اور اصحاب حدیث بھی ملتے ہیں جن میں احمد بن حنبل، سفیان بن عیینہ اور اوزاعی شامل ہیں۔

یہاں امام شافعی نے تین اصحاب حدیث کے نام لیے ہیں اور وہ ہیں امام احمد، امام سفیان اور امام اوزاعی ﷭۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ امام احمد بن حنبل بغداد کے رہنے والے ہیں، امام سفیان بن عیینہ کا تعلق کوفہ سے ہے اور امام اوزاعی ملک شام کے باشندے ہیں، اور یہ تینوں مقامات ایک دوسرے سے طویل مسافت پر واقع ہیں اور ان تینوں میں اہل حدیث موجود ہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام کے ابتدائی عہد ہی میں اس جماعت سے تعلق رکھنے والے لوگ دور دراز علاقوں میں پھیل گئے تھے۔

② حافظ ابن حجر ﷫ نے بھی اپنی تصانیف میں جماعت اہل حدیث کا ذکر کیا ہے۔ بعض مقامات پر ان کے لئے اصحاب الحدیث کے الفاظ استعمال کیے ہیں اور بعض مقامات پر اہل الحدیث کے۔ پھر ان کا تذکرہ ''اہل الرائے'' (یعنی اصحاب کوفہ) کے مقابلے میں کیا ہے اور دونوں کے طریق عمل اور اندازِ اجتہاد کا ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ وہ امام شافعی کے جامع الفقہ والحدیث ہونے کے بارے میں رقم فرماتے ہیں:

"فاجتمع له علم اهل الرای و علم اهل الحدیث"

یعنی ان کی ذات میں اہل رائے اور اہل حدیث دونوں کے علوم جمع ہو گئے تھے۔

حافظ ابن حجر کی ولادت ۷۷۰ھ میں اور وفات ۸۵۴ھ میں ہوئی۔

③ جامع ترمذی میں تو متعدد مقامات پر اہل حدیث اور اصحاب الحدیث کا ذکر آیا ہے...... امام ابوعیسیٰ ترمذی کا سال ولادت ۲۰۹ھ اور سال وفات ۲۷۹ھ ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ حنفی فقہ کی کتابوں میں بھی اہل حدیث کا ذکر ایک مستقل جماعت کی حیثیت سے کیا گیا ہے۔ چنانچہ علامہ سید امین ابن عابدین شامی ردالمختار شرح الدرالمختار کی تیسری جلد کے صفحہ ۳۹۳ اور ۳۹۴ میں رقم فرماتے ہیں:

"حكى ان رجلا من اصحاب ابى حنيفة خطب الى رجل من اصحاب الحديث ابنة فى عهد ابى بكر الجوزجانى فابى الا ان يترك مذهبه فيقرا خلف الامام ويرفع يديه عند الانحناء ونحو ذالك فاجابه فزوجه"

یعنی روایت ہے کہ قاضی ابوبکر جوزجانی کے عہد میں ایک حنفی نے ایک اہل حدیث سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا، اہل حدیث نے انکار کر دیا اور کہا کہ وہ اس صورت میں رشتہ دے سکتا ہے کہ وہ اپنا (حنفی) مذہب چھوڑ دے اور امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے اور رکوع جاتے وقت رفع یدین کرے اور اسی طرح اہل حدیث کے دیگر مسائل پر بھی عمل کرے۔ چنانچہ اس حنفی نے اس شرط پر عمل کرنے کا اقرار کیا اور اہل حدیث نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دے دی۔

یاد رہے قاضی ابوبکر جوزجانی تیسری صدی ہجری کے قاضی ہیں جو ابوسلیمان کے شاگرد تھے اور ابوسلیمان بلاواسطہ امام محمد بن حسن شیبانی کے شاگرد تھے۔ (الفوائد البہیہ صفحہ ۱۴)

اس واقعہ سے صاف پتہ چلتا ہے کہ تیسری صدی ہجری میں بھی مستقل طور سے ایک جماعت موجود تھی جس کا نام اہل حدیث تھا اور ان کے امتیازی مسائل میں امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور رکوع کو جاتے وقت رفع یدین کرنا تھا۔ موجودہ زمانے میں بھی اہل حدیث کے یہ امتیازی مسائل ہیں اور گزشتہ دور میں بھی وہ ان مسائل پر عامل تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث نیا مذہب نہیں ہے بلکہ یہ وہ جماعت ہے جو شروع ہی سے چلی آ رہی ہے اور اس کے کچھ امتیازی مسائل ہیں جن پر یہ جماعت عامل تھی اور عامل ہے۔

⑤ امام مسلم بن قتیبہ نے اپنی کتاب ''تاویل مختلف الحدیث'' میں معتزلہ، جہمیہ، روافض اور اہل الرائے وغیرہ فرقوں کا ذکر کرنے کے بعد ایک عنوان ''اصحاب الحدیث'' کے متعلق قائم کیا ہے۔ اس میں وہ فرماتے ہیں کہ اصحاب حدیث نے ہر اس جگہ سے حق تلاش کیا جہاں سے مل سکتا تھا اور نبی ﷺ کی اطاعت کی وجہ سے انہیں قرب الٰہی حاصل ہوا، اور اللہ کی طرف سے اس میں ایسی برکت پیدا کی گئی کہ لوگ سنت نبوی کے مطیع و منقاد ہو گئے اور مختلف رجال کے اقوال کے بجائے نبی ﷺ کے فرامین کے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ ابن قتیبہ ۲۱۳ھ کو بغداد یا کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۶ھ کو بغداد میں وفات پائی۔

اس سے واضح ہوا کہ امام ابن قتیبہ کے زمانے میں اور ان سے پہلے اصحاب حدیث موجود تھے جو اقوال رجال کے بجائے ارشادات رسول ﷺ پر عمل پیرا تھے۔ یعنی انہیں تقلید سے کوئی تعلق نہ تھا اور وہ احادیث نبوی ﷺ کو لائق عمل و التفات گردانتے تھے۔ موجودہ اہل حدیث کا بھی یہی نقطہ نظر ہے۔

⑥۔ اب ایک ایسے علم کا حوالہ پیش کیا جاتا ہے جسے مذہبی اختلافات سے کوئی تعلق نہیں، اس میں جماعت اہل حدیث کا ذکر موجود ہے۔ ''تاریخ فرشتہ'' میں سلطان محمود غزنوی کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے:

سلطان محمود نیز ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی را کہ از ائمہ اہل حدیث بود برسم رسالت پیش ایلک خاں فرستادہ۔ (تاریخ فرشتہ، جلد اول، مقالہ اول صفحہ ۱۴۳)

یعنی ایلک خاں نے جب ماوراء النہر کا علاقہ فتح کیا تو اس کی اطلاع اس نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از راہ مسرت سلطان محمود غزنوی کو دی، سلطان نے اس خوشی میں اس کے پاس بطور سفیر ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کو بھیجا جو اس دور کے ائمہ اہل حدیث میں سے تھے۔

یہاں یہ یاد رہے کہ سلطان محمود غزنوی نے حنفی مذہب ترک کر دیا تھا۔ وہ ۳۵۷ھ میں پیدا ہوا اور اس نے ۳۴ سال حکومت کی۔ اس سے پتہ چلا کہ اہل حدیث چوتھی صدی ہجری میں ہندوستان میں موجود تھے۔

⑧ تاریخ ہی کا ایک اور حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔ علامہ بشاری مقدسی نے ۳۷۵ھ میں ہندوستان کی سیاحت کی تھی۔ وہ اپنے سفر نامہ میں علاقہ سندھ کے شہر منصورہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہاں کے ذمی بت پرست ہیں۔ مسلمانوں میں اکثریت اہل حدیث کی ہے۔'' (تاریخ سندھ جلد اول صفحہ ۱۲۴)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ اہل حدیث چوتھی صدی ہجری میں ہندوستان میں بکثرت موجود تھے۔ اب کیا ارشاد ہے ان محققین کا جنہوں نے یہ تحقیق انیق فرما رکھی ہے کہ اہل حدیث کی عمر ڈیڑھ دو سو سال سے زیادہ نہیں ہے؟ کیا ان حضرات عالی قدر کی تاریخ دانی اور حساب دانی کا فیصلہ یہی ہے کہ پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی صدی ہجری سے لے کر پندرہویں صدی ہجری تک کی درمیانی مدت کو ڈیڑھ دو سال ہی کہا جائے گا؟ سبحان اللہ! قربان جایئے اس حساب دانی کے اور صدقے جایئے تاریخ پر اس عبور کے!

⑨ علامہ ابن خلدون عمرانیات کے ماہر اور تاریخ اور فلسفہ تاریخ کے بہت بڑے مصنف ہیں، وہ مقدمہ ابن خلدون میں صحابہ کے بعد کے دور سے متعلق فرماتے ہیں:

''وانقسم الفقه فيهم الى طريقتين طريقة اهل الرای و القياس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وهم اهل العراق وطريقة اهل الحديث وهم اهل الحجاز وكان الحديث قليلا فى اهل العراق لما قدمنا" (مقدمه صفحه ۲۷۲،فصل فی علم الفقه)

یعنی ان میں فقہ دو طریقوں میں منقسم ہوگئی۔ ایک طریقہ اہل رائے و قیاس کا ہے اور وہ اہل عراق ہیں۔ دوسرا طریقہ اہل حدیث کا ہوا اور وہ اہل حجاز ہیں۔ اہل عراق میں علم حدیث کم تھا جس کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

اس کے بعد وہ اسی فصل میں لکھتے ہیں:

"ولم يبق الا مذهب اهل الراى من العراق واهل الحديث من الحجاز" (مقدمه صفحه ۲۷۳)

یعنی اہل رائے کا مذہب عراق کی وجہ سے اور اہل حدیث کا حجاز کی وجہ سے دنیا میں باقی رہا۔

⑨ اب اس سلسلے میں پیر سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا فرمان سنیے جو ۴۹۱ھ میں پیدا اور ۵۶۱ھ میں بغداد میں فوت ہوئے۔ وہ اپنی مشہور کتاب غنیۃ الطالبین کے بعض مقامات میں ''اہل اثر'' اور بعض میں ''اہل حدیث'' کا ذکر کرتے ہیں اور اہل بدعت کی علامات کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"فعلامة اهل البدعة الوقيعة فى اهل الاثر" (صفحہ ۱۹۸۔ مطبوعہ مرتضوی، دہلی)

یعنی اہل بدعت کی علامت یہ ہے کہ وہ اہل حدیث کی بدگوئی کرتے ہیں۔

مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی نے جو ۱۰۶۷ھ میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ حضرت پیر جیلانی رحمہ اللہ کے ان عربی الفاظ کا فارسی میں ترجمہ کیا ہے:

''پس نشان اہل بدعت عیب کردن است در اہل حدیث''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غنیۃ الطالبین (مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی کے صفحہ ۱۹۸) ہی میں پیر صاحب رقم فرماتے ہیں کہ اگرچہ لوگ انہیں کئی ناموں سے پکارتے ہیں لیکن درحقیقت اس جماعت کا ایک ہی نام ہے، اور وہ ہے اہل حدیث۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"ولا اسم لهم الا اسم واحد وهو اصحاب الحديث"

⑩ امام فخر الدین رازی ۶۰۶ھ میں فوت ہوئے۔ انہوں نے تفسیر کبیر میں بہ ذیل آیت وان كنتم فى ريب مما نزلنا علىٰ عبدنا اہل حدیث کا ذکر کیا ہے۔

⑪ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (ولادت ۶۶۱، وفات ۷۲۸ ہجری) کے علم وفن اور خدمات گوناگوں کی وسعتوں سے ہر لکھا پڑھا شخص آگاہ ہے۔ انہوں نے اپنی گراں قدر تصنیف منہاج السنۃ کے مختلف مقامات پر جہمیہ، قدریہ، معتزلہ، خوارج اور کرامیہ وغیرہ فرقوں کی تردید کرتے ہوئے ان کے مقابلے میں اہل حدیث اور اصحاب الحدیث کا ذکر کیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ امام ابن تیمیہ کے دور میں اہل حدیث بہ حیثیت جماعت کے موجود تھے، جو جہمیہ، قدریہ، معتزلہ اور خوارج وغیرہ فرقوں کے شدید مخالف تھے۔ بعض مسائل کی تعبیر میں خود اہل حدیث میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام منہاج السنۃ میں رقم طراز ہیں:

"ثم بعد ذالك اختلاف اهل الحديث وهم اقل الطوائف اختلافاً فى اصولهم ميراثهم من النبوة ميراث غيرهم فعصمهم حبل الله الذى اعتصموا به" (جلد ثانی صفحہ ۲۱)

اس کے بعد اہل حدیث کا باہمی اختلاف ہے جو تمام فرقوں کی بہ نسبت بہت کم ہے، کیوں کہ ان کی علمی وراثت جو خزانہ نبوت سے انہیں ملی ہے،

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسروں کی وراثت سے نہایت عظیم الشان ہے۔ ان کو اللہ کی رسی (قرآن مجید) نے بچالیا، جس سے یہ متمسک ہیں۔

حضرت امام کے نزدیک اہل حدیث کی بہت بڑی خصوصیت وراثت نبوت اور قرآن مجید سے تمسک ہے یعنی قرآن وحدیث پر عمل پیرا ہونا ان کا خاص وصف ہے جو انہیں دوسروں سے متمیز کرتا ہے۔

منہاج السنہ ہی وہ میں وہ ایک شیعہ عالم علامہ علی کے اعتراض کے ضمن میں اہل حدیث کی ایسے پیرایہ بیان میں تعریف کرتے ہیں کہ اس جماعت کے علم وعمل کا پورا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ فرماتے ہیں:

"من المعلوم لكل من له خبرة ان اهل الحديث من اعظم الناس بحثا عن اقوال النبی ﷺ و طلبا لعلمها و ارغب الناس فی اتباعها و ابعد الناس عن اتباع الهوی" (جلد ثانی صفحہ ۱۷۸)

یعنی جس شخص کو کچھ بھی خبر ہے اسے معلوم ہے کہ اہل حدیث رسول اللہ ﷺ کے اقوال سے متعلق سب سے زیادہ تحقیق کرنے والے، ان کے علم کے طالب، ان کی پیروی میں سب سے زیادہ رغبت رکھنے والے اور خواہشات کی اتباع میں سب سے زیادہ دور ہیں۔

⑫ علامہ سعد الدین تفتازانی (ولادت صفر ۷۲۲ھ وفات ۲۲ محرم ۷۹۲ھ)

مشہور مصنف اور صاحب تحقیق عالم تھے۔ ان کی متعدد تصانیف میں سے ایک نہایت اہم کتاب اصول فقہ کی کتاب توضیح کی شرح تلویح ہے جو درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے اور طلبا کو پڑھائی جاتی ہے۔ اسے توضیح تلویح کہا جاتا ہے۔ اس کتاب میں علامہ تفتازانی اہل حدیث کا ذکر بھی کرتے ہیں اور شافعیہ کا بھی۔ اجماع کی بحث میں فرماتے ہیں:

"وعليه عامة اهل الحديث و الشافعية"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی اہل حدیث اور شافعیہ کا نقطہ نظر ہے۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ قدیم دور کی کتابوں میں جہاں اہل حدیث یا اصحاب حدیث اور محدثین کے الفاظ آئے ہیں، اس سے شافعیہ مراد ہیں لیکن یہاں ان کے اس قول کی تردید ہوگئی ہے۔ علامہ سعد الدین تفتازانی نے اہل حدیث کا ذکر شوافع کے مقابلے میں مستقل طور سے الگ کیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ تفتازانی کے زمانے میں شوافع وغیرہ مقلدین کے علاوہ ایک دوسری جماعت بھی باقاعدہ صورت میں موجود تھی اور اس جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ اس جماعت کا دستور العمل قرآن و حدیث تھا۔

علامہ سعد الدین تفتازانی شرح مقاصد میں شیعہ حضرات کی دلیل حدیث غدیر خم کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

"قد قدح فی صحته کثیر من اهل الحدیث" (شرح مقاصد جلد ثانی طبع مصر۔ صفحہ ۲۹۰)

اس کی صحت میں اکثر اہل حدیث نے نکتہ چینی کی ہے۔

⑬ علامہ کمال الدین ابن ہمام متاخرین حنفیہ سے تعلق رکھتے تھے اور درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔ ان کا سال ولادت ۷۹۰ ہجری اور سال وفات ۸۶۱ ہجری ہے۔ فتح القدیر شرح ہدایہ ان کی مشہور تصنیف ہے جو کسی زمانے میں مطبع نول کشور (لکھنؤ) سے شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کی جلد اول کے صفحہ ۲۲، ۹۰، ۱۱۵ اور ۲۸۲ پر انہوں نے اہل حدیث کا ذکر فرمایا ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کے زمانے میں اہل حدیث موجود تھے۔

⑭ علامہ سید محمد امین بن عابدین شامی حنفی نے شرح ردالمحتار میں احناف وغیرہ فقہاء کا اہل حدیث سے الگ ذکر کیا ہے۔ خوارج کے سلسلے میں فرماتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں:

”وحکم الخوارج عند جمهور الفقهاء والمحدثين حكم البغاة وذهب بعض المحدثين الى كفرهم وقال ابن المنذر ولا اعلم احدا وافق اهل الحديث على تكفيرهم“ (ردالمختار جلد ثالث صفحہ ۴۲۸)

یعنی خارجیوں کا حکم جمہور فقہاء اور محدثین کے نزدیک باغیوں کا سا ہے اور بعض محدثین انہیں کافر قرار دیتے ہیں۔ ابن المنذر کا کہنا ہے کہ میرے علم میں کوئی شخص بھی خوارج کی تکفیر کے متعلق اہل حدیث کا ہم آہنگ نہیں ہے۔

گزشتہ سطور میں ابتدائے اسلام سے لے کر علامہ شامی تک کی تصانیف سے ہم نے ثابت کیا ہے کہ ان میں اہل حدیث کا تذکرہ کثرت سے کیا گیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ ڈیڑھ دو سال کا مذہب نہیں بلکہ یہ جماعت شروع ہی سے چلی آرہی ہے اور یہی اصل اسلام ہے اور اہل حدیث کا یہی نقطۂ نظر ہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب الاسلام (سندھ) میں اہل حدیث

محترمی پروفیسر محمد جمن کنبھر نے اپنے ایک مضمون میں ''سندھ میں اہل حدیث کی قدامت پر روشنی ڈالی ہے۔ ان کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

''عام طور پر یہ بات زبان زد ہے کہ سندھ میں اسلام محمد بن قاسم ثقفی رحمہ اللہ کے سندھ میں آنے اور فتح کے بعد پہنچا تھا لیکن تاریخی حقائق اور اعداد و شمار کے مطابق یہ بات ناقابل فہم ہے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ سندھ میں اسلام محمد بن قاسم رحمہ اللہ کے آنے سے کافی عرصہ پہلے پہنچ چکا تھا۔ سندھ پر لکھی جانے والی سب سے پہلی اور قدیم تاریخ ''فتح نامہ سندھ عرف چچ نامہ'' کے نام سے مشہور ہے (جس کے دوسرے نام ''تاریخ الہند والسند اور منہاج السالک'' ہیں) اس کا اگر مطالعہ کیا جائے گا تو یہ بات بالکل عیاں ہو جائیگی۔ چنانچہ مصنف مذکورہ مضمون کی مناسبت سے رقم طراز ہے کہ:

''ہند اور سندھ کے شہروں پر لشکر اسلام کی پہلی لشکر کشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے ۱۵ سال بعد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں واقع ہوئی۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ۴ سال بعد) عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا۔ وہ لشکر لے کر عمان روانہ ہوئے اور جنگی بیڑے دریا کے راستے مغیرہ بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں بحرین بھیجے۔ اس مقصد کے لئے وہ اسی راستہ سے دیبل روانہ ہوئے۔ اس وقت سندھ کا راجہ چچ بن سیلائج تھا اور اس کی حکومت کو ۳۵ برس گزر چکے تھے۔ دیبل کے رہائش پذیر تجارتی قسم کے لوگ تھے۔''

سندھ کے ایک بڑے مؤرخ، ادیب اور مصنف ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب نے بھی مذکورہ بالا عبارت کی تصحیح کرتے ہوئے اس کے ذیل نمبر ۱۷ کے تحت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لکھا ہے کہ:

''ہند اور سندھ کے شہروں پر لشکر اسلام کی پہلی لڑائی رسول اللہ ﷺ کی ہجرت کے ۱۵ برس بعد امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی۔ یہ بالکل صحیح ہے اور مؤرخ (ابوالحسن احمد بن یحییٰ) بلاذری (سن ۲۷۹ھ) نے بھی مدائنی کی سند سے اسلام کے (لشکر کی) اس اوائلی لشکر کشی کی خبر نقل کی ہے کہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سن ۱۵ھ میں عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ عنہ کو بحرین اور عمان کا گورنر مقرر کیا جس نے اپنے بھائی ''الحکم'' کو تانہ (تھانہ، بمبئی کی طرف ایک شہر ہے) اور بروص (بھڑوچ جو گجرات کی طرف ایک شہر ہے) پر حملہ کے لئے بھیجا اور اپنے دوسرے بھائی مغیرہ کو دیبل کی طرف روانہ کیا۔'' (فتح نامہ سندھ عرف چچ نامہ سندھی ادبی بورڈ ۱۹۹۴)

اہلیان سندھ حقیقت میں بڑے خوش نصیب ہیں کہ جن کی سرزمین پر برصغیر میں سب سے پہلے اسلام کے جتھے پہنچے۔ دین کی دعوۃ اور جہاد فی سبیل اللہ کے ضمن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب سے پہلے یہاں پہنچے۔ جب ہم اس موضوع پر کتب تاریخ اٹھاتے ہیں تو ہمیں کتنے ہی صحابہ کے مقدس نام ملتے ہیں جنہوں نے سندھ میں قدم رکھا تھا۔

مثلا: حکم بن ابی العاص ثقفی، مغیرہ بن ابی العاص ثقفی، ربیع بن زیاد الحارثی مذحجی، حکم بن عمرو الثعلبی غفاری، صحار بن عباس العبدی، عبداللہ بن عمیر الاشجعی، عبدالرحمٰن بن سمرہ بن حبیب العبشمی القرشی، عمیر بن عثمان بن سعد التیمی، خریت بن راشد ناجی سامی، منذر بن جارود عبدی، شہاب بن مخارق بن شہاب تمیمی، عاصم بن عمرو تمیمی، نسیر بن دیسم بن ثور عجلی، حکیم بن جبلہ عبدی، عبیداللہ بن معمر تمیمی، مجاشع بن مسعود سلمی، عبداللہ بن سوید تمیمی، کلیب ابووائل، مہلب بن ابوصفرہ ازدی عتکی، عبداللہ بن سوار عبدی، یاسر بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سواری بدی، سنان بن سلمہ ہذلی اور جارود عبدی رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام کی یہ عظیم جماعت سندھ میں اس وقت آئی تھی جب کہ ابھی امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی، امام محمد بن ادریس شافعی، امام مالک بن انس، امام احمد بن حنبل اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ پیدا ہی نہ ہوئے تھے۔ اس وقت قدوری، قاضی خان، ہدایہ، منیۃ المصلی، طحاوی، نہایہ، جامع الرموز، شرح وقایہ، کنز الدقائق، فتح القدیر، بزازیہ، خلاصہ کیدانی، چلپی، تنویر الابصار، بحر الرائق، درمختار اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ کا کوئی وجود نہ تھا۔ یہ تو تین سو سال سے لے کر ایک ہزار سال بعد وجود میں آئیں۔ یہ وہ زمانہ تھا جب تک

"تعلم الفقه اولى من تعلم تمام القرآن "طلب الاحاديث حرفة المفاليس" كل آية و حديث يخالف ما عليه اصحابنا فهو مؤل او منسوخ، فلعنة ربنا اعداد رمل على من رد قول ابى حنيفة"

جیسے محاورے، ضابطے اور اصول وجود میں نہیں آئے تھے۔ سنانے اور سننے کے لئے قرآن اور حدیث کے علاوہ تیسری چیز تھی ہی نہیں۔ دوسرے لفظوں میں وہ اہل حدیث یعنی قرآن و حدیث کی دعوت دینے اور اس پر عمل کرنے والے تھے۔ ان صحابہ کرام میں کوئی بھی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، جعفری، دیوبندی، بریلوی، چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی، شاذلی، دسوقی اور صوفی وغیرہ نہ تھا۔ یہ سب بناوٹی نام ہیں جو بعد کی بدعات ہیں۔ یہ محض لفاظی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے جس سے کسی بھی اہل علم کو اختلاف نہیں ہے۔ حنفی مسلک کی ایک شاخ دیوبند ہے جس کے ایک بڑے نام کی گواہی حاضر ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ: ''اہلحدیث تو تمام صحابہ تھے۔'' (اجتہاد و تقلید مولانا محمد ادریس کاندھلوی ص ۴۸)

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد بن قاسم ثقفی رحمہ اللہ تو ۲۸ سال کی عمر میں سندھ پر لشکر کشی کر کے آئے تھے اور ۱۰ رمضان المبارک سن ۹۳ھ میں سندھ کو فتح کیا۔ اس سے کئی برس پیشتر سندھ میں نہ صرف اسلام پہنچ چکا تھا بلکہ مسلک اہل حدیث ایک تناور درخت کی شکل میں اپنی جڑیں مضبوط کر چکا تھا۔ اس کے بعد جو لوگ بھی اس غرض سے سندھ میں آئے انہوں نے اپنے پیش رووں کے نقوش مقدسہ اور پاکیزہ منہج کو آگے بڑھایا۔ امام ابن ابی حاتم رازی فرماتے ہیں کہ:

”ثم تفرقت الصحابة رضي الله عنهم في النواحي والامصار والثغور في فتوح البلدان والمغازي والامارة والقضاء فبث كل واحد منهم في ناحيته وبالبلد الذي هو به، ماوعاه وحفظه عن رسول الله ﷺ وحكموا بحكم الله عزوجل وامضوا الامور على من سن رسول الله ﷺ وافتوا فيما سئلوا عنه مما حضرهم من جواب رسول الله ﷺ عن نظائرها من المسائل وجردوا انفسهم مع تقدمة حسن النية والقربة الى الله تقدس اسمه لتعليم الناس الفرائض والاحكام والسنن والحلال والحرام حتى قبضهم الله عزوجل، رضوان الله ومغفرته ورحمته عليهم اجمعين“

(رسول اللہ ﷺ کے بعد) صحابہ مختلف شہروں، علاقوں اور سرحدوں میں فتوحات، مغازی، امارات اور قضا کے سلسلے میں پھیل گئے اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے علاقے اور شہر میں رسول اللہ ﷺ سے جو سن کر یاد کیا تھا سب کو عام کیا اور ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی سنن جاری کیں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر امور و معاملات کو چلایا اور رسول اللہ ﷺ سے مسائل کے جواب میں جو کچھ سنا تھا ان جیسے مسائل میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی کے مطابق فتویٰ دیا اور حسن نیت اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے ساتھ لوگوں کو فرائض و احکام، سنن، حلال و حرام کی تعلیم کے لئے اپنے آپ کو ہمہ تن تیار کیا اور اپنے کام میں لگے رہے یہاں تک کہ اللہ عزوجل نے ان کو اٹھا لیا۔ رحمۃ اللہ علیہ (تقدمۃ المعرفۃ کتاب الجرح التعدیل دائرہ معارف عثمانیہ دکن ۱۹۵۲ ص ۸)

امام موصوف رحمہ اللہ کی اس گفتگو کو ہم اپنے سامنے رکھ کر سندھ کی پرانی جغرافیائی حدود کو دیکھیں گے تو منصورہ، دیبل، اروڑ، (الور) بوقان، سیوستان، ملتان، اُچ (اسکلندہ) بکھر، سکھر، ہالہ کنڈی، ٹھٹھہ، پریالو اور اٹھم کوٹ وغیرہ بڑے علمی مراکز نظر آئیں گے۔ اگر ہم ان علاقوں کی علمی، ادبی، سیاسی، سماجی اور مذہبی حالات کا مطالعہ کریں گے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ یہاں ہزاروں کی تعداد میں ایسے محدثین، مفسرین، مؤرخین اور جید علماء دین کا ڈیرہ تھا۔ کئی ایسے نام ملیں گے جو اپنے دور میں اہلحدیث مسلک کے قائد اور سرخیل مانے جاتے تھے۔

سندھ کے اس مردم خیز خطہ پر کوئی وقت ایسا نہ گذرا ہے جس میں یہ خطہ مسلک اہلحدیث اور علمائے اہلحدیث سے خالی رہا ہو۔ جس صدی کی علمی اور قد آور شخصیتوں کا مطالعہ کیا جائے گا تو سندھ میں اہلحدیث اور علماء اہلحدیث اور ان کے دینی مدارس کا تعارف ضرور ملے گا۔ منصورہ جو کہ صوبہ سندھ کا قدیمی دارالخلافہ تھا اور بڑا علمی مرکز مانا جاتا تھا اس کو بطور مثال کے پیش کرتے ہیں۔ موجودہ سندھ میں ضلع سانگھڑ کے شہر شہداد پور (جو کہ ایک تحصیل ہے) سے ۹ میل مشرق میں جمڑاؤ کینال بہتا ہے، اس کینال کے دو میل فاصلے پر اس تاریخی اور تہذیبی شہر کے آثار آج بھی موجود ہیں۔ حافظ ارشد انڈھڑ صاحب ''منصورہ اور مؤرخ'' کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ:

''اس شہر کا ذکر سندھ کے مؤرخوں نے بھی کیا ہے، عرب سیاحوں نے بھی اس شہر کی تعریف کے گن گائے ہیں تو فارسی تاریخ نویسوں نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ساتھ انگریز محققین اور مؤرخین نے بھی اس شہر کے بارے میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے مختلف قسم کی ۷۰ کتابوں کا ذکر کیا ہے جن میں منصورہ کا کسی نہ کسی طرح بیان موجود ہے۔ (سانگھڑ صدیوں سے ص ۴۵)

منصورہ کو خلیفہ ہشام بن بن عبدالملک کے دور خلافت میں امیر سندھ حکم بن عوانہ کے حکم سے عمرو بن محمد بن قاسم نے آباد کیا۔ اس وقت عراق میں خالد بن عبداللہ قسری کی امارت تھی۔ اس میں دارالامارۃ، دارالقضاء، بیت المال، معسکر اور مساجد اور جوامع کے علاوہ دیگر لوازم بھی تھے، اس کی تعمیر سن ۱۲۲ھ سے پہلے ہوئی تھی مگر اس پر بارہ برس گذرتے گذرتے تباہی اور ویرانی آ گئی۔ آخری اموی دور میں منصور بن جمہور کلبی نے سندھ پر قبضہ کیا اور ابتدائی عباسی دور میں مغلس عبدی اور موسیٰ بن کعب تمیمی نے آ کر مقابلہ کیا جس میں شہر منصورہ تباہ ہو گیا۔ پھر سن ۱۳۴ھ میں موسیٰ بن کعب نے سندھ پر قبضہ کر کے اسے عباسی خلافت کے ماتحت کیا اور منصورہ کی مرمت کر کے اس کی مسجد میں اضافہ کیا اور اس کی رونق واپس آ گئی۔

اس منصورہ میں قاضی ابو محمد منصوری (مصنف: ابطال التقلید، ابطال القیاس، الخصوص والعموم، المفسر والمجمل) قاضی محمد بن ابی شوراب سندھی، ابو محمد عبداللہ بن جعفر بن مرۃ المنصوری المقری السندی، ابوالعباس احمد بن محمد بن صالح التمیمی المنصوری السندی، مطیع بن ایاس اور حکیم ابراہیم بن فزارون وغیرہ جیسی علمی شخصیتوں نے اپنے اپنے علمی دور میں قرآن اور حدیث کی جو خدمت کی وہ اہل علم سے مخفی نہیں ہے۔

مذکورہ حقائق سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانے دور میں منصورہ ایک ایسا علمی مرکز تھا جہاں محدثین، مفسرین، مؤرخین، مبلغین اور اہل قلم وعلم کی ایک بڑی جماعت خیمہ زن تھی۔ اس لئے لوگ جوق در جوق منصورہ کا رخ کرتے، کتنے سیاحوں نے منصورہ کے چمکتے سورج کا بہت خوبصورت الفاظ میں تذکرہ کیا ہے۔ ان ہی میں سے ایک کے تاثرات معزز قارئین کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں تا کہ ان کو معلوم ہو کہ ماضی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعید میں منصورہ کا کیا مقام تھا اور وہاں کے باشندے کون تھے اور کس حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ علامہ بشاری مقدسی جو کہ ایک بڑے عرب مؤرخ ہو گزرے ہیں، وہ چوتھی صدی ہجری میں سیاحت کی غرض سے سندھ میں آئے تھے، انہوں نے سندھ میں آ کر جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ قلمبند کر دیا۔ ان کے عینی مشاہدات تاریخ کا درجہ رکھتے ہیں۔ موصوف منصورہ کی مدح سرائی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”ھی قصبة السند ومصر الاقليم تكون مثل دمشق بناء هم خشب وطين والجامع من حجر وآجر كبير مثل جامع عمان على سوارى ساج، لها اربعة ابواب، باب البحر، باب طوران، باب سندان، باب الملتان، ولهم نهر يحوط بالبلد، اهل لياقة ولهم مروة وللاسلام عندهم طراوة والعلم واهلهٗ كثير والتجارات ثم مفيدة ولهم ذكا وفطنة ومعروف وصدقة...... وذمته عبدة الاوثان، وليس للمذكرين به صيت ولا لهم رسوم تذكر...... مذاهبهم اكثرهم اصحاب حديث، ورايت القاضى ابا محمد منصورى داؤديا اماماً فى مذهبة ولهٗ تدريس وتصانيف قد صنف كتباً عدة حسنةً ولا تخلوا القصبات من فقهاء على مذهب ابى حنيفه، وليس به مالكية ولا معتزلة، ولا عمل للحنابلة انهم على طريقة مستقمية ومذهب محمودة وصلاح وعفة قد اراحهم الله من الغلو والعصبية والهرج والفتنة“ (احسن التقاسيم فى معرفة الاقاليم بيروت ص ۳۶۳)

”منصورہ سندھ کا مرکزی شہر اور ملک کا دارالخلافہ ہے۔ دمشق کی طرح (بنا ہوا) ہے۔ مکانات لکڑی اور مٹی کے (بنے ہوئے) ہیں اور جامع مسجد اینٹوں اور پتھر سے بنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی ہے اور بڑی ہے، عمان کی جامع مسجد کی طرح ساگون کی لکڑی کے ستونوں پر قائم ہے۔ اس کے چار دروازے ہیں۔ (۱) دریا کا دروازہ۔ (۲) طوران دروازہ۔ (۳) سندان دروازہ۔ (۴) ملتان دروازہ۔ دریا، کی ایک نہر نے شہر کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یہاں کے باشندے لائق اور بامروت ہیں، ان کے ہاں اسلام کو تازگی حاصل ہے اور علم اور اہل علم یہاں بہت ہیں۔ یہاں کی تجارت نفع بخش ہے۔ ان (لوگوں) میں ذہانت و ذکاوت ہے اور نیکی اور خیرات کرتے ہیں ذمی (غیر مسلم رعیت) بت پوجتے ہیں، مسلمانوں میں عام واعظین کا وجود نہیں ہے اور ان کی کوئی رسم نظر نہیں آئی..... مسلمانوں میں اکثر اہلحدیث ہیں اور میں نے یہاں قاضی ابومحمد منصوری کو دیکھا جو داؤدی تھے اور اپنے مذہب کے امام (مانے جاتے) تھے۔ اس کا حلقہ درس تھا اور اس کی کئی تصانیف ہیں اور بڑے شہروں میں حنفی فقہا بھی پائے جاتے ہیں، لیکن یہاں مالکی اور حنبلی نہیں ہیں اور نہ ہی معتزلہ ہیں۔ لوگ سیدھے اور صحیح مسلک پر ہیں اور نیکی اور پاکدامنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو غلو، عصبیت اور قتل و غارتگری اور فتنوں سے بے فکر کردیا ہے۔

معزز قارئین نے علامہ بشاری مقدسی کی عبارت پڑھی جس نے چوتھی صدی ہجری کی سندھ کا احوال لکھا ہے۔ منصوروہ شہر کی بناوٹ، مساجد کی تعمیر، دروازوں کے نام اور تعداد، لوگوں کی اخلاقی اور معاشی حالت، ذمی لوگوں کا احوال، علم اور اہل علم والوں کا تذکرہ اور مسلمانوں کی جتنی بھی آبادی تھی اور ان میں اہلحدیث نہ صرف موجود تھے بلکہ اکثریت میں تھے۔ مالکی، حنبلی، معتزلہ نام کی کوئی چیز ان کو نظر نہیں آئی۔ یہ گواہی کیا کم ہے کہ ''لوگ سیدھے اور صحیح مسلک پر ہیں اور نیکی اور پاکدامنی ہے۔'' حقیقت میں یہ برکت مسلک اہلحدیث کی وجہ سے ہی ان کو ملی تھی۔ یہ سب مسلک اہلحدیث کا کمال تھا کہ لوگ غلو، عصبیت، قتل و غارتگری اور دوسرے فتنوں سے بے فکر تھے۔ اس دور میں نہ صرف اہلحدیث کی موجودگی بلکہ ان کی کثرت نے جہاں دوسرے پیوندی مذاہب کی قلعی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھول دی ہے وہاں اہل علم اور صاحب قلم شخصیتوں کو پریشان کر دیا ہے۔ فن تاریخ اور سیرت نگاری میں علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ ایک بڑا نام مانا جاتا ہے۔ اس بڑے مؤرخ نے منصورہ میں اہلحدیث کی موجودگی پر بڑی حیرانی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''اس قدیم عہد میں یہاں اہلحدیث کا ہونا بڑی حیرت انگیز باتی ہے۔ داؤدی فرقہ سے مراد داؤد بوہرے نہیں بلکہ امام داؤد ظاہری کے پیرو (کار) مراد ہیں جو ایک قسم کے اہلحدیث ہی تھے۔ (عرب و ہند کے تعلقات ،، اکیڈمی سندھ ۱۹۸۷ص ۲۹۹)

مولانا نور محمد نظامانی جو ایک سندھی عالم دین اور مؤرخ ہو کر گذرے ہیں، انہوں نے مذکورہ حوالے کے ذیل میں جو بہترین تبصرہ کیا ہے وہ بالکل انصاف پر مبنی ہے۔ موصوف لکھتے ہیں کہ:

''امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلدین حضرات کو علامہ مقدسی کا یہ بیان دیکھ کر شاید یقین ہو گیا ہو گا کہ اہلحدیث کا فرقہ کوئی نیا فرقہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کی بنیاد محمد بن عبدالوہاب نجدی کے وقت سے پڑی ہے۔ اس بات سے اب بھی کسی کو کوئی انکار نہ ہو گا کہ قدیم زمانہ میں ایسے جلیل القدر علماء گذرے ہیں جو کسی خاص امام کے مقلد نہ تھے۔ مگر علامہ مقدسی کے اس بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ چوتھی صدی ہجری میں اہلحدیث کی کثیر تعداد ہندوستان میں موجود تھی۔'' (تاریخ سندھ، مہران اکیڈمی شکارپور ۲۰۰۶ ص ۱۷۶)

علامہ بشاری مقدسی رحمہ اللہ کے مذکورہ حوالے کو سندھ کے بڑے بڑے مؤرخوں، ادیبوں اور مقالہ نگاروں نے بغیر کسی مذہبی چکر کے نقل کیا ہے مثلاً:

ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی (سندھی ادب و ثقافت ص ۹۶)

سید ابوظفر ندوی (تاریخ سندھ مترجم اسماعیل پٹھان ص ۲۰۱)

رحیم داد خان مولائی شیدائی (تمدن سندھ جامپور یونیورسٹی ص ۲۷۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید حسام الدین شاہ راشدی (گالھیون گوٹھ دنن جوں ص ۱۱۳)

سلطان محمود بن سبکتگین غزنوی رحمہ اللہ ۳۵۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۶۳ سال عمر پائی، برصغیر پاک و ہند بشمول سندھ پر ۳۴ برس تک عدل و انصاف سے حکمرانی کرتے رہے۔ سلطان محمود غزنوی پہلے حنفی تھے اور بعد میں اہلحدیث ہوئے۔ مشہور زمانہ محدث امام ابن حزم رحمہ اللہ جو پانچویں صدی کے نامور اہل علم ہیں، وہ سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے دور کے متعلق رقمطراز ہیں کہ:

”ثم افتتح السلطان العادل محمود بن سبکتکین فتوحات متصلات الی ان مات رحمه الله بلاداً عظیمة فی الهند هی الان مسکونة بالمسلمین معمورة بطلاب الحدیث و القرآن و الغالب علیها و الحمد لله رب العلمین مذهب الظاهر“

اس کے بعد عادل سلطان محمود بن سبکتگین رحمہ اللہ نے اپنی فتوحات کو مسلسل جاری رکھا یہاں تک اس نے وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔ انہوں نے ہندوستان میں بڑے بڑے ممالک اور شہر فتح کئے اور اب یہ مسلمانوں کا وطن ہے جو کہ قرآن و حدیث کے طالب علموں سے معمور ہے اور اس پر ظاہری مذہب (یعنی اہل حدیث جس کا تذکرہ ہو چکا ہے) غالب ہے اور تعریف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔ (جمل فتوح الاسلام ص ۳۵۰)

سلطان محمود غزنوی رحمہ اللہ کے دور کے حوالے سے قارئین کرام کی خدمت عالیہ میں ایک مستند تاریخی حوالہ ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کو یہ بات سمجھنے میں آسانی ہو سکے کہ یہ خطہ کبھی بھی اہلحدیث سے خالی نہ تھا، برصغیر کے مشہور تاریخ نویس محمد قاسم فرشتہ نے فارسی زبان میں ایک شاہکار تصنیف فرمائی ہے۔ اس میں موصوف ایک جگہ پر لکھتے ہیں کہ:

”سلطان محمود نیز ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی را کہ از ائمہ اہل حدیث بود برسم رسالت ایلک خان فرستادہ۔ (تاریخ فرشتہ مقالہ اول ص ۲۳)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ایلک خان نے جب ماوراء النہر کا علاقہ فتح کیا تو اس کی اطلاع اس نے از راہ مسرت سلطان محمود غزنوی کو دی۔ سلطان نے اس خوشی میں اس کے پاس بطور سفیر ابوالطیب سہل بن سلیمان صعلوکی کو بھیجا جو اس دور کے ائمہ اہلحدیث میں سے تھے۔ (محمود غزنوی کے حنفیت سے تائب ہونے کا واقعہ علامہ دمیری کی ''حیوٰۃ الحیوان الکبریٰ میں قمری کے باب میں تفصیل سے ہے۔ اور مولانا ابوالکلام آزاد نے ''البیرونی اور جغرافیہ عالم'' میں بھی ذکر کیا ہے۔

وہ سندھ جو کبھی مسلک اہلحدیث کا مرکز تھا وہ دیکھتے ہی دیکھتے تقلید شخصی کی پھندوں میں پھنس گیا۔ اچانک یہ تبدیلی کیسے آئی، اس کے متعلق برصغیر کے مشہور اہل علم، صاحب قلم اور مصنف شہیر مولانا حکیم سید عبدالحیٔ لکھنوی حنفی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الثقافۃ الاسلامیہ فی الھند'' میں فرماتے ہیں کہ:

''جب سندھ میں عربوں کی حکومت ختم ہوگئی اور ان کے بجائے غزنوی اور غوری سلاطین سند پر قابض ہوئے اور خراسان ماوراء النہر سے سندھ میں علماء آئے تب علم حدیث اس علاقہ میں گم ہوگیا، یہاں تک کہ معدوم ہوگیا اور لوگوں میں شعر و شاعری، فن نجوم، فن ریاضی اور علوم دینیہ میں فقہ و اصول فقہ کا رواج زیادہ ہوگیا۔ یہ صورتحال عرصہ تک قائم رہی، یہاں تک کہ علماء ہند کا خاص مشغلہ یونانی فلسفہ رہ گیا اور علم، تفسیر و حدیث سے غفلت بڑھ گئی۔ مسائل فقہیہ کے سلسلے سے جو تھوڑا سا تذکرہ کتاب و سنت میں سے آجاتا تھا بس اسی مقدار پر قانع تھے۔ فن حدیث میں امام صنعانی کی ''مشارق الانوار'' کا رواج تھا۔ اگر کوئی شخص اس فن میں زیادہ ترقی کرتا تھا تو امام بغوی کی ''مصابیح السنہ'' یا ''مشکوٰۃ'' پڑھ لیتا تھا اور ایسے شخص کے بارے میں یہ سمجھا جاتا کہ وہ محدث ہوگیا اور یہ سب محض اس لئے تھا کہ لوگ عام طور پر ہندوستان میں اس فن کی اہمیت و مرتبت سے ناواقف تھے۔ وہ لوگ اس علم کی طرف سے بالکل غافل تھے، نہ اس علم کے ائمہ کے حال سے واقف تھے اور نہ اس علم کا ان کے درمیان کوئی چرچا تھا، محض

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبرکاً مشکوٰۃ شریف پڑھا کرتے۔ ان کے لئے سب سے زیادہ سرمایہ علم فقہ کی تحصیل تھا اور وہ بھی تقلید کے طور پر تحقیق کے طور پر نہیں۔ (تاریخ دعوت وعزیمت ابوالحسن ندوی ص ۱۷۹-۱۷۷)

مندرجہ بالا مضمون کی مناسبت سے مولانا قاضی محمد اسلم سیف لکھتے ہیں کہ:

محمد بن قاسم کے علاوہ برصغیر میں جتنے فاتحین داخل ہوئے وہ درہ خیبر کے راستے سے داخل ہوئے۔ محمود غزنوی کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ حنفی نہیں تھا جیسا کہ صاحب تاریخ فرشتہ کا بھی یہی خیال ہے، بلکہ وہ خالص کتاب وسنت کا علمبردار تھا۔ غوری، تغلق، سری، سادات، غلامان، مغل اور دیگر فاتح خاندان خواہ وہ افغانی النسل تھے یا ترکی النسل، سب کے سب پکے حنفی المذہب تھے۔ کیونکہ اسلام حجاز سے چلا۔ عراق، ایران، ماوراء النہر ترکستان، منگولیا، ازبکستان اور افغانستان سے ہوتے ہوئے ہندوستان پہنچا۔ ظاہر ہے کہ اتنی لمبی مسافت طے کرنے کے بعد اس میں آمیزش ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ پھر یہ خاندان اپنے ساتھ اپنے علماء لے کر آئے۔ ان علماء نے اپنے حنفی اثرات سے پورے ماحول کو حنفی المذہب بنا دیا۔''

''چراغ مقبلاں ہرگز نمیرد'' کے مطابق سندھ کا علاقہ مرورِ زمانہ، تغیر و تبدل اور انقلابات کے باوجود کبھی بھی نابغہ عصر شخصیتوں سے خالی نہیں رہا ہے، جنھوں نے قرآن و حدیث کی دعوت، تبلیغ اور اس پر عمل کرنے کی بھرپور کوششیں نہ کی ہوں۔ ان عالی مرتبت اور جید علماء نے توحید وسنت کی شمع کو فروزاں کیئے رکھا۔ سندھ کا مردم خیز خطہ کبھی بھی رجال عامل بالحدیث سے خالی نہ رہا ہے۔ ایسے بیسیوں محدث ملیں گے جنھوں نے ہر دور میں قرآن وحدیث کی بات، اس پر عمل کیا اور اس کی دعوت دیتے رہے۔ انہیں میں سے ایک مخدوم شیخ ابوالحسن کبیر ٹھٹوی سندھی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۳۸ھ) بھی تھے۔ ان کا نام محمد اور لقب نورالدین تھا۔ وہ ٹھٹہ میں پیدا ہوئے اور بارہویں صدی کے ایک مرد مجاہد کی حیثیت سے زندگی گزاری۔ سندھ کے یہ واحد عالم تھے جنھوں نے صحاح ستہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کتابوں پر حاشیے اور شروحات لکھی ہیں۔ تقریباً ۲۰ کے قریب علمی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ حدیث اور علم حدیث کی طلب میں حرمین شریفین کا قصد کیا۔ جب آپ نے اپنے اساتذہ کرام سے اکتساب فیض کیا تو وہیں سکونت اختیار کر لی۔ مدینہ منورہ میں دس سال تک قیام کیا۔ وہاں تفسیر بیضاوی، صحاح ستہ کی تمام کتابیں، موطا مالک، مسند احمد اور فقہ میں ہدایہ کا درس دیتے رہے۔ مدینہ منورہ میں مدرسۃ الشفا نامی ایک علمی درسگاہ قائم کی۔ حدیث کے ساتھ محبت اور اس پر عمل کرنے کا رنگ ان پر اس قدر غالب تھا کہ اس کے مقابلہ میں نہ کسی کا قول دیکھتے اور نہ کسی کے عمل کی طرف متوجہ ہوتے۔

شیخ محمد حیات بن ابراہیم ملا پھلیارو چاچڑ رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۶۳ھ) کا نام علم کی دنیا میں کسی سے مخفی نہیں ہے۔ آپ مخدوم ابوالحسن کبیر ٹھٹوی کے شاگرد تھے، ضلع گھوٹکی کے گاؤں عادل پور میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مروجہ دینی تعلیم سندھ میں ہی حاصل کی۔ بعد ازاں حجاز مقدس تشریف لے گئے، وہاں شیخ ابوالحسن کبیر ٹھٹوی، شیخ عبداللہ بن سالم بن محمد بن سالم بن عیسیٰ البصری، الشیخ ابوطاہر محمد بن ابراہیم الکردی المدنی اور الشیخ حسن علی العجمی رحمہم اللہ جیسے جید علماء سے استفادہ کیا۔ شیخ ابوالحسن کبیر ٹھٹوی کی وفات کے بعد مسجد نبوی اور مدرسۃ الشفا میں ۲۴ سال تک درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ دس کے قریب بہترین علمی کتابیں تصنیف کیں، اپنے استاد مخدوم معین ٹھٹوی رحمہ اللہ کے رد میں ''رسالہ رد بدعتِ تعزیہ'' لکھا۔ ''تحفۃ الانام فی العمل بحدیث النبی ﷺ'' اور ''فتح الغفور فی وضع الایدی علی الصدور'' (مطبوع) لکھ کر حقانیت مسلک اہلحدیث کو اجاگر کیا ہے۔

ڈاکٹر شیخ محمد اکرم نے پاکستان اور ہندوستان کی مذہبی، فکری اور انقلابی تاریخ کے سرکردہ شخصیات اور ان کی کاوشوں کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔ موصوف ایک جگہ پر لکھتے ہیں کہ:

''جو علماء تکمیل تعلیم کے بعد حجاز مقیم ہو گئے تھے اور اپنی قابلیت اور شغف علمی کی بدولت وہاں مرجع خاص و عام بن گئے، ان میں سندھ کے کئی فاضل تھے جن میں مولانا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد حیات سندھی مدنی سب سے ممتاز تھے۔ آپ کا شمار اپنے زمانے کے سب سے نامور محدثین میں ہوتا ہے۔ آپ مسجد نبوی میں صبح کی نماز سے قبل وعظ فرماتے اور ایک جم غفیر آپ کے ارشادات سننے کے لئے حاضر ہوتا۔ (موجِ کوثر ص ۶۱۵)

آپ کے اجل تلامذہ میں الشیخ الامام المجدد محمد بن عبدالوہاب النجدی صاحب الدعوۃ السّلفیہ، العلامہ المحدث محمد بن اسماعیل بن صلاح الکحلانی ثم الصنعانی، العلامہ المؤرخ غلام علی آزاد بلگرامی صاحب سبحۃ المرجان فی آثار ہندستان، الامام المحدث غلام حسین بن محمد صادق المعروف ابوالحسن صغیر ٹھٹوی، الشیخ احمد بن عبدالرحمٰن سندھی، الشیخ محمد سعید صقرم، الشیخ عبدالقادر خلیل کدک، السید عبدالقادر بن احمد بن عبدالقادر، الشیخ عبدالکریم بن عبدالکریم بن عبدالرحیم الداغستانی، السید علی بن ابراہیم بن جمعۃ العبسی، الشیخ عبدالکریم بن احمد الشراباتی، الشیخ علی بن عبدالرحمٰن استنبولی، الشیخ علی بن محمد الزہری، مفتی محمد بن عبداللہ الخلیفی، الشیخ علیم اللہ بن عبدالرشید لاہوری، الشیخ خیرالدین بن محمد زاہد السورتی اور الشیخ محمد فاخر بن محمد یحییٰ العباسی الہ آبادی وغیرہ شامل ہیں۔

سندھ کے باشندوں اور جماعت اہلحدیث کے لئے یہ بات کسی اعزاز سے کم نہیں کہ ان کے خطہ کی ایک قدآور شخصیت نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور حرمین شریفین میں رہ کر جو خدمات جلیلہ انجام دیں اور شاگرد پیدا کئے ان کی بدولت حجاز پھر حجاز مقدس بن گیا۔ الحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات۔

سندھ میں تھر کا علاقہ ایک ریگستانی اور پسماندہ خطہ ہے جو 10000 مربع میل پر پھیلا ہوا ہے۔ باوجود فقر و فاقہ اور تنگدستی یہ علاقہ مسلک اہلحدیث کا ایک بڑا مرکز ہے۔ نوکوٹ سے چھاچھرو، علی بندر سے چوڑیو جبل تک، ننگر پارکر، کاسبو، ڈیپلو سے مٹھی تک بیسیوں گاؤں آپ کو ایسے بھی ملیں گے جہاں پورے گاؤں میں یا اہلحدیث رہتے ہیں یا پھر غیر مسلم یعنی بھیل، میگھواڑ یا کولھی وغیرہ۔

آپ تھر کی علمی، ادبی، مذہبی اور سماجی شخصیات کا مطالعہ کریں گے تو آپ کو ہر محاذ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر اہل حدیث جیش اول کی صورت میں نظر آئیں گے۔ مولانا عبدالرحیم پچھمی رحمہ اللہ کے علاوہ مولانا محمد عمر جونیجو شارح مشکوۃ المصابیح اس علاقے میں مسلک اہل حدیث کی سرخیل تھے۔

کلنہار مٹھو، گُرڑا بہہ، مانڈھیاکر، کاریہار، سینہری کھوہی، ڈیپلو، احمد آباد، ڈونجھ، چیچاری، اسلام کوٹ، مٹھی اور بہت سے دوسرے مقامات پر مسلک اہلحدیث کی خدمت کرنے والے چھوٹے بڑے دینی مدارس موجود ہیں جن میں سے ہر سال کئی عالم، حافظ اور قاری فارغ ہو کر مختلف جگہوں پر خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی جملہ مساعی خیر کو قبول فرمائے۔ آمین

سندھ میں جن علمی، ادبی اور مذہبی گھرانوں نے مسلک اہلحدیث کی خدمت کی ہے ان سب میں راشدی خاندان اور اس کی ایک شاخ پیر جھنڈو خاندان پہلے نمبر پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس خاندان میں ایسی نامور ہستیاں پیدا کیں جنہوں نے یہاں مسلک اہلحدیث کی ترقی، نشر و اشاعت اور پھیلاؤ میں بھرپور کردار ادا کیا۔ سید رشید الدین شاہ راشدی، سید امام الدین شاہ راشدی، سید ابوتراب رشد اللہ شاہ راشدی، سید فضل اللہ شاہ راشدی عرف سید احسان اللہ شاہ راشدی، سید ابوالقاسم محبّ اللہ شاہ راشدی اور سید ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی رحمہم اللہ کی مسلک اہلحدیث کے لئے کی گئیں محنتیں کسی سے مخفی نہیں ہیں۔" (منقول دعوتِ اہل حدیث، مسلک اہل حدیث نمبر)

*****

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینی، علمی اور حدیثی خدمات میں **اہل حدیث** کا امتیاز

مفسرِ قرآن حافظ صلاح الدین یوسف مدظلہ ایک مفصل مضمون خدماتِ اہل حدیث کے حوالے سے لکھا، وہ لکھتے ہیں:

''برصغیر پاک و ہند میں تحریک عمل بالحدیث کا آغاز کب اور کس طرح ہوا؟ یہ تو خاصا لمبا موضوع ہے جس کی تفصیل کی اس مضمون میں گنجائش نہیں، تاہم یہ واضح ہے کہ اسے زیادہ فروغ تیرہویں صدی ہجری کے اواخر اور چودہویں صدی ہجری کے اوائل میں ملا، جس میں امیر الملک نواب صدیق حسن خان، شیخ الکل میاں نذیر حسین محدث دہلوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہم اللہ وغیرہم کی مساعی حسنہ کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ نواب صاحب نے عربی، اردو اور فارسی تینوں زبانوں میں اور تقریباً ہر موضوع پر کتابیں تحریر فرمائیں اور متعدد اہم کتابیں (فتح الباری وغیرہ) اپنے خرچ پر طبع کرا کے تقسیم بھی کیں، یوں وہ مجدد العلوم کے مصداق ٹھہرے، میاں نذیر حسین محدث دہلوی نے نصف صدی سے زیادہ عرصے تک مسند حدیث بچھائے رکھی، جس سے عرب و عجم کے ہزاروں افراد نے کسبِ فیض کیا اور پھر انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں قرآن و حدیث کا چشمۂ صافی جاری کیا، یوں فضیلۃ الشیخ کی تدریسِ حدیث اور ان کے فیض یافتگان کی مساعی سے تقلید و جمود کے بندھن ٹوٹے اور رسم و رواج کی زنجیریں ڈھیلی ہوئیں، مولانا بٹالوی نے ''اشاعۃ السنۃ'' کے ذریعے سے اہلحدیث صحافت کا آغاز کیا، ان کے خاراشگاف قلم نے ایک طرف نیچریت اور مرزائیت پر خوب خوب ضربیں لگائیں اور دوسری طرف مقلدین جامدین سے بھرپور ٹکر لی۔ اس سے بھی سلفی تحریک کو بڑی تقویت ملی۔ مولانا ثناء اللہ امرتسری نے بیک وقت کئی محاذوں پر چومکھی جنگ لڑی، وعظ و تبلیغ، تصنیف و تالیف، ہفتہ واری صحافت اور مناظرہ و مباحثہ ہر میدان میں خوب خوب کام کیا، یوں فرقِ ضالہ کے خلاف سرگرم رہے۔ ان سب حضرات کی مختلف النوع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمات اور سرگرمیوں سے سلفی فکر کو فروغ ملا۔ اور ان سب سے پہلے شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ کی تحریک جہاد نے بھی اس میدان میں خوب کام کیا جس سے بدعات کا زور ٹوٹا، بہت سی رسومات کا خاتمہ ہوا اور عمل بالحدیث کا جذبہ لوگوں میں عام ہوا اور جہاد کا وہ سبق بھی امت نے دوبارہ پڑھا جسے اسی طرح فراموش کر دیا گیا تھا جیسے فقہ کے مقابلے میں حدیث کو متروکاتِ سخن میں شمار کر لیا گیا تھا، چنانچہ وقت کے ایک عظیم محقق اور مشہور سیرت نگار علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ اس سلفی تحریک اور اس کے اثرات و نتائج کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اس تحریک کے جو اثرات پیدا ہوئے اور اس زمانے سے آج تک ہمارے دورِ ادبار کی ساکن سطح میں اس سے جو جنبش ہوئی، وہ بھی ہمارے لئے بجائے خود مفید اور لائق شکریہ ہے، بہت سے بدعتوں کا استیصال ہوا، توحید کی حقیقت نکھاری گئی، قرآن پاک کی تعلیم و تفہیم کا آغاز ہوا، قرآن پاک سے براہ راست ہمارا رشتہ دوبارہ جوڑا گیا۔ حدیث نبوی کی تعلیم و تدریس اور تالیف و اشاعت کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ساری دنیائے اسلام میں ہندوستان کو صرف اس تحریک کی بدولت یہ دولت نصیب ہوئی، نیز فقہ کے بہت سے مسئلوں کی چھان بین ہوئی (یہ اور بات ہے کہ کچھ لوگوں سے غلطیاں بھی ہوئی ہوں) لیکن سب سے بڑی بات یہ ہے کہ دلوں سے اتباعِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو جذبہ کم ہو گیا تھا وہ سالہا سال تک کے لئے دوبارہ پیدا ہو گیا، مگر افسوس ہے کہ اب وہ بھی جا رہا ہے۔ اس تحریک کی ہمہ گیر تاثیر یہ بھی تھی کہ وہ ''جہاد'' جس کی آگ اسلام کے مجمر میں ٹھنڈی پڑ گئی تھی، وہ پھر بھڑک اٹھی، یہاں تک کہ ایک زمانہ گزرا کہ وہابی اور باغی مترادف لفظ سمجھے گئے اور کتنوں کے سر قلم ہو گئے، کتنوں کو سولیوں پر لٹکنا پڑا اور کتنے پابجولاں دریائے شور عبور کر دیئے گئے یا تنگ کوٹھڑیوں میں انہیں بند ہونا پڑا۔'' اس تحریک کی بنیاد تین چیزوں پر تھی: (۱) نصب امارت (۲) زکوٰۃ کی مرکزیت (۳) اسلام سے تمام بیرونی اثرات کو مٹا کر اس کو پھر اپنی اصلی حالت پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوٹانا۔ علمائے اہل حدیث کی تدریسی و تصنیفی خدمت بھی قدر کے قابل ہے، پچھلے عہد میں نواب صدیق حسن خان مرحوم کے قلم اور مولانا سید محمد نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ کی تدریس سے بڑا فیض پہنچا، بھوپال ایک زمانے تک علمائے حدیث کا مرکز رہا۔ قنوج، سہسوان اور اعظم گڑھ کے بہت سے نامور اہل علم اس ادارے میں کام کر رہے تھے، شیخ حسین عرب یمنی ان سب کے سرخیل تھے اور دہلی میں مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کی مسند درس بچھی تھی اور جوق در جوق طالبین حدیث مشرق و مغرب سے ان کی درس گاہ کا رخ کر رہے تھے، ان کی درس گاہ سے جو نامور اٹھے، ان میں سے ایک مولانا ابراہیم صاحب آروی تھے جنہوں نے سب سے پہلے عربی تعلیم اور عربی مدارس میں اصلاح کا خیال قائم کیا اور مدرسہ احمدیہ کی بنیاد ڈالی۔ اس درس گاہ کے دوسرے نامور مولانا شمس الحق صاحب مرحوم (صاحب عون المعبود) ہیں، جنہوں نے کتب حدیث کی جمع و اشاعت کو اپنی دولت اور زندگی کا مقصد قرار دیا اور اس میں وہ کامیاب ہوئے، اس درس گاہ کے ایک اور نامور تربیت یافتہ ہمارے ضلع (اعظم گڑھ) میں مولانا عبدالرحمٰن صاحب مرحوم مبارکپوری تھے جنہوں نے تدریس و تحدیث کے ساتھ ساتھ جامع ترمذی کی شرح ''تحفۃ الاحوذی'' (عربی) لکھی۔ اس تحریک کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ مدت کا زنگ طبیعتوں سے دور ہوا اور یہ جو خیال پیدا ہو گیا تھا کہ اب تحقیق کا دروازہ بند اور نئے اجتہاد کا راستہ مسدود ہو چکا ہے، رفع ہو گیا اور لوگ از سر نو تحقیق و کاوش کے عادی ہونے لگے، قرآن پاک اور احادیث مبارکہ سے دلائل کی خو پیدا ہوئی اور قیل و قال کے مکدر گڑھوں کی بجائے حدیث کے اصلی چشمۂ مصفی کی طرف واپسی ہوئی۔

(مقدمہ، تراجم علمائے حدیث، ہند، مؤلفہ امام خان نوشہروی مرحوم، ص ۳۱-۳۳)

مولانا مناظر احسن گیلانی جو ایک متعصب حنفی عالم اور مصنف تھے، انہوں نے بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتوی کی مفصل سوانح، سوانح قاسمی بھی لکھی ہے، وہ بھی تحریک اہل حدیث کی بابت یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس کو تسلیم کرنا چاہئے کہ اپنے دین کے اساسی سرچشموں (قرآن و حدیث) کی طرف توجہ ہندوستان (متحدہ) کے حنفی مسلمانوں کی جو پلٹی، اس میں اہل حدیث اور غیر مقلدیت کی اس تحریک کو بھی دخل ہے، عمومیت غیر مقلد تو نہیں ہوئی لیکن تقلید جامد اور کورانہ اعتماد کا طلسم ضرور ٹوٹا۔'' (ماہنامہ برہان، دہلی اگست ۱۹۵۸ء)

ایک اور مضمون نگار مولانا سید رشید احمد ارشد استاذ عربی جامعہ کراچی ہیں، انہوں نے ''ہندو پاکستان میں علم حدیث'' کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا ہے، اس میں وہ تحریر کرتے ہیں:

''آخری زمانے میں حدیث کی تدریس کا ایک فرقہ پیدا ہو گیا تھا جو ائمہ کی تقلید کی مخالفت کرتا تھا، اس کی وجہ سے حنفی علماء میں بھی کتب حدیث کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوا اور فقہی مسائل کو احادیث کی روشنی میں ثابت کرنے پر متوجہ ہوئے، اس طرح اس فرقے کا وجود علم حدیث کی ترقی کا باعث بنا۔''

(ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی، ترجمان دارالعلوم کراچی، ذوالحجہ ۱۳۸۷ھ جلد اول شمارہ ۱۲ص ۲۵)

مذکورہ اقتباسات سے واضح ہے کہ:

① عمل بالحدیث کی تحریک سے متحدہ ہندوستان میں تقلید و جمود کے بندھن ڈھیلے ہوئے اور کورانہ اعتماد کا طلسم ٹوٹا۔

② تحقیق واجتہاد کا دروازہ کھلا اور فقہی مسائل کی چھان بین کا ذوق پیدا ہوا۔

③ بہت سی بدعات کا خاتمہ ہوا اور رسوم ورواج کے بت ٹوٹے۔

④ تحریک کی ہمہ گیریت اور غلغلے نے اپنے اور بیگانوں سب کو متاثر کیا۔

⑤ حدیث کی خدمت اور اس کی نشر واشاعت کا ذوق عام ہوا۔

⑥ فقہی اقوال و آراء کو قرآن و حدیث کے دلائل سے مزین اور محقق کرنے کا احساس پیدا ہوا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برصغیر پاک وہند میں مذکورہ ثمرات، اس جماعت کی ہمہ جہتی مساعی کے نتیجے میں حاصل ہوئے جو فکر ومسلک محدثین کی حامل اور ان کے علم وعمل کی وارث تھی۔ اس جماعت نے محدثین ہی کی طرح کسی مسلکی لگاؤ اور فقہی وحزبی تعصب کے بغیر حدیث پر عمل کرنے کے جذبے کا احیاء کیا۔ مخالفین اور معاندین نے اس جماعتِ حقہ اور طائفہ منصورہ کو ایک نئے فرقے سے تعبیر کیا اور اس کے جذبہ عمل بالحدیث کو (نعوذ باللہ) فتنہ انگیزی ٹھہرایا۔ حالانکہ یہ کوئی نیا فرقہ نہیں تھا بلکہ اس فکر وعمل کا ایک تسلسل تھا، جو تقلیدی فرقوں کے ظہور سے پہلے عہد صحابہ سے چلا آ رہا تھا۔

ہندوستان میں بے عمل مسلمان بادشاہوں اور مذہب کے نام پر صوفیا اور جامد فقہاء نے اصل دین سے عوام کو دور رکھا ہوا تھا، اس لئے جب سلفی تحریک کے ذریعے سے اصل دین اجاگر ہوا، سنتوں کا احیاء عمل میں آیا اور توحید کی ضیاء پاشیوں نے دلوں کو منور کیا، تو انہوں نے ان عاملانِ دین متین اور وارثانِ رسول امین سے عوام کو بدظن کرنے اور اپنے حلقۂ ارادت کے لوگوں کو ان سے دور رکھنے کے لئے اس جماعت کو نیا فرقہ باور کرانے کی مذموم سعی کی، جو یکسر خلافِ واقعہ بات تھی، حقیقت میں یہ جماعت اس نبوی پیش گوئی کی مصداق ہے، جس میں نبی ﷺ نے فرمایا:

"لا تزال طائفة من امتی امة قائمة بامر الله لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله وهم علی ذلك"

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ۲۸ حدیث ۳۶۴۱، صحیح مسلم، الامارة، باب ۵۳، حدیث ۱۹۲۰)

یہ امت قائمہ، پہلے پہل صحابہ کرام کی شکل میں تھی، پھر تابعین اور تبع تابعین اس کا مصداق بنے، ان کے بعد وہ محدثین جنہوں نے جمع وتدوین حدیث کا نہایت عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا، اس معیار پر قائم رہے، ان کے بعد آج تک یہ گروہ کسی نہ کسی انداز میں قائم چلا آ رہا ہے، جس نے ہر دور میں اتباع سنت کی وہ مشعل فروزاں رکھی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس کے اولین علم بردار صحابہ کرام تھے، ہندوستان میں بھی یہ سعادت اہل حدیث کے حصے میں آئی کہ وہ اس مسلک و منہج کو زندہ کریں اور زندہ رکھیں جو صحابہ و تابعین کا تھا، اس دور میں تقلید کا نام ونشان نہ تھا، اس لئے تقلید سے وابستگی کو لازمی قرار دینے والے اور ائمہ کے اقوال و آراء کو نصوص کے مقابلے میں ترجیح دینے والے اس امتِ قائمہ کے مصداق نہیں ہو سکتے، اس کے صحیح اور اصل مصداق صرف وہی لوگ ہوں گے جن کی عقیدت ومحبت کا مرکز اور اطاعت و اتباع کا محور صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اور آپ کے اقوال و افعال اور تقریرات ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جو آج اصحاب الحدیث، اہل الحدیث اور السلفیون وغیرہ ناموں سے عالم اسلام میں متعارف اور موجود ہیں، اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا، باقی سب جہنمی، اوراس جنتی فرقے کی نشانی نبی ﷺ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جو:

"ما انا علیه و اصحابی"

"جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر چلنے والا ہوگا۔"

(سنن ابی داؤد، کتاب السنة، باب شرح السنة رقم الحدیث ۴۵۹۶، سنن الترمذی، کتاب الایمان، باب ما جا فی افتراق هذه الام، وقد حسنه الترمذی فی بعض النسخ واقره الالبانی فی شرح عقیدة الطحاویة، رقم الحدیث ۲۶۳)

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی اہل حدیث کی امتیازی خصوصیات کا ذکر کس خوبی کے ساتھ فرمایا ہے، وہ لکھتے ہیں:

"پس اہلحدیث رسول اللہ ﷺ کی حدیث، آپ کی سیرت اور آپ کے مقاصد و احوال کو سب فرقوں سے زیادہ جانتے ہیں اور ہمارے نزدیک اہل حدیث سے مراد صرف وہی لوگ نہیں ہیں جو حدیث کی سماعت یا اس کی تحریر و کتابت یا اس کی روایت کے لئے وقف رہے، بلکہ اس لقب "اہل حدیث" کا مستحق ہر وہ شخص ہے جو حدیث کی حفاظت و معرفت اور اس کے ظاہر و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطن کے فہم اور اس کے اتباع میں نمایاں اور ممتاز ہو، اسی طرح اہل قرآن کا انطباق بھی ان ہی پر صحیح ہے۔ ان لوگوں کی خصلت یہ ہے کہ قرآن و حدیث سے محبت رکھتے ہیں، اور ان کے معانی اور مفاہیم پر بحث و گفتگو کرتے ہیں اور ان سے جن واجبات کا انہیں علم ہوتا ہے، ان پر عمل کرتے ہیں، اسی لئے فقہاء حدیث (محدثین کرام) رسول اللہ ﷺ سے، دوسرے فقہاء کی بہ نسبت زیادہ باخبر ہیں، اور ان کے صوفیانہ نسبت دوسرے صوفیا کے رسول اللہ ﷺ کے زیادہ پیروکار ہیں، اور ان کے امرائے حکومت نبوی سیاست کو، بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سمجھنے اور اس کے مطابق رویہ اختیار کرنے والے ہیں۔''
(مفصل الاعتقاد، مجموع فتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیہ، ج ۵ ص ۹۵)

اسی کتاب میں ایک اور مقام پر اہل حدیث کی بابت تحریر فرماتے ہیں:

''یہ بات واضح ہے کہ اہل حدیث ان صفات کمال میں دوسرے تمام گروہوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں جن سے دوسرے لوگ آراستہ ہیں اور بہت سی صفات میں ان سے ممتاز ہیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہیں، اس لئے اہل حدیث سے بحث و مجادلہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کی مخالفت میں کوئی اور طریقہ اختیار کرے، جیسے معقول، قیاس، رائے، کلام، نظر و استدلال، محاجہ، مجادلہ، مکاشفہ و مخاطبہ اور وجدان و ذوق اور اس طرح کی دوسری چیزیں۔ یہ تمام طریقے اہل حدیث کی شان اور ان کا امتیاز ہیں، پس وہ عقل میں لوگوں سے زیادہ کامل اور قیاس میں سب سے زیادہ انصاف سے کام لینے والے، رائے میں سب سے زیادہ درست، کلام میں سب سے زیادہ درست، نظر و فکر میں سب سے زیادہ صحیح، استدلال میں سب سے زیادہ راہ راست کو پانے والے اور بحث و حجت میں سب سے زیادہ موزوں، فہم و فراست میں سب سے زیادہ کامل، الہام (القائے ربانی) میں سب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ سچے، بصر ونظر اور مکاشفے میں سب سے زیادہ تیز، سماعت اور مخاطبے میں سب سے زیادہ درست اور وجدان و ذوق میں سب سے زیادہ عظیم اور احسن ہیں۔ (حوالہ مذکورہ ص ۹، ۱۰)

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

جب دنیا و آخرت کی سعادت پیغمبروں کے اتباع میں ہے تو یہ واضح ہی ہے کہ اس کے سب سے زیادہ حق دار وہ لوگ ہیں جو پیغمبروں کے آثار (اقوال واعمال) کو زیادہ جاننے والے اور ان کی پیروی کرنے والے ہیں، یہی ہر زمانے اور ہر جگہ میں اہل سعادت ہیں اور یہی گروہ ملت میں نجات پانے والا ہے اور اس امت (محمدیہ) میں یہی حیثیت اہل سنت و اہل حدیث کو حاصل ہے، اس لئے کہ وہ ساری امت کے ساتھ ان چیزوں میں ان کے شریک ہیں جو ان کے پاس رسالت کے امور میں سے ہیں اور اس علم میں ان سے ممتاز ہیں، جس میں انہیں درجہ اختصاص حاصل ہے، اور جو رسول اللہ ﷺ کی وراثت ہے، جس سے دوسرے لوگ نا آشنا ہیں، یا اس کو جھٹلانے والے ہیں۔" (حوالہ مذکورہ، ص ۲۶)

اہل حدیث کی تعریف کرتے ہوئے ایک اور مقام پر لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں:

"یہی طبقہ اہل حدیث وہ ہے جسے قوت حفظ، فہم و فقاہت دین اور بصر و تاویل کی صلاحیت حاصل ہے، پس اس نے نصوص سے علوم کی نہریں جاری کیں، ان نصوص سے ان کے خزانے نکالے اور ان میں خصوصی فہم عطا کیا گیا، جیسے امیر المومنین سیدنا علیؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کسی چیز کی بابت کوئی خصوصی علم بھی دیا ہے جو آپ نے دوسروں کو نہیں بتایا؟ تو سیدنا علیؓ نے فرمایا: نہیں! اس ذات کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور مخلوق کو پیدا کیا...... ہاں فہم کی بات اور ہے، جو اللہ اپنے بندے کو اپنی کتاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی بابت عطا کرتا ہے۔'' یہی فہم کتاب اس گھاس چارے کی مثل ہے جسے پاکیزہ زمین اگاتی ہے، اور یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے یہ طبقہ اہل حدیث دوسرے طبقے سے ممتاز ہے، اور یہی طبقہ ہے جس نے نصوص کی حفاظت کی، پس اس زندگی کا سب سے بڑا مقصد ان نصوص کا حفظ وضبط ہی ہے، چنانچہ اس کے پاس لوگ آئے اور اس سے قبولیت کا یقین حاصل کیا، ان نصوص سے مسائل کا استخراج کیا، اس کے خزانے نکالے، اس میں تجارت کی اور ایسی زمین میں اس کی کاشت کی جو روئیدگی اور پیداوار کے قابل تھی، اور ہر ایک نے اسے اپنی طاقت کے مطابق سیراب کیا (تمام لوگوں نے اپنا اپنا گھاٹ جان لیا) اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی بابت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوش رکھے جس نے میرا فرمان سنا، اور اسے یاد کیا، پھر اسے (اسی طرح) آگے پہنچایا جیسے اس نے سنا، اس لئے کہ بہت سے حامل فقہ (دین کی بات سننے والے) فقیہ (سنی ہوئی بات سے استنباط کرنے والے) نہیں ہوتے، اور بہت سے حامل فقہ (جن کو دین کی بات پہنچائی جاتی ہے) وہ پہنچانے والے سے زیادہ سمجھدار ہوتے ہیں۔'' (حوالہ مذکورہ، ص ۹۳)

اسی طرح امام لالکائی اہل حدیث کی تعریف اور اس نام کی نسبت پر تحریر فرماتے ہیں:

''ہر وہ شخص جو کسی مذہب (مسلک) سے وابستگی رکھتا ہے، تو وہ اسی صاحب مذہب کی طرف، جو اس کا بانی ہوتا ہے، اپنا انتساب کرتا اور اسی کی رائے سے استناد کرتا ہے، سوائے اہل حدیث کے۔ اس لئے کہ ان کے صاحب مذہب خود رسول اللہ ﷺ ہیں۔ پس وہ انہی کی طرف اپنی نسبت کرتے اور انہی کے علم سے استناد کرتے ہیں اور دشمنان سنت پر سنت کے ہتھیار ہی سے حملہ کرتے ہیں۔ پس کون ہے جو اس شرف ذکر میں اہل حدیث کا مقابلہ کر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سکے اور فخر کے میدان میں اور نام کی بلندی میں ان پر برتری جتا سکے؟ اس لئے کہ ان کا (اہل حدیث) نام معانی کتاب وسنت سے ماخوذ ہیں، وہ ان دونوں پر مشتمل ہے، کیوں کہ وہ ان دونوں کے ساتھ ہی تحقق کرتے یا ان دونوں سے ہی بطورِ خاص دلیل پکڑتے ہیں، پس وہ حدیث کی طرف اپنا انتساب کرنے میں متردد ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھی اپنی کتاب میں حدیث کہا ہے، جیسے فرمایا: الله نزل احسن الحديث

''اللہ تعالیٰ نے بہترین حدیث نازل فرمائی ہے۔''

پس یہ حدیث قرآن ہے اور اہل حدیث قرآن کے حامل، اس کے ماننے والے، اس کے قاری اور اس کے حافظ ہیں، اور فرامین رسول بھی حدیث ہے اور اہل حدیث اس حدیث کے بھی ناقل اور اس کے حامل ہیں۔ (پس اہل حدیث کا تردد اس لئے ہے کہ وہ اہل حدیث اس معنی میں ہیں کہ وہ قرآن کے ماننے والے ہیں یا اس معنی میں کہ وہ حدیث کے ماننے والے ہیں) بلاشبہ وہ اس نام کے مستحق ہیں، کیوں کہ دونوں ہی معنی ان کے اندر موجود ہیں۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ لوگ انہی سے کتاب وسنت (کا علم) حاصل کرتے ہیں اور مخلوق قرآن وحدیث کی تصحیح میں انہی پر اعتماد کرتی ہے، علاوہ ازیں ہم نے اپنے سے پہلے زمانے میں نہ سنا اور نہ اپنے زمانے میں دیکھا کہ کسی بدعتی نے قرآن کے پڑھانے میں حصہ لیا ہو اور کسی زمانے میں لوگوں نے ان سے علم حاصل کیا ہو، اسی طرح ماضی میں بھی ان میں سے کسی نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی روایت کا جھنڈا بلند کیا نہ کسی نے دین وشریعت کے معاملے میں ان میں سے کسی کی اقتدا کی۔

تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اس اہل حدیث گروہ کے لئے اسلام کے حصے کو مکمل کر دیا اور تمام اقسام کے ساتھ اس کو مشرف کیا اور تمام مخلوق میں اسے اس اعتبار سے ممتاز کیا کہ اسے اپنے دین کے ساتھ عزت بخشی اور اپنی کتاب کے ساتھ اسے بلندی عطا کی اور اپنی سنت کے ساتھ اس کا ذکر بلند کیا اور اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے کی طرف رہنمائی کی، لہٰذا یہی طائفہ منصورہ، فرقہ ناجیہ، حق کا علمبردار اور جماعت عادلہ ہے جو رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور کو نہیں چاہتی، نہ آپ ﷺ کے فرمان میں کسی تبدیلی کی روادار ہے اور نہ آپ کی سنت سے انحراف اسے گوارا ہے، نہ اسے انقلاباتِ زمانہ اس سنت نبوی ﷺ سے پھیرتے ہیں، نہ تغیر حوادث اس کو اس سمت سے موڑنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور نہ اس شخص کی بدعت سازی ہی اس سے اس کا رخ بدلتی ہے جو اسلام کے خلاف سازش کرتا ہے تاکہ وہ اللہ کے راستے سے روکے اور اس دین میں وہ کجی تلاش کرتا ہے اور وہ اس راستے سے لوگوں کو جدل وتکرار کے ذریعے سے پھیرتا ہے، یہ جھوٹا گمان اور باطل تخمینہ ہے کہ وہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دے گا، جب کہ اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے، چاہے کافروں کو ناگوار ہی گزرے۔'' (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ج ۹ ص ۲۳-۲۵ بہ تحقیق احمد سعد حمدان)

غیر اہلحدیث حضرات کی علمی وحدیثی خدمات کی حقیقت

امام لالکائی کے مذکورہ اقتباس میں اہل بدعت کے بارے میں ایک بات یہ بیان ہوئی ہے کہ ہم نے اپنے زمانے میں ان میں سے کسی کو قرآن کی تعلیم یا حدیث کی تدریس یا اس کی روایت میں حصہ لیتے ہوئے نہیں پایا، یہ بات امام موصوف کے دور میں تو شاید صحیح ہو، لیکن آج فتنے کی ایک نئی صورت یہ بھی سامنے آ رہی ہے کہ حدیث اور محدثین کے مخالفین بھی مفسر، محدث اور شارح بنے ہوئے ہیں لیکن قرآن وحدیث کی شرح وتفسیر سے ان کا مقصد قرآن کریم کی علمی خدمت یا حدیث رسول کی شرح وتوضیح نہیں ہے، بلکہ دراصل اپنے خانہ ساز عقائد، باطل مزعومات اور اپنے فقہی اقوال وآراء کا اثبات اور ان کے لئے سہارے تلاش کرنا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان مفسرین وشارحین نے قرآن کریم میں معنوی تحریفات کرنے سے بھی گریز نہیں کیا اور اسی طرح احادیث رسول میں بھی ردوبدل کرنے میں انہیں کوئی باک نہیں، علاوہ ازیں انہوں نے صحیح احادیث کو ضعیف اور ضعیف احادیث کو صحیح، اسی طرح عادل وضابطہ، ثقہ راویوں کو مجروح اور غیر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثقہ، اور غیر ثقہ مجروح راویوں کو ثقہ ثابت کرنے کی مذموم کوششیں کیں۔ اور اپنی فقہ کو ثابت کرنے کی یہ لے اتنی بڑھی اور یہ جذبہ اتنی شدت اختیار کر گیا کہ خود حدیث معرض خطر میں پڑ گئی اور اس کوشش کے ڈانڈے محدثین کے استخفاف اور حدیث کے استحقار تک پہنچ گئے، جس پر خود بعض انہیں کے ہم مسلک علماء تک صدائے احتجاج بلند کرنے پر مجبور ہو گئے، چنانچہ ایک (حنفی) عالم نے ابن ماجہ سے متعلق ایک کتاب ماتمس الیہ الحاجۃ لمن یطالع ابن ماجہ تحریر کی، اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک ان کے ہم مسلک عالم مولانا سعید احمد اکبر آبادی لکھتے ہیں:

''افسوس ہے کہ فاضل مصنف نے جگہ جگہ امام ابوحنیفہ اور ان کے مخالفین کی بحث اٹھا کر کتاب کو جدل و مناظرہ کا رنگ دے کر اس کی علمی حیثیت کو مجروح ہی نہیں کیا بلکہ خود حدیث کو معرض شک وارتیاب میں لا کھڑا کیا ہے، اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ بعض محدثین نے امام اعظم کے ساتھ سخت نا انصافی کی ہے لیکن اس کا جواب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ان محدثین پر اس طرح کے رکیک و سخیف حملے کئے جائیں جن سے ان کا کمال فن ہی داغدار ہو جائے، اس سلسلے میں امام بخاری، حافظ ابن حجر اور حافظ ذہبی کی نسبت جو لب ولہجہ اختیار کیا گیا ہے وہ حد درجہ قابل اعتراض ہے، حد یہ ہے کہ امام بخاری کے متعلق یہاں تک نقل کر دیا گیا ہے کہ وہ بر بنائے بغض وعناد امام ابوحنیفہ سے روایت نہیں کرتے لیکن اس کے برخلاف ایسے مستور الحال لوگوں سے روایت کر دیتے ہیں جن کے متعلق بخاری جانتے بھی نہیں کہ کون تھے اور کون نہیں تھے؟'' (ص ۲۸)

اور نہ صرف اسی قدر نہیں بلکہ جوش انتقام میں صحیح بخاری کے راویوں کی عدالت اور اس کے امت کی طرف سے تلقی بالقبول کو متکلم فیہ قرار دے دیا ہے جو منکرین حدیث کہتے ہیں اور کیا امام بخاری کی عدالت، ثقاہت، تقویٰ و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طہارت اور ان کی صحیح کی صحت کو مجروح کر دینے کے بعد بھی کسی اور کتاب حدیث پر اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ اس میں شک نہیں کہ بعض متقدمین حنفیہ نے مجادلانہ طور پر امام بخاری، حافظ ابن حجر، ابن عدی اور حافظ ذہبی وغیرہم کے متعلق اسی طرح کی باتیں ضرور لکھی ہیں لیکن ایک محقق کا فرض ہے کہ علمی امانت و دیانت کا سررشتہ کبھی ہاتھ سے نہ جانے دے اور غیظ وغضب میں کوئی بات ایسی نہ کہے جس سے دین کی اصل بنیاد میں ہی رخنہ پڑ جائے۔ اگر امام بخاری بھی روایت حدیث ایسے اہم معاملے میں شخصی رضامندی یا نا رضامندی کو دخل دینے سے محفوظ نہیں رہ سکے تو پھر اس باب میں کسی اور پر کیوں اعتماد کیا جا سکتا ہے؟'' (ماہنامہ برہان دہلی، فروری ۱۹۶۵ء ص ۱۲۷-۱۲۸)

اسی طرح مولانا انور شاہ کاشمیری کے ایک شاگرد رشید مولانا احمد رضا بجنوری نے، ''انوار الباری'' کے نام سے اردو میں صحیح بخاری کی شرح لکھی ہے، اس شرح کے بارے میں بھی ایک حنفی عالم تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس میں اصل متن حدیث کی شرح اور دوسری مشکلات سے تو کم تعرض کیا گیا ہے اور اصل زور اس پر صرف کیا گیا ہے کہ احناف کا فقہی و کلامی مذہب درست اور حدیث کی منشا کے عین مطابق ہے، اس اعتبار سے یہ بخاری کی شرح کم اور حنفی مذہب کی مدلل تائید اور محدثین اور غیر حنفی مذاہب کے علماء و محققین کی تردید پر زیادہ مشتمل ہے، جس کی وجہ سے یہ بحث و مناظرہ کی کتاب معلوم ہوتی ہے، جابجا مباحث اور دلائل کا تکرار ہے۔ اکثر بحثیں بلاضرورت طویل ہو گئیں ہیں جو غیر متعلق بھی ہیں، مثلاً کتاب التوحید والعقائد کا بڑا حصہ صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح ومنقبت کی نذر ہو گیا ہے اور اس میں ان کو تابعی اور سب سے بڑا محدث ثابت کرنے پر زیادہ توجہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے، مصنف کے نزدیک تقلید، حنفیت اور دیوبندیت سے اختلاف غالباً کسی حال میں بھی روا نہیں۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اور شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نیز مولانا شبلی رحمہ اللہ، علمائے ندوہ اور سلفی حضرات کو اسی جرم میں مطعون کیا گیا ہے۔ لطف یہ ہے کہ یہی ابن تیمیہ رحمہ اللہ جن کی تحقیقات اور دلائل مصنف کی نظر میں ناقابل اعتنا ہیں، جب ان کے مطلب کی کوئی بات کہہ دیتے ہیں تو بلا دلیل بھی تسلیم کے لائق ہو جاتی ہے، مصنف نے اپنی کتاب کو مولانا محمد انور شاہ کے افادات کا مجموعہ بتایا ہے جبکہ ان کے یہاں اس طرح کی شدت اور غلو پسندی نہیں ہے بلکہ وہ تمام علمائے دیوبند میں اپنے توسع اور بے تعصبی کے لئے ممتاز ہیں، کسی مخصوص اور طے شدہ رائے و مسلک کے مطابق احادیث کو ڈھالنا شرح و تحقیق کا کوئی علمی و معروضی انداز نہیں ہے، کتاب کی زبان و بیان عام فہم نہیں ہے اور جن مسائل و مباحث کا ذکر اس میں ہے وہ بھی عام لوگوں کے ذوق کی چیز نہیں ہے۔ (ماہنامہ معارف، اعظم گڑھ، بھارت، مئی ۱۹۹۰ء)

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز اور حیرت زدہ بات یہ ہے کہ خود علامہ کاشمیری جن کی بابت ان کے اپنے فرزند گرامی قدر نے یہ تبصرہ کیا کہ انہوں نے حنفیت کی تائید کے لئے اتنا عظیم کام کیا ہے کہ اب سو سال تک اس کی بنیادیں غیر متزلزل رہیں گی، انہوں نے اپنی مساعی کی بابت، اپنی آخری عمر میں عدم اطمینان کا اظہار اور اسے اپنی عمر ضائع کرنے سے تعبیر کیا، چنانچہ ان کے فاضل شاگرد مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:

"ایک اہم واقعہ بھی آپ کے گوش گزار کروں جو اہم بھی ہے اور عبرت خیز بھی، قادیان میں ہر سال ہمارا جلسہ ہوا کرتا تھا اور سیدی حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب اس میں شرکت فرمایا کرتے تھے۔ ایک سال اسی جلسہ پر تشریف لائے، میں بھی آپ کے ساتھ تھا، ایک صبح نماز فجر کے وقت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اندھیرے میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت سر پکڑے ہوئے بہت مغموم بیٹھے ہیں، میں نے پوچھا، حضرت کیسا مزاج ہے؟ کہا ہاں ٹھیک ہی ہے، میاں مزاج کیا پوچھتے ہو، عمر ضائع کردی، میں نے عرض کیا، حضرت! آپ کی ساری عمر علم کی خدمت میں، دین کی اشاعت میں گزری ہے، ہزاروں آپ کے شاگرد علماء ہیں، مشاہیر ہیں جو آپ سے مستفید ہوئے اور خدمت دین میں لگے ہوئے ہیں۔ آپ کی عمر اگر ضائع ہوئی تو پھر کس کی عمر کام میں لگی۔ فرمایا، میں تمہیں صحیح کہتا ہوں، عمر ضائع کردی، میں نے عرض کی، حضرت بات کیا ہے؟ فرمایا، ہماری عمر کا، ہماری تقریروں کا، ہماری ساری کدو کاوش کا خلاصہ یہ رہا ہے کہ دوسرے مسلکوں پر حنفیت کی ترجیح قائم کریں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل کے دلائل تلاش کریں اور دوسرے ائمہ کے مسائل پر آپ کے مسلک کی ترجیح ثابت کریں، یہ رہا ہے محور ہماری کوششوں کا، تقریروں کا اور علمی زندگی کا۔ اب غور کرتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ کس چیز میں عمر برباد کی؟ ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہماری ترجیح کے محتاج ہیں کہ ہم ان پر کوئی احسان کریں، ان کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام دیا ہے وہ مقام لوگوں سے خود اپنا لوہا منوائے گا، وہ تو ہمارے محتاج نہیں، جس کے مقابلے میں ہم یہ ترجیح قائم کرتے آئے ہیں، کیا حاصل ہے ان کا؟ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ اپنے مسلک کو خطا محتمل الصواب، (غلط مسلک، جس کے حق ہونے کا احتمال موجود ہے) کہیں، اس سے آگے کوئی نتیجہ نہیں، ان تمام تدقیقات اور تحقیقات کا جن میں ہم مصروف ہیں۔ پھر فرمایا: ارے میاں! اس کا تو کہیں حشر میں بھی راز نہیں کھلے گا کہ کون سا مسلک صواب تھا اور کون سا خطاء، اجتہادی مسائل صرف یہی نہیں کہ دنیا میں ان کا فیصلہ نہیں ہو سکتا، دنیا میں بھی ہم تمام تر تحقیق و کاوش کے بعد یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بھی صحیح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور وہ بھی صحیح ہے، یا یہ کہ یہ صحیح ہے لیکن احتمال موجود ہے کہ یہ خطاء ہو اور وہ خطاء ہے، اس احتمال کے ساتھ کہ صواب ہو، دنیا میں تو یہ ہے ہی، قبر میں بھی منکر نکیر نہیں پوچھیں گے کہ رفع الیدین حق تھا یا ترک رفع الیدین حق تھا؟ آمین بالجہر حق تھی یا بالسر حق تھی؟ برزخ میں بھی اس کے متعلق سوال نہیں کیا جائے گا، اور قبر میں بھی یہ سوال نہیں ہوگا۔''

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے الفاظ تھے:

''اللہ تعالیٰ شافعی کو رسوا کرے گا نہ ابوحنیفہ کو مالک کو نہ احمد بن حنبل رحمہم اللہ کو۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم کا انعام دیا ہے، جن کے ساتھ اپنی مخلوق کے بہت بڑے حصے کو لگا دیا ہے، جنہوں نے نور ہدایت چار سو پھیلا دیا ہے، جن کی زندگیاں سنت کا نور پھیلانے میں گزریں۔ اللہ تعالیٰ ان میں سے کسی کو رسوا نہیں کرے گا کہ وہاں میدانِ محشر میں کھڑا کر کے یہ معلوم کرے کہ ابوحنیفہ نے صحیح کہا تھا یا شافعی رحمہ اللہ نے غلط کہا تھا یا اس کے برعکس، یہ نہیں ہوگا۔

تو جس چیز کو نہ دنیا میں کہیں نکھرنا ہے نہ برزخ میں، اس کے پیچھے پڑ کر ہم نے اپنی عمر ضائع کر دی، اپنی قوت صرف کر دی اور جو صحیح اسلام کی دعوت تھی۔ مجمع علیہ اور سبھی کے مابین جو مسائل متفقہ تھے اور دین کی جو ضروریات سب ہی کے نزدیک اہم تھیں، جن کی دعوت انبیاء کرام لے کر آئے تھے، جن کی دعوت کو عام کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اور وہ منکرات جن کو مٹانے کی کوشش ہم پر فرض کی گئی تھی، آج یہ دعوت تو نہیں دی جا رہی۔ یہ ضروریاتِ دین تو لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو رہی ہیں اور اپنے و اغیار ان کے چہرے کو مسخ کر رہے ہیں اور وہ منکرات جن کو مٹانے میں ہمیں لگے رہنا چاہیے تھا وہ پھیل رہے ہیں، گمراہی پھیل رہی ہے، الحاد آ رہا ہے، شرک و بت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پرستی چل رہی ہے، حرام وحلال کا امتیاز اٹھ رہا ہے، لیکن ہم لگے ہوئے ہیں، ان فرعی وفروعی بحثوں میں۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا، یوں غمگین بیٹھا ہوں اور محسوس کر رہا ہوں کہ عمر ضائع کر دی۔'' (وحدتِ امت ص ۱۸-۲۰)

اسی قسم کا ایک واقعہ قاری محمد طیب صاحب نے لکھا ہے، فرماتے ہیں:

''حضرت گنگوہی نے ایک رسالہ لکھا ''ھدایة المعتدی فی قرأة المقتدی'' یہ فاتحہ خلف الامام کے بارے میں لکھا، اس کو پڑھ کر مجمع کو سنایا، سب نے کہا، اس کو چھپنا چاہیے، یہ تو بڑی بنیادی چیز ہے، حضرت نے فرمایا چھاپنے سے کوئی فائدہ نہیں، اگر اس کتاب کے ذریعے سو میں سے ایک کی اصلاح ہوئی تو ۹۹ گمراہ بھی اسی کتاب سے ہوں گے۔'' (مضمون قاری محمد طیب صاحب، صدی کا انقلاب، شائع شدہ، خدام الدین، لاہور ۲۱ نومبر ۱۹۸۰)

اہل حدیث کا امتیاز

مذکورہ حضرات کے برعکس اہل حدیث کا حدیث کے بارے میں طرز فکر وعمل کیا ہے؟ بغیر کسی ذہنی تحفظ اور فقہی عصبیت کے حدیث پر عمل کرنا، اس لئے وہ ہر اس حدیث پر عمل کرنا ضروری اور باعث سعادت سمجھتے ہیں جو محدثین کے نقد حدیث کے اصول کے مطابق صحیح ہو، وہ خوامخواہ کسی صحیح حدیث کو ضعیف اور ضعیف کو صحیح قرار نہیں دیتے، کیونکہ ان کو اس کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی، محدثین کرام نے بھی جمع وتدوین حدیث کا کام اسی بے لوث انداز سے کیا اور فقہائے محدثین نے بھی انہیں اسی بنیاد پر فقہی ابواب کے تحت مرتب کیا اور ان کے علم وعمل کے وارث اہل حدیث، اہل الاثر اور السلفیون بھی ہر صحیح حدیث پر عمل کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور اس کے مقابلے میں کسی کی رائے اور فتویٰ کو ترجیح نہیں دیتے، اس لیے وہ حدیث کی تدریس میں کسی ذہنی خلجان کا شکار ہوتے ہیں نہ شرح وتفسیر میں ضمیر کی خلش میں مبتلا، کیونکہ حدیث کی ہمہ نوعی خدمت سے ان کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد باطل کی تردید اور حق کے اثبات کے سوا کچھ نہیں ہوتا، اسی لئے حدیث میں ان کی بابت بجا طور پر کہا گیا ہے:

ہر دور میں صاحب عدل و انصاف اس علم کے حامل ہوں گے، جو غلو کرنے والوں کے غلو، باطل پرستوں کے باطل اور جاہل لوگوں کی تاویلات کی تردید کرتے رہیں گے۔ (مشکوۃ، کتاب العلم، رقم ۲۴۸، بہ تحقیق شیخ البانی رحمہ اللہ)

اس حدیث کا مصداق بھی حدیث کا دفاع اور اس کی حفاظت کرنے والے اہل حدیث ہی ہیں، چنانچہ امام نووی یہ حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں:

"وهذه اخبار منه صلى الله عليه وسلم بصيانة العلم و حفظه وعدالة ناقليه وان الله تعالىٰ يوفق له في كل عصر خلفا من العدول يحملونه وينفون عنه التحريف وما بعده فلا يضيع، وهذا تصريح بعدالة حاملية في كل عصر، وهكذا وقع ولله الحمد، وهذا من اعلام النبوة، ولا يضرمع هذا كون بعض الفساق يعرف شيئا من العلم، فان الحديث انما هو اخبار بان العدول يحملونه لا ان غيرهم لايعون شيئا منه والله اعلم" (تهذيب الاسماء واللغات ۱/۷ ادارة الطباعة المنيريه، مصر)

اہل حدیث یا السلفیون کہلانے والے اسی قبیلے کے فرد اور اسی کاروان کے ساتھی ہیں، جو ہر دور میں حدیث کی حفاظت وصیانت میں سینہ سپر رہے ہیں اور ان کی شروحات حدیث وغیرہ بھی اسی سلسلۃ الذہب کی ایک کڑی ہے، جس کا سلسلہ صحابہ وتابعین سے چلا آرہا ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ کا تاریخی خطاب

تاریخ اہل حدیث کے موضوع پر ایک مفصل خطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ نے کیا۔ جو افادہ کے لئے پیش ہے کہ

خطبہ مسنونہ کے بعد!

''اہل حدیث قدیم جماعت ہے، جس کے امام، مرشد اور قائد صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ یہ جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے آج تک چلی آ رہی ہے، جس کا اعتراف علامہ محمد ادریس کاندھلوی نے اپنے رسالہ ''اجتہاد و تقلید'' میں ان الفاظوں میں کیا ہے کہ:

''اہل حدیث تو تمام صحابہ تھے۔''

پہلی اور دوسری صدی ہجری:

امام عامر بن شراحیل الشعبی کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے، آپ کی پانچ سو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہے (تہذیب) انہیں ۴۸ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شاگردی کا شرف حاصل ہے جن سے روایات بیان کرتے ہیں۔ (تاریخ بغداد، تہذیب) تقریباً سنہ ۳۱ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے، آپ پہلی اور دوسری صدی کی ابتداء کے عالم ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ:

"لو استقبلت من امری ما استد برت ما حدثت الابما اجمع علیه اهل الحدیث" (تذکرہ الحفاظ، ج۱ص۷۲)

اس وقت جو کچھ میرے ذہن میں ہے اور میں نے سمجھا ہے، اگر مجھے پہلی ہی اس کا علم ہوتا ہے تو میں صرف وہ احادیث بیان کرتا جن پر اہل حدیث کا اجماع و اتفاق ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کے زمانہ میں بھی جماعت اہل حدیث موجود تھی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام محمد بن مسلم بن شہاب الزہری المتوفی سنہ ۱۲۴ھ ایک مرتبہ باہر نکلے تو پکار کر فرمایا کہ:

اے اہل حدیثو! تم کہاں ہو؟ پھر ان کو چار سو احادیث پڑھائیں۔ (تذکرہ)

حنفی مذہب کے رکن رکین امام محمد بن حسن شیبانی المتوفی سنہ ۱۸۹ھ اپنی مشہور کتاب المؤطاص ۳۶۳ باب الیمین مع الشاہد میں فرماتے ہیں کہ:

"و کان ابن شهاب اعلم عند اهل الحديث بالمدينة من غيره فيها"

امام ابن شہاب زہری مدینہ منورہ کے اہل حدیث کے ہاں سب سے بڑے عالم تھے۔ گویا کہ اس وقت یعنی دوسری صدی میں مدینہ طیبہ اہل حدیث کا مرکز تھا، کیوں نہ ہو ان کے امام اعظم ﷺ نے اپنی نبوت کے آخری دس سال وہاں گذارے اور اسلامی سلطنت قائم کی جو اس امت کے لئے بہترین اہل حدیث سلطنت تھی۔

حنفیت کے دوسرے رکن رکین قاضی ابو یوسف المتوفی سنہ ۱۸۲ھ ایک دن باہر نکلے اور اہل حدیث کو دیکھ کر فرمایا کہ:

"ما على الارض خير منكم اليس قد جئتم او بكرتم تسمعون حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم"

روئے زمین پر تم لوگوں سے بہتر کوئی جماعت نہیں ہے کیونکہ تم صرف رسول اللہ ﷺ کی احادیث سنتے اور سیکھتے رہتے ہو۔

امام حفص بن غیاث المتوفی سنہ ۱۹۴ھ فرماتے ہیں کہ:

"هم خير اهل الدنيا"

اہل حدیث ہی پوری دنیا میں بہترین جماعت ہے۔

ابوبکر بن عیاش المتوفی سنہ ۱۷۰ھ فرماتے ہیں کہ:

"انهم خير الناس" (معرفة علوم الحديث للحاكم)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اہل حدیث سب سے اچھے لوگ ہیں۔''

امام اللغۃ والنحو خلیل بن احمد الفراہیدی سنہ ۱۷۰ھ فرماتے ہیں:

"ان لم یکونوا اهل الحدیث اولیاء الله فلا ولی لة"

کہ اہل حدیث ہی اولیاء اللہ ہیں، اگر وہ نہیں ہیں تو پھر کوئی بھی اللہ کا ولی نہیں۔ (یعنی زمین اولیاء اللہ سے خالی سمجھو)

فقیہ الوقت امام سفیان ثوری المتوفی سنہ ۱۶۴ھ فرماتے ہیں کہ:

''فرشتے آسمان کے اور اہل حدیث زمین کے چوکیدار ہیں۔''

یعنی وہی دین کے داعی اور تحریر وتقریر کے ذریعے دین کے محافظ ہیں۔ نیز فرماتے ہیں کہ: ''اہل حدیث کے لئے یہی بھلائی کافی ہے کہ وہ درود شریف لکھتے پڑھتے رہتے ہیں۔''

مشہور زاہد امام فضل بن عیاض المتوفی سنہ ۱۸۷ھ اہل حدیث کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ:

"یا ورثة الانبیاء"

اے انبیاء کے وارثو!

خلیفہ ہارون الرشید المتوفی سنہ ۱۹۳ھ فرماتے ہیں کہ:

''چار صفات کو میں نے چار جماعتوں میں پایا، کفر کو جہمیہ میں، علم الکلام اور جھگڑے کو معتزلہ میں، جھوٹ کو رافضیوں میں اور حق کو اہل حدیث میں۔''

امام محدث عبداللہ بن مبارک المتوفی سنہ ۱۸۰ھ فرماتے ہیں کہ:

''قیامت میں پل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم اہل حدیث ہوں گے۔''

جب ان کے چھوٹے بچوں کے ہاتھوں میں احادیث لکھنے کے لئے دوات دیکھتے تو فرماتے تھے کہ:

''یہ دین کے درختوں کی چکیاں اور پودے ہیں، اب تو چھوٹے ہیں بالآخر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے ہوں گے۔"

امام حماد بن زید المتوفی سنہ ۱۷۹ھ فرماتے ہیں کہ اہل حدیث کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے اور اس وقت آپ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون﴾ التوبة:۱۲۲)

ہر گروہ میں سے ایک جماعت دین کا علم سیکھنے کے لئے کیوں نہیں نکلی تا کہ لوٹ کر وہ اپنی قوم کو ڈرائیں شاید کہ وہ ڈر جائیں۔

مشہور زاہد ابراہیم بن ادہم المتوفی ۱۶۸ھ فرماتے ہیں کہ:

"اہل حدیث کے ان سفروں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس امت سے بلاؤں کو دور کر دیتا ہے۔"

امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن سعید القطان المتوفی سنہ ۱۹۸ھ تو ہمیشہ اہل حدیث کی مجالس (صحبت) سے نہایت مسرور اور لطف اندوز ہوتے تھے۔ (یہ اقوال شرف اصحاب الحدیث للخطیب سے نقل کیے گئے ہیں۔) مذکورہ اشخاص پہلی اور دوسری صدی کے علماء ہیں، ان میں صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین اور بعض تبع تابعین ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی دو صدیوں یعنی خیر القرون کے زمانہ میں بھی اہل حدیث جماعت کثرت سے موجود اور مشہور تھی۔

تیسری صدی ہجری:

تیسری صدی میں بھی اہل حدیث جماعت کثرت سے موجود تھی، امام شافعی المتوفی سنہ ۲۰۴ھ فرماتے ہیں کہ:

"جب میں کسی اہل حدیث کو دیکھتا ہوں تو یہ محسوس کرتا ہوں کہ گویا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زندہ حالت میں دیکھا۔" (شرف اصحاب الحدیث)

امام عبدالرزاق صاحب المصنف المتوفی سنہ ۲۱۳ھ، امام ابوداؤد الطیالسی المتوفی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سنہ ۲۰۴ اور امام احمد بن حنبل المتوفی سنہ ۲۴۱ھ اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ۷۳ فرقے ہوں گے، جن میں سے ایک جنت میں جائے گا۔ ''وہ جماعت اہل حدیث ہے۔''

نیز فرماتے ہیں کہ:

''لیس قوم عندی خیر من اھل الحدیث لا یعرفون الا الحدیث''

میرے نزدیک اہل حدیث سے بہتر کوئی جماعت نہیں ہے، کیونکہ وہ حدیث کے علاوہ کوئی اور بات نہیں جانتے۔

نیز جب کسی نے ان کو بتایا کہ فلاں آدمی کہتا ہے کہ اہل حدیث بری جماعت ہے تو اس کے جواب میں تین مرتبہ کہا (ایسا کہنے والا) زندیق اور ملحد ہے۔

اسحاق بن موسیٰ الخطمی المتوفی سنہ ۲۴۴ھ فرماتے ہیں کہ آیت:

﴿ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضٰی لھم﴾ (النور:۵۵)

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے پسندیدہ دین میں قوت بخشے گا۔

اس کے مصداق بھی اہل حدیث ہیں۔ اس لئے کہ ان کے پیش کردہ ایک حدیث دنیا قبول کرتی ہے، مگر اہل الرائے کی (پیش کردہ حدیث) قبولیت کا درجہ اختیار نہیں کرتی۔''

عبداللہ بن داؤد الخریبی المتوفی سنہ ۲۱۳ھ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اساتذہ سے سنا، وہ فرماتے ہیں کہ:

''اہل حدیث اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے دین پر امین مقرر ہیں۔ یعنی علم وعمل کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کے سنتوں کے محافظ ہیں۔''

ولید الکرابیسی المتوفی سنہ ۲۱۴ھ نے وفات کے وقت اپنی اولاد سے سوال کیا:

کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں پھر ان سے کہا کہ تمہیں جو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصیت کروں اس پر عمل کرو گے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہاں! تو انہوں نے ان کو حکم دیا کہ:

''جماعت اہل حدیث کی صحبت اختیار کرنا، کیونکہ میں نے حق کو ان ہی میں پایا ہے۔''

امام ابورجاء قتیبہ بن سعید المتوفی سنہ ۲۴۰ھ فرماتے ہیں:

''آپ دیکھیں کہ جو کبارِ اہل حدیث یعنی یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ وغیرہ سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لینا کہ اس کا تعلق اہل سنت والجماعت سے ہے او جس کو ان کی مخالفت کرتے دیکھو تو سمجھ لینا کہ وہ بدعتی ہے۔''

امام یزید بن ہارون المتوفی سنہ ۲۰۶ھ حدیث ''ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔'' کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''وہ جماعت اہل حدیث کی ہی جماعت ہے۔''

امام ابوعبداللہ الحمیدی المتوفی سنہ ۳۱۳ھ، امام ابوعبید القاسم بن سلام البغدادی المتوفی سنہ ۲۲۴ھ، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین المتوفی سنہ ۲۳۳ھ، محمد بن سعد کاتب الواقدی المتوفی سنہ ۲۳۰ھ، امام ابوبکر بن ابی شیبہ المتوفی سنہ ۲۳۵ھ صحیح بخاری کے مصنف امام الدنیا فی الحدیث البخاری المتوفی سنہ ۲۵۶ھ، امام مسلم المتوفی سنہ ۲۶۱ھ جو اپنی صحیح کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ: میں یہاں اہل حدیث کا مذہب بیان کر رہا ہوں، امام نسائی المتوفی سنہ ۲۳۰ھ، امام ابوداؤد المتوفی سنہ ۲۷۵ھ، امام ترمذی المتوفی سنہ ۲۸۰ھ، امام ابن ماجہ المتوفی سنہ ۲۷۳ھ، امام محمد بن نصر المروزی المتوفی سنہ ۲۹۴ھ، امام ابواسحاق ابراہیم الحربی المتوفی سنہ ۲۵۸ھ، امام ابوبکر البزار المتوفی سنہ ۲۹۲ھ، امام عبداللہ بن احمد حنبل المتوفی سنہ ۲۹۰ھ، امام بقی بن مخلد القرطبی الاندلسی المتوفی سنہ ۲۷۴ھ۔

امام بقی بن مخلد رحمہ اللہ نے جب اندلس میں مذہب اہل حدیث کی نشر و اشاعت شروع کی تو بدعتیوں نے ان سے تعصب کیا، امیر اندلس عبدالرحمٰن نے امام موصوف کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمایت کی اور ان کو علم کی نشر و اشاعت کی دعوت دی، امام موصوف کا کہنا ہے کہ:

"میں نے یہاں مذہب اہل حدیث کا درخت لگایا ہے جس کو دجال کے علاوہ کوئی نہیں اکھاڑ سکتا۔" (تذکرۃ الحفاظ)

یہی وجہ ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے عیسائی حکومت کے باوجود اسپین میں اب بھی مذہب اہل حدیث رکھنے والی جماعت موجود ہے۔ امام قتیبہ المتوفی سنہ ۲۷۶ھ کی "تاویل مختلف الحدیث فی الرد علی اعداء اهل الحدیث" کے نام سے ایک مشہور تصنیف ہے، جس میں انہوں نے اہل حدیث کی شاندار الفاظ میں تعریف کی ہے اور اہل رائے کی کھلے الفاظ میں تردید کی ہے۔

امام ابوبکر بن ابی عاصم المتوفی سنہ ۲۸۰ھ، امام علی بن مدینی المتوفی، سنہ ۲۳۴ھ، امام صاحب اس حدیث کہ: "ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہے گی۔" کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "وہ جماعت اہل حدیث ہی ہے" نیز ان کی تصانیف کی فہرست میں ایک کتاب بنام "مذاهب المحدثین" بھی موجود ہے۔ (علوم الحدیث)

عبداللہ بن عثمان ملقب بہ عبدان المتوفی سنہ ۲۲۱ھ جن کو اہل حدیث کا امام کہا جاتا تھا۔ (تہذیب) وہ حدیث فطوبی للغرباء کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"ان سے مراد متقدمین اہل حدیث ہیں۔"

احمد بن سنان القطان المتوفی سنہ ۲۵۸ھ فرماتے ہیں کہ:

"دنیا میں اہل حدیث سے صرف بدعتی ہی بغض رکھتے ہیں۔"

امام عثمان بن سعید الداری المتوفی سنہ ۲۸۰ وغیرہم، مذکورہ سب محدثین مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں جو اپنے اپنے علاقے کی خبر دیتے ہیں کہ اس (تیسری) صدی میں عالم اسلام میں جماعت اہل حدیث بکثرت موجود تھی۔

چوتھی صدی ہجری:

—— چوتھی صدی میں بھی جماعت اہل حدیث کی گہما گہمی کا دور تھا، چنانچہ امام ابواحمد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحاکم المتوفی سنہ ۳۷۸ھ جنہوں نے کتاب ''شعار اصحاب الحدیث'' تصنیف کی، جس میں جماعت اہل حدیث کا تعارف کروایا اور ان کے عقائد و مسائل کو دلائل سے ذکر کیا۔

امام ابوالقاسم الطبرانی المتوفی سنہ ۳۶۰ھ، امام ابن حبان البستی المتوفی سنہ ۳۵۴ھ، امام ابوالحسن الدارقطنی المتوفی سنہ ۳۸۵ھ، امام ابوسلیمان الخطابی المتوفی سنہ ۳۸۸، امام زکریا الساجی المتوفی سنہ ۳۰۷ھ، جن سے امام ابوالحسن اشعری المتوفی سنہ ۳۲۰ھ نے مذہب اہل حدیث کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی کتاب ''الابانۃ'' مشہور ہے ان کی دوسری کتاب ''مقالات الاسلامیین'' بھی ہے۔ امام موصوف نے ان دونوں کتابوں میں اہل حدیث کا تعارف کروایا ہے اور ان کے مسائل و عقائد کو دلائل سے ثابت کیا ہے۔ امام المفسرین ابوجعفر ابن جریر الطبری المتوفی سنہ ۳۱۰ھ، امام ابواسحاق دعلج بن احمد السجزی اپنے زمانے میں اہل حدیث کے استاد تھے۔ مکہ مکرمہ، عراق اور سجستان میں اہل حدیث طلباء پر اپنا مال خرچ کرتے تھے تاکہ وہ علم حدیث حاصل کریں۔ (تذکرہ) مشہور امام، محدث، فقیہ ابن المنذر المتوفی سنہ ۳۱۸ھ، امام ابوبکر بن شاہین المتوفی سنہ ۳۸۵ھ امام صاحب اپنے آپ کو ''محمدی المذہب'' کہلواتے تھے۔ (تذکرہ)

امام ابوالولید حسان بن محمد المتوفی سنہ ۳۴۰ھ پورے خراسان میں مذہب اہل حدیث کے امام جانے جاتے تھے۔ (مختصر تاریخ نیشاپوری)

امام ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن الاخرم المتوفی سنہ ۳۴۴ھ اپنے زمانے میں جماعت اہل حدیث کے صدر (امیر) تھے۔ (ایضاً) امام حافظ ابن عدی الجرجانی المتوفی سنہ ۳۷۵ھ، امام ابوبکر الاسماعیلی اہل حدیث کے عقائد بیان کرتے تھے۔ (تذکرہ) امام ابوعوانہ اسفرائینی المتوفی سنہ ۳۱۶ھ، احناف کے مسلم امام ابوجعفر الطحاوی المتوفی سنہ ۳۲۱ھ سے کہا گیا:

کہ اس وقت آپ بھی اہل حدیث کے میدان میں نظر آرہے ہیں، تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا میرے اوپر فضل و انعام ہے۔ (تذکرہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابوجعفر عقیلی المتوفی سنہ ۳۲۲ھ، امام ابن مندہ المتوفی سنہ ۳۰۱ھ، ابومزاحم الخاقانی المتوفی سنہ ۳۲۵ھ، امام موصوف نے اہل حدیث کی شان میں قصیدہ کہا ہے جس میں شعر ہے کہ:

اهل الحديث هم الناجون ان عملوا به
اذا ما اتى عن كل مؤتمن

اہل حدیث ہی کامیاب جماعت ہے، اگر وہ حدیث پر عامل رہے، کیونکہ وہ حدیث امانتداروں کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے (ائمہ وعلماء) گذرے ہیں، گویا کہ یہ صدی بھی جماعت اہل حدیث کی رونق، دعوت اور تحریک سے مشہور ومعمور تھی۔

پانچویں صدی ہجری:

پانچویں صدی میں بھی بے شمار اہل حدیث گزرے ہیں، مثلا: امام ابوعبداللہ الحاکم المتوفی سنہ ۴۰۵ھ موصوف خصوصی طور پر اپنی کتاب ''معرفۃ علوم الحدیث'' میں جماعت اہل حدیث کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

امام ابوعثمان الصابونی المتوفی سنہ ۴۴۹ھ جنہوں نے کتاب ''عقیدۃ السلف اصحاب الحدیث'' تصنیف کی ہے انہوں نے جماعت اہل حدیث کی تعارف اور تحریک کو انتہائی شاندار اور زوردار الفاظ میں بیان کیا ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن علی الصوری المتوفی سنہ ۴۴۱ھ نے تو اہل حدیث کی تعریف اور مدافعت میں ایک مشہور قصیدہ لکھا ہے، امام حافظ ابونعیم الاصفہانی المتوفی سنہ ۴۳۰ھ امام ابوبکر الحمیدی المتوفی سنہ ۴۸۸ھ امام ابوالقاسم اللالکائی المتوفی سنہ ۴۱۸ھ، موصوف کی اہل حدیث کے عقائد پر کتاب السنۃ مشہور ہے۔ امام المغرب حافظ ابن عبدالبر المتوفی سنہ ۴۶۳ھ امام محدث ابوبکر البیہقی المتوفی سنہ ۴۵۸ھ، امام ابوبکر خطیب بغدادی المتوفی سنہ ۴۶۳ھ، امام موصوف نے اہل حدیث کی تعریف میں ایک مستقل کتاب بنام ''شرف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصحاب الحدیث'' لکھی ہے جو کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ فخر اندلس سیف بے نیام، امام ابو محمد ابن حزم المتوفی سنہ ۴۵۶ھ، امام ابو عبداللہ الحسین الحلیمی المتوفی سنہ ۴۰۳ھ، موصوف ماوراء النھر کے علاقے میں جماعت اہل حدیث کے رئیس سمجھے جاتے تھے، امام الحرمین ابو المعالی الجوینی المتوفی سنہ ۴۷۸ھ فقیہ خراسان امام ابو المظفر منصور بن محمد السمعانی المتوفی سنہ ۴۸۶ھ آپ کی تصنیف کردہ کتاب ''الانتصار لاھل الحدیث'' مشہور ہے، جس میں انہوں نے اہل الرائے کی طرف سے اہل الحدیث پر کیے گئے اعتراضات کی انتہائی پر زور تردید کی ہے۔ موصوف فرماتے ہیں کہ:

''اہل حدیث ایک دوسرے سے عقائد اور دین سیکھتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ یہ سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک جا پہنچتا ہے، دین سیکھنے کا جو طریقہ اہل حدیث نے اختیار کیا ہے وہی ان کے دین سیکھنے اور سمجھنے کا طریقہ ہے۔''

چھٹی صدی ہجری:

چھٹی صدی میں بھی ہر جگہ جماعت اہل حدیث کا ثبوت ملتا ہے، امام امیر ابن ماکولا المتوفی سنہ ۵۱۶ھ، قاضی ابوبکر ابن العربی المتوفی سنہ ۵۴۳ھ، امام الحافظ ابو طاہر سلفی المتوفی سنہ ۵۷۶ھ، امام محدث قاضی عیاض الیحصبی المتوفی سنہ ۵۴۴ھ، امام حافظ ابن عساکر الدمشقی المتوفی سنہ ۵۷۱ھ، امام حافظ ابن بشکوال المتوفی سنہ ۵۸۸ھ، تاج الاسلام امام حافظ ابو سعد السمعانی المتوفی سنہ ۵۹۷ھ، امام ابو القاسم السہیلی المتوفی سنہ ۵۸۱ھ، امام محی السنۃ بغوی المتوفی سنہ ۵۱۶، سید شیخ عبدالقادر جیلانی المتوفی سنہ ۵۶۱ھ، جنہوں نے اپنی کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں تصریح فرمائی ہے کہ:

''تہتر فرقوں میں ناجی فرقہ صرف اہل حدیث ہی ہے۔'' فقیہ امام ابو حامد الغزالی المتوفی سنہ ۵۰۵ھ، حافظ ابو الفضل بن القیسرانی المتوفی سنہ ۵۰۷ھ، قاضی ابو الحسین محمد بن ابی یعلیٰ المتوفی سنہ ۵۲۶ھ، وغیرہم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتویں صدی ہجری:

یہی حال ساتویں ہجری کا ہے۔ (یعنی ساتویں صدی میں بھی جماعت اہل حدیث کثرت سے موجود تھی) مثلاً حافظ مجد الدین ابن تیمیہ المتوفی سنہ ۶۲۲ھ (شیخ الاسلام کے دادا) حافظ عبدالعظیم المنذری المتوفی سنہ ۶۵۶ھ، شیخ جمال الدین ابن الصابونی المتوفی سنہ ۶۶۱ھ، امام ابومحمد ابن قدامہ المقدسی المتوفی سنہ ۶۲۰ھ، امام محمد بن الصلاح المتوفی سنہ ۶۴۳ھ، امام شرف الدین النووی المتوفی سنہ ۶۷۶ھ، مؤرخ ابن خلکان المتوفی سنہ ۶۸۱ھ، حافظ ابوبکر ابن نقطۃ المتوفی سنہ ۶۳۹ھ، حافظ ابوالحسین عزالدین ابن الاثیر المتوفی سنہ ۶۳۰ھ، مؤرخ شہاب الدین یاقوت الرومی الحموی المتوفی سنہ ۶۴۲ھ، امام ابوالسعادات مبارک بن الاثیر الجزری المتوفی سنہ ۶۰۶ھ وغیرہ۔

آٹھویں صدی ہجری:

آٹھویں صدی میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ المتوفی سنہ ۷۲۸ھ، حافظ ابوالحجاج مزی المتوفی سنہ ۷۴۲ھ، حافظ ابن دقیق العید المتوفی سنہ ۷۰۲، حافظ صلاح الدین العلائی المتوفی سنہ ۷۶۱ھ، حافظ صلاح الدین صفدی المتوفی سنہ ۷۶۴ھ، حافظ ابن القیم الجوزی المتوفی سنہ ۷۵۱ھ، حافظ محمد ابن جابر الوادی آشی المتوفی سنہ ۷۴۹ھ، امام شمس الدین الذھبی المتوفی سنہ ۷۴۸ھ، حافظ ابن سید الناس الیعمری المتوفی سنہ ۷۳۴ھ، حافظ ابوالمحاسن الحسینی الدمشقی المتوفی سنہ ۷۶۵ھ، شیخ تقی الدین السبکی المتوفی سن ۷۵۲ھ، حافظ جمال الدین الزیلعی المتوفی سنہ ۷۶۲ھ، حافظ شمس الدین ابن عبدالھادی المتوفی سنہ ۷۴۴ھ، علامہ تاج الدین سبکی المتوفی سنہ ۷۷۱ھ، علامہ فخر الدین الزرادی الھندی المتوفی سنہ ۷۴۸ھ، موصوف تو واشگاف الفاظ میں کہتے ہیں:

کہ آیت فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (النحل)

یعنی "اگر نہیں جانتے تو اہلِ علم سے پوچھو۔"

میں ہر اہل علم سے پوچھنے کا حکم ہے اس لئے کسی معین شخص کا مذہب اختیار کرنا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت ہے، اس طرح تقلید سے علم اور حدیث کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ (نزھۃ الخواطر وغیرہم)

نویں صدی ہجری:

نویں صدی میں امام ابوالفضل عراقی المتوفی سنہ ۸۰۶ھ، حافظ نور الدین الھیثمی المتوفی سنہ ۸۰۷ھ، علامہ مجدد الدین الفیروز آبادی المتوفی سنہ ۸۲۷ھ، علامہ ابوالوفاء سبط بن العجمی المتوفی سنہ ۸۴۱ھ، حافظ ابن الملقن المتوفی سنہ ۸۰۴ھ، حافظ ولی الدین ابن العراقی المتوفی سنہ ۸۲۶ھ، حافظ تقی الدین ابن الفہد المتوفی سنہ ۸۷۱ھ، حافظ ابن ناصر الدین الدمشقی المتوفی سنہ ۸۴۲ھ، حافظ شہاب الدین البوصیری المتوفی سنہ ۸۴۰ھ، حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی سنہ ۸۵۲ھ، حافظ تقی الدین الفاسی المتوفی سنہ ۸۳۲ھ، قاضی ابوبکر بن شھبہ الدمشقی المتوفی سنہ ۸۵۱ھ، وغیرہم جیسے عظیم محدث اور اہل حدیث گذرے ہیں۔

دسویں صدی ہجری:

دسویں صدی ہجری میں سلطان محمود بن محمد گجراتی المتوفی سنہ ۹۴۵ھ جن کے پاس اہل حدیث کی عام آمدورفت ہوتی تھی، اس وجہ سے اس علاقے میں حدیث کا بہت زیادہ رواج ہوا حتیٰ کہ اس علاقے کو یمن کے علاقے سے مشابہت دی جاتی تھی۔ (نزھۃ الخواطر) حافظ جلال الدین سیوطی المتوفی سنہ ۹۱۱ھ، حافظ شمس الدین السخاوی المتوفی سنہ ۹۰۲ھ، شیخ محمد بن محمد المالکی "ملک المحدثین" (محدثین کا بادشاہ) کے لقب سے مشہور تھے۔ (نزھۃ الخواطر) امام نجم الدین الغیطی المتوفی سنہ ۹۸۴ھ، ابوالبرکات ابن الکیال المتوفی سنہ ۹۳۹ھ، محمد بن داؤد النسیمی المنزلاوی المتوفی سنہ ۹۰۱ھ، موصوف فرماتے تھے کہ:

"لیس لنا شیخ الا رسول اللہ ﷺ" (شذرات الذھب)

رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہمارا کوئی مرشد یا رہنما نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شیخ علی المتقی المتوفی سنہ ۹۷۵ھ، علامہ محمد طاہر پٹنی المتوفی سنہ ۹۸۶ھ، وغیرہم جیسے جید علمائے حدیث گذرے ہیں۔

گیارہویں صدی ہجری:

گیارہویں صدی ہجری میں نجم الدین ابن غزی المتوفی سنہ ۱۰۶۱ھ، تاج الدین بن اسماعیل گجراتی المتوفی سنہ ۱۰۰۷ھ، موصوف پوری صحاح ستہ کے حافظ تھے۔ (نزھۃ الخواطر)

قاضی نصیر الدین البرھانپوری المتوفی سنہ ۱۰۳۱ھ، موصوف قیاس، اقوال و آراء پر حدیث کو ترجیح دیتے تھے۔ (نزھۃ الخواطر) مؤرخ ابن العمادی المتوفی سنہ ۱۰۳۲ھ، علامہ محمد اکرم نصر پوری وغیرہم کے نام قابل ذکر ہیں۔

بارہویں صدی ہجری:

بارہویں صدی ہجری میں محمد فاخر الہ آبادی المتوفی سنہ ۱۱۶۴ھ موصوف نے رفع الیدین اور اہل حدیث کی شان میں الگ الگ منظوم رسالے تحریر کئے۔ (نزھۃ الخواطر) علامہ محمد السفارینی المتوفی سنہ ۱۱۸۸ھ، محدث امیر یمانی صنعانی المتوفی سنہ ۱۱۸۲ھ، امام الھند شاہ ولی اللہ المتوفی سنہ ۱۱۷۶ھ، علامہ ابوالحسن سندھی المتوفی سنہ ۱۱۳۶ھ، جن کے صحاح ستہ اور مسند احمد پر حاشیے مشہور ہیں۔ علامہ محمد حیات سندھی المتوفی سنہ ۱۱۳۶ھ، جنہوں نے ایک رسالہ "تحفة الانام فی العمل بحديث النبی علیه الصلوٰة والسلام" تحریر کیا ہے، جس میں انہوں نے تقلید کی تردید اور مسلک اہل حدیث کو ثابت کیا ہے۔

تیرہویں صدی ہجری:

تیرہویں صدی میں امام محدث محمد بن علی الشوکانی الصنعانی المتوفی سنہ ۱۲۵۰ھ، شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی المتوفی سنہ ۱۲۳۹ھ، امام مجاہد شاہ اسماعیل شہید المتوفی سنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲۴۶ھ، علامہ خرم علی بہلواری المتوفی سنہ ۱۲۷۱ھ، علامہ محمد عابد سندھی المتوفی سنہ ۱۲۵۷ھ، امام الدعوۃ شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی المتوفی سنہ ۱۲۰۶ھ، جن کے نام سے آج بھی انگریز فرنگی کانپتا ہے، ان کے پوتے عبدالرحمٰن بن حسن المتوفی سنہ ۱۲۸۵ھ، علامہ احمد طحاوی حنفی المتوفی سنہ ۱۲۳۱ھ، علامہ حیدر علی طوکی المتوفی سنہ ۱۲۷۳ھ، جنہوں نے رفع الیدین کے ثبوت میں مستقل رسالہ تحریر کیا۔ (نزھۃ الخواطر) اسی صدی میں علامہ عبدالجبار کماسوی جن کا کہنا تھا کہ:

"واعتقد ان المحدثین واصحاب الظواھر کانوا ظلال اصحاب رسول اللہ ﷺ فمن تبعھم من عامۃ الناس او خاصتھم فھو ناج وھذہ ھی اھل السنۃ والجماعۃ"

اہل حدیث اور ظاہری مذہب والے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی طرف سے امت پر سایہ کے مثل ہیں، عام یا خاص لوگوں میں سے جو بھی ان کی اقتدا کرے گا، وہ ناجی (کامیاب) ہوگا اور وہی اہل سنت والجماعت ہے۔

موصوف نے تقلید کی تردید میں ایک کتاب لکھی ہے۔ (نزھۃ الخواطر) علامہ عبدالعزیز پڑھیاروی ملتانی، جن کی کتاب "کوثر النبی" بہت مشہور ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:

جو علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں وہ فقط اہل حدیث ہی ہیں اور امام احمد سے ثابت کرتے ہیں کہ جس جماعت کے ہمیشہ حق پر قائم رہنے کی رسول اللہ ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے وہ اہل حدیث ہی ہیں۔

چودھویں صدی ہجری:

چودھویں صدی ہجری میں بہت سے اللہ تعالیٰ کے بندے گزرے ہیں۔ شیخ الکل میاں سید نذیر حسین دہلوی المتوفی سنہ ۱۳۲۰ھ، جنہوں نے پچاس سال سے زیادہ عرصہ تک ایک جگہ بیٹھ کر درس حدیث دیا، دنیا میں اکثر علم حدیث والے ان کے شاگرد ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ان کے شاگردوں کے شاگرد، راقم الحروف کو بھی ایک واسطے سے ان کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی کتاب ''معیار الحق'' مسلک اہل حدیث کو اجاگر کرنے کے لئے کافی ہے۔ نواب صدیق الحسن خان قنوجی المتوفی سنہ ۱۳۰۷ھ، جن کے رسائل اہل حدیث مذہب کے تعارف کے لئے مشہور ہیں۔ ہمارے والد ماجد سید احسان اللہ شاہ المتوفی سنہ ۱۳۵۷ھ، جن کا رسالہ ''مسلک الانصاف'' جماعت اہل حدیث کے لئے مشعل راہ ہے۔ ہمارے چچا علامہ سید ضیاء الدین شاہ رحمہ اللہ جنہوں نے حدیث کی کتاب ترمذی شریف کا سندھی میں ترجمہ کر کے عام سندھی دان طبقے کے سامنے مذہب اہل حدیث کو آسان انداز میں پیش کیا۔ امام المفسرین الاستاذ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری المتوفی سنہ ۱۳۶۷ھ، جن کی خدمات کو دنیا کے اہل حدیث ہمیشہ یاد رکھیں گے، موصوف کا اخبار ''اہلحدیث'' سالہا سال شائع ہوتا رہا ہے، نواب وحیدالزماں المتوفی سنہ ۱۳۲۸ھ، محدث وقت علامہ حافظ عبداللہ روپڑی المتوفی سنہ ۱۳۸۴ھ، آپ کا اخبار ''تنظیم اہل حدیث'' کافی عرصے تک دعوت دین میں مشغول رہا۔ (اور آج بھی اسی آب و تاب سے جاری ہے)

علامہ السیف القاطع محمد جوناگڑھی المتوفی سنہ ۱۳۶۰ھ، جن کے محمدی نام کے کئی رسائل مشہور ہیں اور ان کا اخبار ''محمدی'' بھی کافی عرصہ تک شائع ہوتا رہا، شیخ المشائخ محدث علامہ محمد بشیر شہسوانی المتوفی سنہ ۱۳۰۶ھ، علامہ الزمان مولانا ابوالقاسم سیف بنارسی المتوفی سنہ ۱۳۶۱ھ، فخر المحدثین علامہ ابوالعلیٰ عبدالرحمٰن مبارکپوری المتوفی سنہ ۱۳۵۳ھ، مناظر لاجواب شیخ عبدالعزیز رحیم آبادی المتوفی سنہ ۱۳۲۰ھ، علامہ اہل اللہ شیخ سراج الدین مادھوپوری المتوفی سنہ ۱۳۸۰ھ، استاذ العلماء عبدالجبار کھنڈیلوی المتوفی سنہ ۱۳۸۲ھ، علامہ شیخ ادیب سندھ دین محمد وفائی المتوفی سنہ ۱۳۲۹ھ، شیخ علامہ خلیل ہراس المتوفی ۱۳۹۲ھ، علامہ سید رشید رضا مصری المتوفی سنہ ۱۳۵۴ھ، شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی المتوفی سنہ ۱۳۷۶ھ، مناظر اسلام احمد الدین گکھڑوی، علامہ ابوالمعالی محمود شکری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلوسی، علامہ ابوسعید شرف الدین دھلوی المتوفی سنہ ۱۳۸۱ھ، علامہ شیخ عبدالستار دھلوی المتوفی سنہ ۱۳۸۶ھ، ان کے والد مولانا عبدالوہاب دہلوی، حافظ محمد لکھوی ان کا خاندان، امام الہند ابوالکلام آزاد المتوفی سنہ ۱۳۷۷ھ، ان کے علاوہ بھی بیشمار علماء اس صدی میں گزرے ہیں۔

مثلاً: علامہ عبدالتواب ملتانی، علامہ عبدالحق ملتانی، علامہ عبدالحق بھاولپوری، علامہ محمد اسماعیل سلفی، علامہ محمد داؤد غزنوی، علامہ خان مہدی زمان، محدث علامہ محمد حسین بٹالوی، قاضی محمد سلیمان منصور پوری، علامہ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی وغیرہم ان کے علاوہ اور بھی کثیر تعداد میں علماء کرام ہیں جن کا احصاء و شمار ممکن نہیں۔ وما یعلم جنود ربک الاھو آپ کے رب کی فوج کو وہی جانتا ہے۔'' یہاں صرف ان کا ذکر کیا گیا ہے جن کی کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جن میں انہوں نے اہل حدیث کا ذکر کیا ہے۔ بعض وہ ہیں جن کا کتب کے حوالے سے ذکر کیا گیا۔ ع

اولئك آبائي فجئني بمثلهم
اذا جمعتك يا جرير الجوامع

گویا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے سے اہل حدیث موجود ہیں۔ وہ لوگ جو ہر مسئلہ میں بار بار ''تواتر'' یعنی تسلسل روایت کو حجت مانتے ہیں وہ اس سلسلے (تسلسلِ اہل حدیث) پر بھی غور کریں۔

پندرہویں صدی ہجری:

اسی طرح پندرہویں صدی آپ کے سامنے ہے۔ ان میں بعض فوت ہو چکے ہیں۔ مثلاً

حافظ فتحی محمد جہلمی مہاجر مکی، حافظ محمد گوندلوی، مولانا محمد عمر ڈیپلائی شارح مشکوۃ سندھی، شیخ عبداللہ بن حمد سجدی، علامہ محمد صادق سیالکوٹی، علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ، علامہ عبدالخالق قدوسی شہید، مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی شہید وغیرہم۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے علاوہ جو زندہ ہیں دعوت و تبلیغ کے کام میں مشغول ہیں۔ وہ بیشمار ہیں دنیا کے ہر ملک میں جماعت اہل حدیث موجود ہے پاکستان اور ہندوستان کے علاوہ سعودی عرب، مصر، شام، عراق، اردن، فلسطین، سوڈان، عرب امارات، یمن، کویت، الجزائر، تیونس، مراکش، انڈونیشیا وغیرہ، عرب ممالک کے بے شمار اہل حدیث ہم دیکھتے ہیں اور بہتوں سے ملاقات ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ گزشتہ سال دورہ یورپ کے دوران برطانیہ، جرمنی، بیلجیم، ہالینڈ، ڈنمارک میں ہمیں کافی اہل حدیث نظر آئے وہاں فرانس، امریکا، کینیڈا اور ترکی کے کئی اہل حدیث باشندوں سے ہماری ملاقات ہوئی، یوں رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ثابت ہو رہی ہے کہ ''میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ قیامت تک حق پر قائم رہے گی، کسی کی مخالفت یا دشمنی ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گی۔ اس لئے یہ جماعت تا ابدالآباد زندہ اور متحرک رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ ع

دل شاد بامراد رہیں مہربان میرے
آباد حشر تک رہیں سب قدر دان میرے

ہماری دعوت صرف یہ ہے کہ لوگ ایک اللہ تعالیٰ کے بندے اور غلام اور ایک رسول ﷺ کے تابع فرمان بن جائیں۔ ایک اللہ کی بندگی اور غلامی اور ایک رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور اطاعت کا حق ادا کریں، جن مسائل میں اہل حدیث کی مخالفت کی جا رہی ہے، ان کی حقیقت آپ کے سامنے آشکار ہو گئی، ہمارا کوئی مسئلہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا، اصولی ہو خواہ فروعی کسی امتی کے چشمہ فیض کا محتاج نہیں ہے وہ براہ راست امام اعظم، مرشد اعظم، قائد اعظم، سید الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین ﷺ کے چشمۂ فیض سے لیا گیا ہے، اسی طریقے پر عمل سے ملک میں اتحاد و اتفاق قائم ہو گا اور عدل و انصاف کا دور آئے گا۔

آخر میں یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں و رسول اللہ ﷺ کے توحید و سنت کے نصب کئے ہوئے جھنڈے تلے جمع ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک اہل حدیث

ایک غلط فہمی کا ازالہ

مفسرِ قرآن مولانا حافظ صلاح الدین یوسف مدظلہ اپنے ایک مضمون میں مسلکِ اہل حدیث پر بعض اعتراضات کے جواب میں لکھتے ہیں کہ

بعض لوگ اہل حدیث کے بارے میں یہ باور کراتے ہیں کہ:

''پاکستان اور بھارت میں اہل حدیث کے نام سے جو معروف ہیں وہ ظاہری مسلک کے پیرو ہیں جسے امام ابن حزم کی وجہ سے دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔''

یہ دعویٰ یکسر غلط ہے۔ اہل حدیث ظاہری مسلک کے پیرو نہیں۔ اہل حدیث تو سرے سے تقلیدِ شخصی ہی کے قائل نہیں۔ ان کے نزدیک تو تقلیدِ شخصی ہی نے فرقہ بندی کو جنم دیا جو شریعت میں سخت مذموم چیز ہے۔ اہل حدیث کو فرقہ کہنا اور انہیں کسی ایک شخص کے دامنِ عقیدت یا کسی خاص فقہی مسلک سے وابستہ کرنا صحیح نہیں۔ ''فرقہ'' کسی ایک ہی شخصیت کو مرکزِ عقیدت ومحورِ اطاعت سمجھنے والے گروہ کو کہا جا سکتا ہے لیکن ان افراد کے مجموعے پر اس کا اطلاق درست نہیں جو تمام عقیدتوں سے کٹ کر عقیدتِ محمدی ﷺ سے منسلک اور انہی کی ذات کو اطاعت کا تمام تر مستحق سمجھتے ہیں۔ ان کی دعوت وتبلیغ کی بنیاد خلاصۂ قرآن وحدیث ہے جس میں مرکز ومحور صرف ذاتِ رسالت مآب ﷺ ہیں جن کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت اور ان کی معصیت کو اپنی معصیت قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے جماعت اہل حدیث ایک نظریہ اور عقیدہ ہے جو تمام مسلمانوں کو اُس بُعد اور بیگانگی کو دُور کرنے کی دعوت دیتی ہے جو شخصی عقیدتوں اور شخصی افکار وآراء نے ان میں پیدا کر دیا ہے اور انہیں اپنی اصل یعنی قرآن وحدیث کی طرف لوٹانے کی داعی ہے نہ کہ کسی ایک شخصیت یا کسی مخصوص مسلک کی طرف۔ بنابریں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث کی بابت یہ کہنا بھی یکسر خلافِ واقعہ ہے کہ انہیں امام ابنِ حزم رحمہ اللہ کی وجہ سے دوبارہ زندگی نصیب ہوئی۔ کیونکہ مذکورہ دعوے کی عبارت سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ اہل حدیث امام ابنِ حزم کے پیرو ہیں، جب کہ ایسا نہیں ہے۔ بلاشبہ امام ابنِ حزم نے تقلید کے خلاف بہت کچھ لکھا ہے جس میں ان کی شدت سے قطع نظر، اہل حدیث ان کے ہم نوا ہیں۔ اس اعتبار سے اتباعِ سنت کے جذبے میں اہل حدیث اور امام ابن حزم دونوں کے درمیان مکمل موافقت و ہم آہنگی ہے، لیکن اس کے باوجود اہل حدیث امام ابن حزم کے مقلد ہیں نہ امام ابن تیمیہ یا کسی اور امام یا شخصیت کے۔ بلکہ وہ تو امام ابن حزم اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے پہلے بھی عامل بالحدیث اور اسی دعوتِ عمل بالحدیث کے داعی تھے اور ان کے بعد بھی ان کا عمل اور دعوت یہی رہی ہے اور ہے۔ ایدہ اللہ تعالیٰ

اسی طرح اہل حدیث کو ظاہری یا ظاہر پرست کہنا بھی غلط ہے، بلاشبہ امام داوٗد ظاہری اور امام ابن حزم وغیرہ نے مقلدین کے قرآن و حدیث سے اعراض، اقوال پسندی اور فرضی مسائل کے طومار دیکھ کر اس کے ردِ عمل کے طور پر قیاس و رائے کے استعمال کو کلیۃً ناپسند اور اس کی حجیت سے انکار کیا ہے، اور صرف ظاہرِ قرآن و حدیث پر کفایت کرنے کی روش کو اپنایا ہے لیکن اہل حدیث ان کے اس جذبۂ اتباعِ قرآن و حدیث کی قدر کرنے کے باوجود اس مسلک میں ان کے ہمنوا نہیں بلکہ اہل حدیث نے جمود و تقلید کے ساتھ اس قسم کی ظاہریتِ محضہ کو بھی پسند نہیں کیا ہے، کیونکہ نصوص کا ذخیرہ محدود ہے۔ سننِ ثابتہ چند ہزار کے پس و پیش ہوں گی۔ قرآن حکیم کی ایک سو چودہ سورتوں میں آیاتِ احکام کی تعداد بھی کم ہی ہے، لیکن حوادث کا سلسلہ غیر محدود ہے۔ جب تک یہ جہانِ رنگ و بُو قائم ہے، واقعات و حوادث ہوتے رہیں گے۔ ان غیر محدود واقعات اور تغیر پذیر حالات کے متعلق ان محدود نصوص میں صریح احکام کیسے مل سکتے ہیں، عملی زندگی میں اس کے سوا چارہ ہی نہیں کہ نظائر اور ان کے احکام میں ہم آہنگی پیدا کی جائے، شارع کے احکام کے علل، اسباب اور ان مصالح کا بغور مطالعہ کیا جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جن کی بناء پر شارع نے یہ احکام نافذ فرمائے۔ کتاب اللہ کا ایسا فہم اور ادلۂ شرعیہ میں ایسی بصیرت جس سے مختلف نظائر کے حکم میں توازن ہو، اسی کا نام قیاسِ صحیح، اجتہاد اور استنباط مسائل ہے۔

اس لئے اہل حدیث ضرورتِ قیاس و رائے صحیح کے منکر ہیں نہ اس کی حجیت و افادیت سے بے خبر۔ اہل حدیث ظواہر قرآن و حدیث کے پورے احترام اور ان کے لغوی اور شرعی معانی و اصطلاعات کو ملحوظ رکھتے ہوئے قیاس و رائے کو شرعی حجت سمجھتے ہیں اور بوقتِ ضرورت اس سے استفادے کے قائل ہیں، تاہم اتنا ضروری ہے کہ اہل حدیث قیاس و رائے کا استعمال صرف ان ہی واقعات و مسائل کے سلسلے میں جائز سمجھتے ہیں جن کے بارے میں کوئی نصِ شرعی موجود نہ ہو۔ مقلدین کی طرح قیاسی ادلہ کو نصوص کے مقابلے میں یا نصوصِ قرآن و حدیث سے جان چھڑانے کے لئے استعمال کرنے کے قائل نہیں۔ ایسے ہی مواقع پر قیاس و رائے کے استعمال کے انکار کو مطلقاً انہیں قیاس و رائے کا منکر سمجھ لیا جاتا ہے اور انہیں ظاہری قرار دے دیا جاتا ہے۔ بلاشبہ نصوصِ قرآن و حدیث کو برتری کو برقرار رکھنے کے لئے وہ ظاہری ہیں، یعنی نصوص کے مقابلے میں قیاس و رائے کے وہ قطعاً منکر ہیں۔ لیکن یہ ظاہریت، مطلقاً اجتہاد، قیاسِ صحیح اور رائے کے انکار کی بنیاد پر ہے نہ کوئی شخصی فقہ اس کی بنیاد ہے۔

مذکورہ بالا وضاحت سے مسلک اہل حدیث کی حقیقت گونمایاں ہوکر سامنے آجاتی ہے کہ وہ امام داؤد ظاہری وغیرہ کی طرح نہ قیاس و رائے کی حجیت و افادیت کے منکر ہیں نہ مقلدین کی طرح نصوص کے مقابلے میں بھی قیاس و رائے کو اہمیت دینے کے قائل۔ بلکہ ان کی راہ دونوں کے بَین بَین ہے۔ تاہم شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے مسلکِ اہل حدیث کی وضاحت کے سلسلے میں کچھ لکھا ہے وہ بھی بڑا اہم ہے جس سے اہل حدیث ور ان کے مسلک پر کافی روشنی پڑتی ہے اور ہمارے بیان کردہ نقطۂ نظر کی تائید ہوتی ہے۔ اس لئے شاہ صاحبؒ کے بھی چند حوالے ملاحظہ فرماتے جائیں کہ ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشتر آں باشد کہ سرِ دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

شاہ صاحب رحمہ اللہ، حجۃ اللہ البالغہ کے "باب الفرق بین اهل الحدیث واصحاب الرای" میں محدثین کی تلاش و تدوین حدیث کی مساعی حسنہ کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

"محققین اہل حدیث نے فنِ روایت میں پختگی اور مراتب میں پوری معرفت حاصل کی اور فقہ کی طرف توجہ کی۔ لیکن ان کا یہ طریق نہ تھا کہ اس معاملے میں گذشتہ بزرگوں میں سے کسی خاص شخص کی تقلید پر اتفاق کرلیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان مروجہ (تقلیدی) مذاہب میں متناقض احادیث و آثار ہیں، اس لئے انہوں نے احادیثِ رسولؐ، آثارِ صحابہؓ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے علوم پر اپنے قواعد کی روشنی میں غور کیا۔"

اس کے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ نے اہل حدیث کے قواعد کا مختصراً تذکرہ فرمایا ہے جو ان کے نزدیک تطبیق بین النصوص، استنباطِ مسائل، اجتہاد و رائے کے لئے معیار اور بنیادی اصول ہیں اور وہ حسب ذیل ہیں۔

جب قرآن مجید میں کوئی حکم صراحۃً موجود ہو تو اہل حدیث کے نزدیک کسی دوسری چیز کی طرف توجہ کی ضرورت نہیں۔

اگر قرآن مجید میں تاویل کی گنجائش ہو اور مختلف مطالب کا احتمال ہو تو حدیث کا فیصلہ ناطق ہوگا۔ قرآن کا وہی مفہوم درست ہوگا جس کی تائید سنت سے ہوتی ہے۔

اگر قرآن مجید کسی حکم کے متعلق خاموش ہو تو عمل حدیث پر ہوگا۔ وہ حدیث چاہے فقہاء کے درمیان مشہور و معروف نہ ہو، کسی شہر کے ساتھ مخصوص ہو یا کسی خاندان یا خاص طریقے سے مروی ہو اور چاہے اس پر کسی نے عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ وہ حدیث بشرطِ صحت قابلِ استناد ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کسی مسئلے میں حدیث مل جائے تو کسی مجتہد اور امام کی پرواہ نہ کی جائے گی نہ کوئی اثر قابلِ قبول ہوگا۔ جب پوری کوشش کے باوجود کسی مسئلے میں حدیث نہ ملے تو صحابہؓ و تابعین کے فتاویٰ پر عمل کیا جائے گا اور اس میں کسی قوم اور شہر کی قید یا تخصیص نہیں ہوگی۔

اگر خلفاء اور جمہور فقہاء متفق ہو جائیں تو اسے کافی سمجھا جائے گا۔ اگر فقہاء میں اختلاف ہو تو زیادہ متقی، عالم اور زیادہ حفظ و ضبط والے شخص کی حدیث قبول کی جائے گی، پھر جو روایت زیادہ مشہور ہوگی اسے لیا جائے گا۔

اگر علم و فضل، ورع و تقویٰ اور حفظ و ضبط میں سب برابر ہیں تو اس مسئلے میں متعدد اقوال متصور ہوں گے جن میں سے ہر ایک پر عمل جائز ہوگا۔

اگر اس میں بھی اطمینان بخش کامیابی نہ ہو تو قرآن و سنت کے قرآن و سنت کے عمومات، اقتضاء اور ایماآت، ارشادات پر غور کیا جائے گا اور مسئلہ زیر بحث کے نظائر کے حکم کو دیکھا جائے گا اور حکم استخراج کیا جائے گا۔

اصولِ فقہ (حنفیہ) کے مروجہ قواعد پر اعتماد نہیں کیا جائے گا بلکہ طمانیتِ قلب اور ضمیر کے سکون پر اعتماد کیا جائے گا، جس طرح متواتر روایات میں اصل چیز راویوں کی کثرت اور ان کی حالت نہیں بلکہ اصلی شے دل کا اطمینان اور سکون ہے۔ یہ اصول پہلے بزرگوں صحابہؓ اور تابعین کے طریق کار اور ان کی تصریحات سے ماخوذ ہیں۔ اس کے بعد شاہ صاحب رحمہ اللہ نے ان آثار کا ذکر کیا ہے جن میں ان اصولوں کی طرف رہنمائی کی گئی ہے جن میں اولیت قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دی گئی ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص ۱۴۹)

ایک اور مقام پر شاہ صاحب رحمہ اللہ اہل حدیث اور اہلِ تقلید کے اصولِ استنباطِ مسائل کا اس طرح ذکر کرتے ہیں:

"باید دانست کہ سلف در استنباطِ مسائل و فتاویٰ بر دو وجہ بودند۔ یکے آنکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن و حدیث و آثارِ صحابہؓ جمع می کردند و ازاں جا استنباط می نمودند و ایں طریقہ اصل راہِ محدثین است و دیگر آنکہ قواعدِ کلیہ کہ جمعے از ائمہ تنقیح و تہذیب آں کردہ اند یاد گیرند بے ملاحظہ مآخذ آنہا پس ہر مسئلہ کہ وارد می شُد جوابِ آں از ہمہ قواعدِ طلب می کردند و ایں طریقہ اصل راہِ فقہاء است و غالب بر بعض سلف طریقۂ اولیٰ بودند و بر بعض آخر طریقۂ ثانیہ۔'' (مُصفّی، ج ۱، ص ۴)

''سلف میں استنباطِ مسائل کے دو طریقے ہیں۔ پہلا یہ کہ قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم جمع کیے گئے اور ان کی روشنی میں آمدہ مسائل پر غور کیا گیا۔ یہ محدثین (اہلحدیث) کا طریقہ تھا۔ دوسرا طریقہ یہ کہ قرآن و حدیث اور آثار کے بجائے ائمہ کے منقح اور مہذب کردہ قواعد و کلیہ کی روشنی میں پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کیا گیا اور اصل ماخذ (قرآن و حدیث) کی طرف توجہ کی ضرورت ہی نہ سمجھی گئی۔ یہ فقہاء (کوفہ) کا طریقہ ہے۔ سلف میں سے ایک گروہ پہلے طریق کا پابند ہے اور ایک گروہ دوسرے طریق کا۔''

لیکن استنباطِ مسائل کا جو دوسرا طریقہ ہے وہ عموماً اہلِ تقلید کے ہاں مروج رہا ہے اور اس طریقے سے انہوں نے احادیثِ صحیحہ کو بھی نظر انداز کر دیا ہے اور خود شاہ صاحب نے بھی دیگر مقامات میں اس تقلید و جمود اور نصوصِ حدیث سے اعراض و تغافل کو ناپسند کیا ہے۔ ایک اور مقام پر ظاہری اور مقلدین جامدین دونوں کو خطاب کر کے لکھتے ہیں:

''انی اقول لھؤلاء المسلمین انفسھم بالفقھاء الجامدین علی التقلید یبلغھم الحدیث من احادیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم باسناد صحیح وقد ذھب الیہ جمع عظیم من الفقھاء المتقدمین ولا یمنعھم الا التقلید لمن لم یذھب الیہ وھؤلاء الظاھریۃ المنکرین للفقھاء الذین ھم طراز حملۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

العلم وائمة اهل الدين انهم جميعاً على سفاهة وسخافة رأى وضلالة وان الحق بين بين" (التفهيمات: ج١، ص٢٠٩)

میں ان نام کے فقہاء سے کہتا ہوں جن میں تقلید کی وجہ سے انتہائی جمود آ چکا ہے۔ جب ان کو صحیح حدیث پہنچتی ہے جو امت میں معمول بہا ہے تو وہ صرف ان لوگوں کی تقلید کی وجہ سے جن کے خلاف یہ حدیث ہے۔ اس حدیث کا انکار کرتے ہیں اور بالکل ظاہر پرست حضرات سے بھی کہتا ہوں جو ایسے فقہاء کا انکار کرتے ہیں جو حاملینِ علم اور ائمہِ اہل دین ہیں کہ یہ دونوں فریق غلط راہ پر جا رہے ہیں، یہ کم فہمی کی راہ ہے اور حق ان دونوں کے بَین بَین ہے۔

اور عقدالجید میں شاہ صاحب نے اہل حدیث کے بھی دو گروہوں کا ذکر کیا ہے، ایک محققین فقہائے اہل حدیث اور دوسرے ظاہری اہل حدیث۔ اور ظاہری اہل حدیث کو محققینِ اہل حدیث سے الگ قرار دیا ہے اور ان ظاہریوں کی علامت یہی بتائی ہے کہ وہ قیاس و اجماع کے قائل نہیں۔ چنانچہ شاہ صاحب محققین فقہاء اہل حدیث کے طرزِ اجتہاد و استنباطِ مسائل کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں:

"فهذا طريقة المحققين من الفقهاء المحدثين وقليل ماهم وهم غير الظاهرية من اهل الحديث الذين لا يقولون بالقياس ولا الاجماع" (عقد الجيد مع ترجمه، سلك مرواريد ص٤٤ مجتبائى)

محققین فقہائے اہل حدیث کا یہ طریقہ تھا اور ایسے لوگ کم ہیں اور یہ لوگ علیحدہ ہیں ظاہری اہل حدیث سے جو نہ قیاس کے قائل ہیں اور نہ اجماع کے۔

الحمد لله! "اہل حدیث" اسی مسلک معتدل کے قائل ہیں جس کو تفہیمات میں شاہ صاحب نے بَین بَین قرار دیا ہے اور عقدالجید میں جسے محققین فقہائے اہل حدیث کا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقہ بتلایا ہے یعنی اہل حدیث نہ ظاہریوں کی طرح قیاسِ صحیح و باقاعدہ اجتہاد کے منکر ہیں نہ اہلِ علم فقہاء کی صحیح فکری کاوشوں سے انہیں انکار ہے اور جامد مقلدین کی طرح نصوص قرآن و حدیث سے تغافل و اعراض اور ان میں توجیہات بعیدہ و تاویلاتِ رکیکہ ان کا شیوہ ہے۔"

*****

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام اور اہل حدیث!

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری نے مندرجہ بالا عنوان کے تحت ایک خوبصورت مقالہ تحریر فرمایا تھا، یہاں اس کو افادۂ عام کے لیے بعینہٖ نقل کیا جا رہا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

''پہلے اس سے کہ ہم یہ بتائیں کہ فرقہ بندی کس طرح سے ہے اسلام کی مختصر سی تاریخ بیان کر دینا مفید ہوگا۔

کچھ شک نہیں کہ اسلام کی تاریخ دنیا میں روشن ہے، اس کے ابتدائی، درمیانی اور آخری واقعات سب روشن ہیں۔ اس کا سنہ ہجری ۱۳۳۵ھ (اس سنہ میں شیخ الاسلام نے یہ مضمون لکھا تھا) ہجری ہے، مگر ابتداء کو ۱۳۴۹ سال ہوئے ہیں، جب کہ مکہ معظمہ میں اس کی تعلیم بزبان ترجمان الہام سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ جاری ہوئی تھی۔ تیرہ سال قبلِ ہجرت مکہ معظمہ میں گزارے، دس سال بعد ہجرت مدینہ میں رہے۔ کل ۲۳ سال آپ ﷺ کی نبوت کا آفتاب دنیا میں ظہور پذیر رہا۔ اب سوال یہ ہے کہ اتنی مدت میں جو تعلیم آپ ﷺ نے دی اس کا کیا اثر ہوا؟ جواب صرف یہ ہے کہ جس پر کُل دنیا کی تاریخ متفق ہے کہ عرب تمام صاف ہوگیا۔ جو مشرک، کافر، ملحد اور زندیق تھے وہ سب اللہ کے پرستار بن گئے، جو لٹیرے اور ڈاکو تھے، وہ مدبران سلطنت ہو کر تمدنی تعلیم میں دنیا کے استاد مانے گئے۔

اس پر دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ نبی ﷺ نے ان کو مذہبی احکام کا دستور العمل کوئی دیا تھا یا نہیں؟ اس کا جواب بھی بالکل صاف اور صحیح یہ ہے اور صرف یہی ہے کہ دیا تھا، اور نہ دیا ہوتا تو وہ لوگ باوجود ضروریات کثیرہ کے تعمیل کیونکر کرتے؟

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان میں دستور العمل کیا تھا؟ یعنی وہ احکام شرعیہ کہاں سے اخذ کرتے تھے؟ اس کا حوالہ بھی ایک اور صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ اخذ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا طریقہ ان میں یہ تھا کہ پہلے قرآن مجید کو دیکھتے، ساتھ ہی اس کے اگر کوئی روایت انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوتی یا کوئی فیصلہ رسول اللہ ﷺ کا دیکھا یا سنا ہوتا تو اس کو بھی ملحوظ رکھ کر بطور سندِ شرعی کے پیش کرتے، چنانچہ سب سے پہلا اختلاف جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں پیدا ہوا وہ انتخابِ خلیفہ پر تھا، انصار مدینہ یہ کہتے تھے کہ خلیفہ ہم میں سے ہوگا۔ اس اختلاف کا فیصلہ یوں ہوا کہ مہاجرین کی طرف سے ایک حدیث پیش کی گئی جس کے الفاظ یہ تھے:

"الائمة من القریش"

خلیفہ قریش سے ہوں گے۔

یہ حدیث پیش ہوتے ہی فیصلہ مہاجرین کے حق میں ہوگیا۔

دوسرا اختلاف وراثتِ نبی ﷺ کے متعلق ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں نے خلیفہ کے پاس دعویٰ پیش کیا کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ کے ترکہ میں سے حصہ ملنا چاہئے۔ جیسے دوسرے مسلمانوں کے وارث حصہ پاتے ہیں۔ خلیفہ کی طرف سے اس کا جواب نفی میں ملا تو اختلاف پیدا ہوا۔ آخر جب حدیث، نبوی ﷺ پیش ہوئی کہ خود رسول اللہ ﷺ فرما گئے ہیں کہ: "ہمارا مال ورثہ نہیں ہوگا۔ بلکہ فی سبیل اللہ صدقہ ہوگا۔" تو نزاع ختم ہوگئی۔

تاریخِ اسلام کا کسی اور واقعہ پر اتفاق ہو یا نہ مگر اس امر کا پورا اتفاق ہے کہ زمانہ رسالت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو جو بات پیش آتی، اس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ سے کرا لیتے اور بعد زمانہ نبوت خلافت میں جو پیش آتی اس کے لیے احکام کی تلاش قرآن و حدیث میں کرتے۔ یہ طریقہ مسلمانوں میں بہت عرصہ تک جاری رہا۔ مگر ہم آسانی کے لیے فرض کر لیتے ہیں کہ تیس سال تک ایسا ہوتا رہا جو زمانہ خلافتِ راشدہ کا ہے۔

اب ایک سوال یہاں یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی جملہ آبادی میں یعنی ابتداء سے آج تک جتنے طبقے بھی ہوئے ہیں۔ ان میں بحیثیت دین اور بحیثیت دنیا اور بحیثیت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعلیٰ اخلاق اور بحیثیت جاہ وحشمت اور سب سے بڑھ کر یہ کہ بحیثیت منظوری اور مقبولیتِ خدا کے کون سا طبقہ ممتاز رہا ہے؟

اس کا جواب بھی ایک اور صرف ایک ہی ہے کہ وہ طبقہ سب سے اعلیٰ اور افضل تھا جو نبوت کی گود میں تربیت پا کر دوسروں کا رہنما بنا۔ رضی اللہ عنہم پس اب مطلق بالکل صاف ہے کہ جو طریقہ اور برتاؤ ان لوگوں کا تھا بس وہی دینِ الٰہی اور منظورِ مصطفائی تھا، دگر ہیچ۔

طبقۂ اولیٰ میں فرقہ بندی نہیں تھی:

اب سوال یہ ہے کہ اس طبقہ میں فرقہ بندیاں تھیں؟ کیا کوئی شیعہ تھا؟ کوئی حنفی تھا؟ شافعی کہلاتا تھا؟ مالکی تھا؟ یا حنبلی تھا؟ اس کا جواب ان بزرگوں کی تاریخِ ولادت سے مل سکتا ہے، جن کی طرف یہ فرقے منسوب ہیں۔ سب سے بڑی عمر کے امام ان میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں جو ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ان کے پندرہ سال بعد امام مالک رحمہ اللہ پیدا ہوئے۔ ان کے بعد امام احمد اور امام شافعی رحمہما اللہ پیدا ہوئے۔ گو امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کی پیدائش پہلی صدی ہجری میں ہے، مگر بہ حیثیت ایک عالم، مفتی اور مجتہد کے وہ دوسری صدی میں دنیا کے سامنے آتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ طبقۂ اولیٰ (زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم) میں ان چاروں فرقوں کا نام نہ تھا۔ کیوں کہ جن اماموں کی طرف ان فرقوں کی نسبت ہے وہی نہ تھے تو فرقہ کہاں؟ پس ان فرقوں کی بابت اس سوال کا جواب اسلامی تاریخ یہی دیتی ہے کہ طبقۂ اولیٰ میں صرف سیدھے سادھے مسلمان تھے، جن کا دستور العمل قرآن اور اقوالِ نبی علیہ السلام تھا اور بس۔ اس کے سوا اور کوئی فرقہ نہ تھا، نہ فرقہ بندی۔

اب ہم آج کل کی فرقہ بندیوں کی ذرا کیفیت سنا کر فیصلہ ناظرین کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔ سب سے بڑا شگاف جو اسلام کے قلعے میں سب سے پہلا آیا وہ شیعہ سُنی کا اختلاف تھا۔ اس شگاف کی بنا صرف یہ ہے کہ شیعہ کہتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''خلافتِ اول حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا اور وراثت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا۔''

سُنی اس سے منکر ہیں۔ چونکہ ہمارے مضمون کا روئے سخن تاریخی پہلو سے ہے، اس لئے ہم اس میں مذہبی دلائل سے بحث کرنا نہیں چاہتے۔صرف تاریخی پہلو سے اتنا پوچھتے ہیں کہ طبقۂ اولیٰ میں جو اسلام اور اہلِ اسلام کا اعلیٰ نمونہ تھا یہ اختلاف تھا؟ یا اس اختلاف کا کوئی اثر تھا؟ تاریخ جواب دیتی ہے کہ کوئی نہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے سب نے اطاعت کی، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے، سب نے اطاعت کی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو وہ بھی خلیفہ برحق مانے گئے۔

بہرحال اس اختلاف کا اثر ہم اس زمانہ میں کچھ نہیں دیکھتے گو پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے تاہم خلافت کے کاموں میں برابر دخیل تھے۔ بابِ عالی کے رکن تھے، عہدہ دار تھے، مشیرِ کار تھے خلاف سے جو خدمات سپرد ہوتی تھی بجالاتے تھے۔ غرض جہاں تک ظاہری علامات رہنما ہوسکتی ہیں، ہمیں ان کے اعمال و اطوار میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہوسکتا۔

علیٰ ہذا القیاس تقسیمِ وراثت کا مسئلہ بھی اس طبقے میں ہم کو کسی طرح باعثِ تفریق معلوم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ کوئی اس کا تذکرہ بھی نہیں کرتا تھا۔ جب اس پاک زمانہ میں اس کا کوئی اثر نہ تھا تو اب اس کو ایسا بنا کر تفریق کرنے والا فرقہ بندی کے الزام سے کیوں ملزم نہ ہوگا۔

فرقہ بندیوں نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا:

اس فیصلہ کے بعد اب ہم دیگر فرقہ بندیوں پر توجہ کرتے ہیں، جس نے اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

اسلامی تاریخ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی فرقوں کی بڑی لائنیں دو ہیں جن کو شیعہ سنی کے اختلاف نے پیدا کیا ہے۔ پھر ان لائنوں میں برانچ لائنیں بھی ہیں۔ ان پر غور کرنے سے جو فریق موردِ الزام ہوگا، ہمیں اس کے ملزم بنانے میں تامل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہونا چاہیے۔ ان فرقوں سے مراد حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مذہب ہیں جن کو رجسٹرڈ بتانے کے لیے یہ کہا جاتا ہے کہ مکہ معظمہ میں کعبہ شریف کے اردگرد بھی چار مصلے (زمانہ نبوت کے آٹھ سو برس بعد جب چاروں مذاہب والوں میں امامت اور اقتدار کے بارہ میں زیادہ اختلاف اور جھگڑے ہونے لگے، تو رفع فساد کے لیے حاکمِ وقت نے نویں صدی ہجری میں الگ الگ چار مصلے بنادیے، پس ان مصلوں کی حقیقت یہ ہے کہ یہ آٹھ سو سال بعد بنے۔ مگر اب کا نام ونشان بھی باقی نہیں ہے۔ رہے نام اللہ کا!) ہیں۔ اس لیے اس اختلاف میں فیصلہ کرنے کے لیے ان مذاہب کی تعریف اور وجہ تفریق بیان کرنا ضروری ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ان مذاہب کے اصل الاصول وہی ہیں جو زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھے۔ یعنی یہ چاروں مذاہب قرآن و حدیث کو دستور العمل جانتے ہیں۔ بحمد اللہ اس میں کوئی اختلاف نہیں، مگر ایک بات ایسی پیدا ہوگئی ہے جس سے یہ سارا اختلاف پیدا ہو گیا ہے، وہ یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک نے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ جو کچھ ہمارے امام نے جس کے ہم مقلد ہیں سمجھا اور کسی مسئلہ کے متعلق حکم دیا ہے، بس ہمارے لیے وہی کافی ہے، نہ ہم اپنی سمجھ کو دخل دیں اور نہ کسی دوسرے امام کی سنیں۔ دوسرا بھی یہی کہتا ہے اور تیسرا بھی یہی۔ علی ہذا القیاس چوتھا بھی یہی کہتا ہے۔

اختلاف کو بھی ہم مذہبی دلائل سے چھونا نہیں چاہتے، کیونکہ مذہبی دلائل میں طول ہو جاتا ہے، بلکہ تاریخی شہادت سے صرف اتنا پوچھتے ہیں کہ طبقۂ اولیٰ میں یہ طریق تھا؟ کسی خاص شخص کا یہ منصب تھا کہ باقی اس کے فہم اور رائے کے آگے سر جھکائیں۔ جہاں تک اسلامی تاریخ شہادت دیتی ہے، اس کا جواب نفی میں ملتا ہے۔ اگر یہ منصب کسی کا ہوتا تو خلیفۂ وقت کا ہوتا، حالانکہ اس کو بھی نہ تھا، بعض وقت ایک بڑھیا عورت بھی خلیفہ کے حکم کو رد کر دیتی تھی، جس کے جواب میں خلیفہ کو ماننا پڑتا تھا کہ یہ عورت سچ کہتی ہے۔ مولانا حالی مرحوم نے اسی حکم کی طرف اشارہ کیا ہے ع

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلاموں سے ہو جاتے تھے بند آقا
خلیفوں سے لڑتی تھی اک ایک بڑھیا

جب اس زمانہ میں یہ بندش نہ ہوئی کہ کسی ایک رائے اور فہم کے باقی لوگ پابند ہو جائیں تو پیچھے کیوں ایسا کیا جائے جس سے تفرقہ پیدا ہو۔ ہاں اختلافِ فہم چونکہ قدرتی ہے، اس لیے عالم کو کسی امام سے اتفاق رائے ہو جائے تو بیشک وہ اس سے اتفاق رائے کا اظہار کرے مگر ایسے طور سے کہ فرقہ بندی تک نوبت نہ پہنچے۔

ہماری اس تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام میں جو فرقہ بندیاں ہو رہی ہیں، طبقۂ اولیٰ یعنی سلف صالحین کی روش چھوڑنے سے ہوئی ہیں ورنہ اگر مسلمان اب بھی اس بات پر متفق ہو جائیں کہ طبقۂ اولیٰ کی طرح اپنا دستور العمل قرآن و حدیث کو بنالیں، نہ کوئی نئی روش نکالیں نہ کسی کی طرف اپنی نسبت جدید پیدا کریں تو فرقہ بندیاں دور ہو سکتی ہیں۔

قابلِ غور بات:

فرقہ بندی کسی اصولی اختلاف سے ہوتی ہے۔ اگر اصول ایک ہے اور باوجود وحدتِ اصولی کے صرف فہم کا اختلاف ہے تو فرقہ بندی نہیں ہے، ورنہ اس طرح تو ہر ایک مذہب کے علماء میں اختلاف رائے موجود ہے۔ مثلاً علمائے حنفیہ موجودہ اور سابقہ متقدمین اور متاخرین بلکہ معاصرین وغیرہ سب میں اختلاف نظر آتا ہے تو کیا یہ مختلف فرقے ہیں؟ کیا کوئی کہے گا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اور تھا اور شاگردوں کا اور۔ یا موجودہ علمائے حنفیہ میں علماء دیوبند کا مذہب اور ہے اور علمائے بریلی، بدایوں وغیرہ کا اور؟ نہیں بلکہ سب کے سب حنفی ہیں، حالانکہ اختلاف موجود ہے۔

پس کسی جماعت کو دوسری جماعت سے فرقہ کی حیثیت سے الگ سمجھنا اس بات پر موقوف ہے کہ ان میں اصولی اختلاف ہو۔ پس جس فرقہ کے اصول طبقۂ اولیٰ کے اصولِ مذہبی سے ملتے جلتے بلکہ وہی ہوں گے تو وہ فرقۂ جدید اور فرقہ بند نہ کہا جائے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور جس فرقہ کے اصول جدید ہوں گے وہی فرقہ جدید اور فرقہ بندی کے الزام سے ملزم ہوگا۔

اب ہمارے سامنے چاروں مذاہب حنفی، شافعی، حنبلی اور مالکی موجود ہیں۔ ان سب کا اصول ہے کہ قرآن و حدیث پر بغیر توسطِ امام مجتہد کے عمل کرنا جائز نہیں، اس لیے یہ فرقے اپنے اپنے اماموں کے مقلد کہلاتے ہیں۔ برخلاف اس کے اہلِ حدیث اس بات کے قائل نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ شرط طبقۂ اولیٰ میں نہ تھی ہم طبقۂ اولیٰ کی روش سے ایک انچ بھی ادھر ادھر نہ ہٹیں گے۔ ع

جملہ عالم اک طرف آں شوخِ رعنا اک طرف

ایک اعتراض کا دفعیہ:

اب ایک سوال یہ ہے کہ دوسرے فرقوں کی طرح اہلحدیث بھی تو ایک فرقہ ہے۔ اس سے بھی تو فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اہل حدیث بحیثیت نام کے ایک فرقہ کہا جائے تو اور بات ہے مگر اصول اور عمل کی حیثیت سے یہ کوئی فرقہ بندی نہیں، بلکہ وہی ایک گروہ ہے جو تعلیمِ نبوت سے پیدا ہوا تھا جس کی روش ہم بتلا آئے ہیں کہ قرآن و حدیث پر عمل کرنے کی تھی، نہ اس فرقے نے اپنے دستور العمل میں کوئی اضافہ کیا، نہ سلف صالحین کی روش سے علیحدگی کی، بلکہ بعینہٖ اسی طرح قرآن و حدیث یا یوں کہیے کہ قرآن اور طریقۂ نبی ﷺ کو صحابہ رضی اللہ عنہم کی روش پر محفوظ رکھا۔

رہا نام کا سوال کہ اہل حدیث نام کیوں رکھا گیا جبکہ طبقۂ اولیٰ نے یہ نام اپنا نہ رکھا۔

تو اس کا جواب بہت آسان ہے کہ اہل حدیث کی اصلیت بتلانے کو عملی طریق کا یہ نام ہے، دوسرے فرقوں نے اپنی نسبت اپنے اماموں کی طرف کر کے حنفی اور شافعی وغیرہ القاب اختیار کیے۔ چونکہ اس فرقہ کی نسبت کسی غیر کی طرف نہ تھی بلکہ طبقۂ اولیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف صرف نبی (علیہ السلام) کی طرف تھی، اس لیے اس نے اپنے طریق عمل کے مطابق اپنا لقب اہل حدیث رکھا جو اس کے طریقِ عمل کے لحاظ سے بہت موزوں ہے ورنہ اس کا اصول دین جو بنیاد مذہب ہے وہی ہے جو طبقۂ اولیٰ کے مسلمانوں (صحابہ و تابعین) کا تھا۔ یعنی قرآن و حدیث بطریق سلف صالحین۔ اہل حدیث لقب کے یہ معنیٰ ہیں کہ:

''احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے والے۔''

یہی معنیٰ ہیں ع

کسی کا ہو رہے کوئی، نبی کے ہو رہے ہیں ہم

❁❁❁❁❁

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کعبہ کا فرمان

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زیر اہتمام 31 مئی 2007ء کو الحمراء ہال لاہور میں آل پاکستان علماء کنونشن منعقد ہوا۔ اس موقع پر امام کعبہ، فضیلۃ الشیخ الدکتور عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز السدیس حفظہ اللہ نے ایک ایمان افروز اور پُرمغز تاریخی خطاب فرمایا اس کا ایک اقتباس حاضر ہے، فرماتے ہیں:

سلام من ام القری من مهبط الوحی من مكة المكرمة من جوار الكعبة المشرفة حيث قبلة المسلمين وحيث انطلقت عقيدة التوحيد وحيث درج الحبيب المصطفى ﷺ

اهل الحديث همو آل النبی
وان لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا
سلامی علی اهل الحديث فاننی
نشأت علی حب الاحاديث من مهد
همو نشروا فی الكون سنة احمد
بلا صدر منهم فيها ولا ورد

ايها الاخوة! عزنا وشرفنا وسعادتنا بحب رسول الله ﷺ وحب سنته والعناية باحاديثه وآثاره۔ يقول الامام احمد رحمه الله عن الفرقة الناجية

ان لم يكونوا اهل الحديث فلا ادری من هم؟

”سلام ہو ام القریٰ کی طرف سے نزولِ وحی کی سرزمین سے، مکہ مکرمہ سے، جوارِ کعبہ سے، جو مسلمانوں کا قبلہ ہے جہاں سے عقیدۂ توحید جاری ہوا اور جہاں سے محبوب کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے مقام ومنزلت کو پہنچے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''حقیقتاً اہل حدیث ہی آل رسول ہیں۔ ہر چند وہ نبی ﷺ کی صحبت حاصل نہیں کر سکے، تاہم وہ رسالت مآب ﷺ کے معطر سانسوں سے مرکب الفاظ سے (مسلسل) مستفید ہوتے آ رہے ہیں۔ میرا اسلام ہو اہل حدیث پر کیونکہ میں بچپن سے احادیث کی محبت کی فضا میں پروان چڑھا ہوں۔ یہ وہ ہستیاں ہیں جنہوں نے چار دانگِ عالم میں سنتِ رسول ﷺ کا ڈنکا بجایا ہے اور اس میں ان کی جانب سے ہرگز کوئی کمی یا بیشی نہیں ہوئی۔''

معزز بھائیو! رسول اللہ ﷺ سے محبت، آپ ﷺ کی سنتوں سے بے حد پیار اور آپ کی احادیث و آثار کا اہتمام ہی ہماری عزت، شرف اور سعادت کا باعث ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ نے فرقۂ ناجیہ، یعنی نجات پانے والی جماعت کے بارے میں فرمایا تھا:

''اگر یہ اہل حدیث نہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون لوگ ہیں؟'' (شرف اصحاب الحدیث، ص:۵)

⦿⦿⦿⦿⦿

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک اہل حدیث

(نوٹ: یہ ایک انعام یافتہ تقریر ہے، جو میں نے مدرسہ کی زندگی میں ایک ساتھی کو لکھ کر دی تھی۔ اس کو بھی کتاب میں، موضوع کی مناسبت سے درج کیا جا رہا ہے۔)

اهل الحديث عصابة الحق
فازوا بدعوة سيدالخلق

اہل حدیث حق کی جماعت ہے
جو سید الخلق کی دعوت کی جماعت ہے

ما اہل حدیثیم دغارا نشاسیم
صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست

ہم اہل حدیث ہیں جھوٹ و دغا کو نہیں جانتے
اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے مذہب میں حیلہ و فن نہیں

اہل دل، اہل نظر، اہل خبر، اہل حدیث
کشور وحدانیت کے تاجور، اہل حدیث
خضر منزل، رہروان جادہ صدق و صفا
حاملین سنت خیرالبشر، اہل حدیث
گمراہی کے ہر دور میں، ظلمت کے ہر عہد میں
ہیں باطل کے خلاف سینہ سپر، اہل حدیث

عنوان دولفظوں سے مرکب ہے۔ ایک لفظ ''مسلک'' اور دوسرا مرکب لفظ ''اہل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث'' ہے۔

''مسلک'' کا لغوی معنی ہوتا ہے ''راہ'' اور اصطلاحی معنی طریقہ،نظریہ، اصول و قواعد وغیرہ جب کہ ''اہل حدیث'' کے لغوی معنی ہیں ''حدیث والے'' اور اصطلاحی معانی ہیں وہ افراد کہ جن کے لیل ونہار، شب و روز محض قرآن وسنت کے تعلق میں بسر ہوں اور جن کا کوئی بھی قول وفعل اور عمل، طور طریقہ اور رسم و رواج قرآن وحدیث سے الگ نہ ہو اور جوان دو عظیم الشان سرچشموں کے علاوہ کہیں نگاہ التفات نہ ڈالیں۔

گویا مسلک اہل حدیث کا معنی ہوا، وہ دستور حیات جو صرف قرآن وحدیث سے عبارت ہو جس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر ثبت ہو اور جس پر خیر القرون کا کردار گواہ ہو۔

اس وقت کتنے ہی مذاہب اسلام کے نام پر روئے عالم پر نظر آ رہے ہیں اور ہر ایک کا زعم و دعویٰ یہی ہے کہ وہ ہی صحیح اور برحق ہے مگر درحقیقت وہ کسی نہ کسی طور اسلام میں ترمیم و اضافہ اور کمی بیشی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ تقریباً ہر مذہب میں شخصیت پرستی ہے یا خاص افراد کی تعلیمات و افکار پر دارومدار ہے جب کہ مسلک اہل حدیث اشخاص و افراد کی عزت و توقیر کو ملحوظ تو رکھتا ہے مگر انہیں دین میں حجت نہیں سمجھتا بلکہ اپنا ہر معاملہ، زندگی کا ہر مسئلہ صرف اور صرف قرآن و حدیث سے حل کرنا سکھاتا ہے اور ''امرین صحیحین'' (کتاب وسنت) کے علاوہ کسی کو بھی قابل حجت نہیں مانتا اور لائق تعمیل نہیں جانتا۔

مسلک اہلحدیث بزرگان دین کی عزت سکھاتا ہے مگر اس میں مبالغہ نہیں، آئمہ کو عظیم سمجھتا ہے مگر ان میں مقابلہ نہیں۔ فقہاء و مجتہدین کی جدوجہد ذہنی اور اجتہاد کو خراج تحسین پیش کرتا ہے مگر ان پر دارومدار کی تلقین نہیں، کسی کے تدبر و تفکر پر کامل یقین نہیں رکھواتا البتہ انہیں آیات و احادیث سے تزئین ضرور بخشتا ہے کہ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود بتقاضائے بشریت خطا و نسیان سے مبرا نہیں اور مسلک اہل حدیث عصمت رسول ﷺ کی وجہ سے عیوب و نقائص سے مصفا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقعتاً مسلک اہل حدیث...... اہل حق کا مسلک، اہل دل کا مسلک، اہل نظر کا مسلک، اہل خبر کا مسلک، اہل ادراک کا مسلک، اثبات و احقاق کا مسلک، کشور وحدانیت کے تاجوروں کا مسلک، قاطعین شرک کے ناموروں کا مسلک۔

مسلک اہل حدیث...... رہروان صدق وصفا کا جادہ ومنزل، امن وسکینت کا نام، شجاعت وشہادت کا مقام، راہ حق میں سر کٹانا، آگے بڑھتے جانا، لڑتے مرتے سر بکف، ہر سمت، ہر طرف، باطل کے مقابل، ادائے حق کی خاطر صدائے کلمۃ اللہ بلند کرنا۔

سنا سنا کے دم عشق کے فسانے کو
لگا رہا ہوں تیری راہ پہ زمانے کو

مسلک اہل حدیث، چند افراد کے ذہن کی اختراع، چند رسوم کے تحفظ اور چند وجوہ کی پیداوار کا نام نہیں بلکہ آقائے ذی وقار وذیشان ﷺ پر اتاری گئی شریعت مطہرہ، منزل من اللہ دین مبین، اسلام متین اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ مقدسہ کا نام ہے۔

آج بھی مسلک اہل حدیث، کسی ردوبدل، ترمیم واضافہ اور کمی بیشی کے بغیر قرون اولی ہی کی صورت میں جاری وساری ہے۔ بقول رسولِ صادق ﷺ قیامت تک ہر فتنہ اوہام وشکوک سے محفوظ اور ذمة الله ورحمته کے سبب سے محفوظ رہے گا۔

اسی کے سینے پر لا تزال طائفة من امتی منصورین علی الحق کا تمغہ، اسی کے نصیب میں ما انا علیه واصحابی کا ثمرہ، اسی کے لیے اما مهم النبی صلی الله علیه وسلم کا شرف، اسی کے حاملین کے لیے انتم اصحاب الحدیث انطلقوا الی الجنة کا فخر، کہ یہ احکام ربانی کی تعمیل، فرامین نبویؐ کی تجمیل، طریق صحابہ کی روش، تابعین کی کشش، تبع تابعین کی راہ، محدثین کی جاہ، آئمہ کا گزر، فقہاء کا فخر، اسلام کی ترجمانی، حق کی فراوانی، توحید کی صدا، شرک وبدعت کے خلاف جہاد، قرآن وحدیث پر اعتماد ہے۔

تبلیغ وجہاد اس کا طرۂ امتیاز، تحقیق وتدقیق وجہ اعجاز، خلوص ودیانت اک اعزاز،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمت و غیرت کو اس سے نیاز، یہ امن و آشتی کا سبق، اصلاح قلوب، تطہیر ارواح اور طہارت اذہان کا درس ہے۔

مسلک اہل حدیث نام ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی آواز کا...... ترکت فیکم امرین کی صدائے دلنواز کا...... وما اتاکم الرسول فخذوہ کی پکار کا...... لا تتبعوا خطوات الشیطن کے فرمان کا...... فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ کے نشان کا......من یبتغ غیر الاسلام دینا میں اسلام متین کا ...... ان الدین عنداللہ الاسلام میں دین کا...... یعنی کامل قرآن کا...... فرمان آقائے ذیشان کا۔

مسلک اہل حدیث نام ہے......سنت رسول ﷺ کی عصمت کا، طریق صحابہ کرامؓ کی عظمت کا، کردار تابعینؒ کی شوکت کا، تبع تابعینؒ کے چلن کی سطوت کا، آئمہ کرامؒ کے تفقہ کی رفعت کا، محدثین کی عدالت کی حشمت کا، مفسرین اولیٰ کی اعلیت کا، فقہاء حق کی ارفعیت کا۔

''ابوحنیفہ اور شافعیؒ'' کے اقوال کا ''ابن حنبلؒ و مالک'' کے احوال کا ''ابن تیمیہ و ابن قیمؒ'' وغیرہم کے کمال کا' خاندان ولی اللہ کے جاہ و جلال کا' حق کے شیدائیوں کا' صرف سچ کے داعیوں کا۔

مسلک اہل حدیث نام ہے......!

روایت کا، درایت کا، ثقاہت کا، فقاہت کا، ودیعت کا، براعت کا، ذہانت کا، فطانت کا، دیانت کا، امانت کا، امامت کا، عدالت کا، ندرت کا، ہدایت کا، محبت کا، الفت کا، جرأت کا، شجاعت کا، شہادت کا، اقبالیت کا یعنی آدمیت کا، کامل انسانیت کا۔

مسلک اہل حدیث......اذہان کو اعراف و عرفان، ارواح کو سرور و وجدان، قلوب کو ایمان و ایقان اور زیست کو عروج اور شان کی دولت بخشتا ہے۔

مسلک اہل حدیث لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مصداق ما اتاکم الرسول فخذوہ کے استحقاق کا نام ہے..... رسول اللہ ﷺ کے اقوال کا، آپؐ کے احوال کا، ذیشان افعال کا، معلیٰ اطوار کا، مصفا اطراز کا، عظیم الشان گفتار کا، عظیم المرتبت کردار کا، رفیع المنزلت مقام کا، آپؐ کی اعلیٰ شان وشوکت کے دوام کا، عصمت و رفعت کا، ختم نبوت کا، دین کے اکمال کا، نعمت حقہ کے اتمام بجمال کا، صرف آپ ﷺ ہی کی ذات بالا صفات کی ہر ہر بات کا یعنی..... سادگی و بے باکی کا، ایثار وحق گوئی کا، رحم وعزم کا، علم وحلم کا، احسان وکرم کا، نظر وفکر کا، عاجزی وشکر کا، یقین ومحبت کا، وفا والفت، خشیت وللّٰہیت اور غیرت وحمیت کا، غرضیکہ آپؐ کی رسالت کے ہوتے ہوئے اور کسی کا سکہ نہ چلنے کا، کسی اور کا دم نہ بھرنے کا۔

''رضی اللہ عنہم و رضواعنہ کی تفسیر اور انعمت علیھم۔ واولئك هم المفلحون کی تعبیر میں، مسلک اہل حدیث نام ہے.....!

حیات اصحاب کا، زیست بہ آب وتاب کا، ہر حال میں قربانی کا، خون میں لت پت ''لا الہ الا اللہ'' کی ترجمانی کا، عدم ریا کا، حصول رضا کا، تحصیل اجر میں بے قراری کا، خوش گفتاری واعلیٰ کرداری کا، نرم دم گفتگو کا، گرم دم جستجو کا، رزم و بزم میں پاک دل وپاکبازی کا، اللہ کے لیے ہر شے سے بے نیازی کا۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ کی تعمیل اور من یشتری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ کی تاثیر میں مسلک اہل حدیث نام ہے۔

عباداللہ کے چلن کا، قرآن وسنت سے ملن کا، امرین صحیحین سے رغبت کا، توحید و سنت کے پرچار کا، قال اللہ وقال الرسولؐ کے اختیار کا، تحریر وتقریر میں انتہائی احتیاط کا، راہ خدا میں تکالیف اٹھانے کا، ادائیگی فرائض میں سر کٹانے کا۔

مسلک اہل حدیث نام ہے..... اسلامی طریقت کی اعلائی کا، منزل من اللہ شریعت کی بالائی کا، اشرف المخلوقات کی اشرفیت کا، احسن تقویم کی ارفعیت کا..... جادہ عظیم کا، صراط مستقیم کا.....!

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک اہل حدیث وما ینطق عن الھویٰ ان ھوالا وحی یوحی کی شہادت سے کسی انسان کی کاوش نہیں کہ انسانی جذبات وخواہشات کا اس میں کچھ دخل ہو، بلکہ نزلنا علی عبدنا کی تصدیق سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا عطاء کردہ ہے، تبھی تفکرات وتدبرات، تخیلات وتصورات، وذہنیات وکیفیات کی تصحیح وتزئین کرتا ہے اور انہیں اصلاح وہدایت بخش کر معزز ومشرف بناتا ہے۔

مسلک اہل حدیث میں لالچ نہیں، سخاوت ہے۔ مادیت نہیں روحانیت ہے۔ طلب ثروت نہیں آرزوئے مغفرت ہے۔ شاہی نہیں خدمت ہے۔ غرور، تکبر نہیں محبت ہے۔ بدعت نہیں سنت ہے۔ شرک نہیں توحید ہے۔ تجسیم الٰہی نہیں تمجید ہے۔ اوتار نہیں کلمہ تہلیل وتحمید ہے۔ ریا نہیں طلب رضا ہے۔ تصنع نہیں استغنا ہے۔ تکلف نہیں اخلاص ووفا ہے اور ہر فعل باحضور وباخدا ہے۔

تدبر وتفکر، مساواۃ ومواخاۃ، نصرت واخوت، شرف واحترام، عزت واکرام، فخر واحتشام...... حقیقی کامیابی دونوں جہاں کی کامرانی، ایمان اور مسلمانی، غرضیکہ ہر خوبی میں ہر عظمت کی نشانی ''مسلک اہل حدیث'' میں ہے۔

یہ نیک طینتی کا اعلان، پاک طبیعتی کا اعلام، قرآن وحدیث کا اثبات والتزام تجلیوں کا مقام اور تمام تر خوبیوں کا قوام ہے۔ اس میں سیاست کے نشیب وفراز اور شرعی ترنگ بھی ہے اور جہاد وشہادت کی امنگ بھی، نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی، محض آدمیت وانسانیت کی بھلائی، انسانی زندگی کی تعمیر میں مرضات اللہ کا حصول اور حصول میں تکالیف ومصائب آلائم وشدائد سب قبول۔

قد آور شخصیات کو محور بنانے کی بجائے وحی الٰہی (قرآن وحدیث) کو اپنا مرکز حیات ونصب العین جاننا ہی مسلک اہل حدیث ہے جیسے

① حج تمتع کے مسئلہ پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین احد من الراشدین والمھدیین مراد رسول فاروق اعظم حضرت عمر رضی اللہ عنہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جیسے فرزند اسلام اور صحابی رسول ﷺ کی پاک طینتی اور صاف طبیعتی سے نکلی وہ بات جو بتقضائے بشریت سنت رسول ﷺ کے خلاف ہو گئی تھی، چھوڑ دینا اور ان الشریعة نزلت علی محمد ولا نزلت علی ابی کا اعلان فرمانا اور پھر حضرت عمرؓ کا بیٹے کی اس بات پر جاہ و جلال، رعب و دبدبہ، شوکت و طنطنہ، ہیبت و حشمت کے باوجود سر جھکا لینا اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنا اور سجدہ شکر بجا لانا۔

② فلا وربك لا یومنون حتی یحکموك فیما شجر بینهم کے سبب نزول میں حضرت عمرؓ کا رسول ﷺ کے مقابل ان کا فیصلہ لینے والے منافق کی گردن تن سے جدا کر کے هذا قضاء لمن لا یرضی بقضاء رسول الله کا نعرہ بلند کرنا وغیرہ، ان گنت تاریخ اسلام کی امثلہ دراصل مسلک اہل حدیث کا اظہار اور مسلک اہل حدیث کا اعلان ہیں کہ ''آپ کے ہوتے ہوئے نہ کسی کی ذات چل سکتی ہے نہ کسی کی بات چل سکتی ہے۔ موسیٰ کی نبوت کا نہ چلنا آپ ﷺ کی عصمت کی دلیل ہے اور عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام کی آمد عظمت کی دلیل ہے۔ کتب اولین کی نہ تصدیق نہ تکذیب ہے بلکہ قرآن مجید کا اظہار تصحیح و تصویب ہے اور جو بھی کتاب و سنت کو چھوڑ دے وہ انسان کہلانے کا روادار اور زندہ رہنے کا حق دار نہیں۔ اسے چاہیے کہ اللہ کی زمین چھوڑ کر کہیں اور جا بسے۔

آج کے دور میں خصوصیت سے مسلک اہل حدیث یہ ہے کہ

''نفاذ اسلام کے شوق میں بے قرار رہا جائے اور کبھی چین سے نہ بیٹھا جائے۔ باطل کے خلاف ہمت کی کوہ تازی سے قدم جمائے جائیں یعنی قرآن و حدیث کی اشاعت، دعوت و تبلیغ، علوم و عقائد کی تجدید و اصلاح، اہل ملت کا ہر حال اور ہر شکل میں اتحاد، خیر القرون کے علم و عمل کی از سر نو تجدید، دین خالص، سنت خالصہ و محسنہ کا اعتصام اور تمام تفرقوں اور بدعتی راہوں کے خلاف قولاً، فعلاً اور عملاً دعوت الی اللہ کی صدا اس قوت و نفوذ کے ساتھ بلند کرنا کہ وقت کا کوئی شور و غوغا اس پر غالب نہ آ سکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اگر آج بھی مسلک اہل حدیث اپنی تمام تر ضوء افشانیوں، ضیاء پاشیوں اور رعنائیوں کے ساتھ اس دھرتی پر نافذ ہو جائے تو عجب نہیں کہ آب نشاط انگیز سے وقت کی خمار آلودگیوں کو علاج میسر آ جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شورش کاشمیریؒ نے کہا.........

”جن لوگوں نے ہندوستان کے مقتل میں جان دی۔ ان میں پونے دو لاکھ افراد وہ تھے جن کا اپنا نام تو اس قتل عام کی زود فراموشی کے باعث محفوظ نہیں رہ سکا لیکن ان کی جماعت کا نام رہ گیا ہے۔ اب جو ریکارڈ سامنے آ رہا ہے اس سے اس کی تصدیق ہوتی ہے کہ ان کے خون پر جو چھاپ لگائی گئی وہ ان کے وہابی ہونے کی تھی۔ گویا ان لوگوں کو ہلاک کرنے کے لئے یہ کہہ دینا کافی تھا کہ یہ وہابی ہیں۔ وہابی گویا انگریز کے نزدیک باغی ہونے کا شرعی نام تھا۔ اس لفظ کو بالالتزام رسوا کیا گیا۔ اس وقت کی اسلامی مملکتوں پر برطانوی استعمار کے تصرفات اور ہندوستانی مسلمانوں کی ذہنی حالت کے ثمرات دو ایسی چیزیں تھیں کہ انگریزی استعمار نے اپنے مخبروں کو جواز مہیا کرنے کے لئے وہابی کے لفظ کو خود مسلمانوں میں قہر و غضب کا نشانہ بنایا۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اس سے بڑی مصلح جماعت اور اس کے غیرت مند رہنماؤں کو برطانوی استیلاء اور بدعتی فضا کے پروردوں نے دشنام و اتہام کا ہدف بنا کر اسلام کی طاقت کو کمزور کیا اور اسلام کی حقیقت کو مجروح...... ورنہ ایک خاص مرحلہ سے ایک خاص دور تک ہندوستان میں اسلام کی تاریخ وہابی جماعت (اہل حدیث) کی مرہون سپاس ہے۔

میں اہل حدیث کا اس لحاظ سے معترف ہوں کہ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ اس قسم کے گوہر یکدانہ بھی مسلمانوں میں موجود رہے ہیں۔ جنہوں نے دین کو صحیح کیا لیکن خود رسوا ہوئے۔ جنہوں نے اسلام کو بالا کیا لیکن خود غضب کا شکار ہو گئے۔ جنہوں نے غیر ملکی استعمار کا ڈٹ کر مقابلہ کیا لیکن اپنوں کے ہاتھوں اور پرائیوں کے خنجروں سے گھائل ہوتے رہے۔“ (شورش کاشمیری مرحوم ہفت روزہ چٹان لاہور 12 نومبر 1967ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل حدیث!

حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب عاجز مالیرکوٹلوی

خوش نطق و خوش مقال یہ اہل حدیث ہیں
خوش خلق و خوش خصال یہ اہلحدیث ہیں
چمکے ہیں آسمان علوم و فنون پر
خورشید و مہ جمال یہ اہل حدیث ہیں
دونوں میں ربط رشتہ معبود و عبد کا
وہ رب ذوالجلال یہ اہل حدیث ہیں
جس غم سے گلشن دل مومن میں ہے بہار
اس غم سے مالا مال یہ اہل حدیث ہیں
یلغار کفر و شرک ہو جس راستے سے بھی
اس راستے میں ڈھال یہ اہل حدیث ہیں
صنعت ہو، کاروبار ہو، یا مسند دروس
ہر فن میں باکمال یہ اہل حدیث ہیں
یہ لوگ منکرین کرامات اولیاء
منہ اپنا تو سنبھال یہ اہل حدیث ہیں
توحید کے چمن کی حفاظت میں سربکف
شجاع بے مثال یہ اہل حدیث ہیں
مخزن یہ موتیوں کا ذخیرہ حدیث کا
عاجز ہے ان کا مال یہ اہل حدیث ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلک اہلحدیث

عبدالرب ثاقب (برطانیہ)

جاہ و صدق و صفا ہے، مسلک اہل حدیث
مشرب مہر و وفا ہے، مسلکِ اہل حدیث

دعوت خیر الوریٰ ہے، مسلکِ اہل حدیث
شاہراہ مصطفیٰ ہے، مسلکِ اہل حدیث

مشعل راہ ہدیٰ ہے، مسلکِ اہل حدیث
ظلمتِ شب میں ضیاء ہے، مسلکِ اہل حدیث

ہے نقائص سے مبرا، پاک تاویلات سے
حق نگر، حق آشنا ہے، مسلکِ اہل حدیث

اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہے صراطِ مستقیم
ٹیڑھی راہوں سے بچا ہے، مسلکِ اہل حدیث

جوہرِ خیر القروں ہے، پیکرِ اسلام ہے
ہاں سلف کا راستہ ہے، مسلکِ اہل حدیث

اتباعِ سنت نبویؐ کی ہے اس میں ضیاء
نورِ توحیدِ خدا ہے، مسلکِ اہل حدیث

ماحیٔ شرک و ضلالت، قامعِ بدعات و زور
ٹھوک کر دیکھو کھرا ہے، مسلکِ اہل حدیث

مسلکِ حق سے ہے آخر بدگمانی کس لئے
کامرانی کا لوا ہے، مسلکِ اہل حدیث

فرقہ بندی چھوڑ کر ہوں وحدت ملت میں ضم
درس سب کو دے رہا ہے، مسلکِ اہل حدیث

شکرِ رب کیوں کر ادا ہم سے اے ثاقب بھلا
فضل سے اس کے ملا ہے، مسلکِ اہل حدیث

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کلمات تبرک

اہل حدیث، ایک قابلِ فخر اور باعث شرف لقب ہے، جو ہر دور میں محدثین عظام اور عاملین قرآن وحدیث کے ہاں مروج ومشتہر رہا ہے۔ مسلک حق اہل حدیث سے وابستگان، ہر حال میں قرآن وحدیث کو دین کا منبع وماخذ جانتے اور مانتے ہیں اور جو لوگ اپنی زندگی کتاب وسنت کی روشنی سے منور کرتے ہیں وہی ''اہل حدیث'' کے وصفی نام سے منسوب ہونے کا حق رکھتے ہیں۔

ہماری جماعت کے باصلاحیت نوجوان، عزیزم رانا محمد شفیق خاں پسروری، مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ''اہل حدیث'' جیسے لقب اور وصفی نام کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا اور اس کے حوالے سے سامنے آنے والے اعتراضات کا مدلل جواب دیا ہے۔

(پروفیسر) ساجد میر
امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان

لقب اہل حدیث، ان مسلمانوں کے شایان شان ہے، جو قرآن وحدیث پر عمل کرتے اور انہی کو دین کا منبع وماخذ جانتے ہیں، اور جن کی زندگیاں " **قال الله وقال الرسول** " کے لیے خاص ہو کر رہ جاتی ہیں۔ رانا محمد شفیق خاں پسروری نے ''لقب اہل حدیث'' کے تمام پہلوؤں کا خوب احاطہ کر کے، اس عظیم لقب اور جماعت اہل حدیث کے لیے مہتم بالشان کام کیا ہے۔ (**فجزاه الله أحسن الجزاء**)

ڈاکٹر حافظ عبدالکریم
ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان